ارشادِ محمدی ﷺ

خطیب الہند مولانا محمدؒ صاحب محدثؒ جوناگڑھیؒ

مکتبہ محمدیہ دہلی۶

ارشاد محمدی

تالیف:

خطیب الہند مولانا محمد صاحب محدث جونا گڈھی رحمہ اللہ

مکتبہ محمدیہ دہلی ۶

نام کتاب: ارشاد محمدی

مؤلف: مولانا محمد صاحب محدثؒ جوناگڑی

اشاعت: بار اول فروری ۲۰۰۲

مطبع: این ایم پریس دہلی

قیمت: ۳۵؍روپے

ناشر: مکتبہ محمدیہ، دہلی ٦

فہرست مضامین

عرض ناشر	۵	تقلید شخصی پر کوئی دلیل نہیں	۴۰
اپنی بات	۷	صحابہ حنفی شافعی نہیں تھے	۴۲
حرف آغاز	۹	اختلاف ختم کرنے کا آلہ	۴۳
کیا ادلہ تقلید کی تلاش ممکن ہے	۹	تقلید چوتھی صدی کی ایجاد ہے	۴۶
تھانوی صاحب کی دلیل	۱۰	صحابہ کے اختلافات کا فیصلہ	۴۶
ائمہ اربعہ کا تاریخی زمانہ	۱۲	مقلدین کے نزدیک مومن کون ہے	۴۸
حضرت عمر فاروق مجتہد تھے یا نہیں	۱۳	ایک آسان وعمدہ فیصلہ	۵۰
حضرت عمرؓ ابوبکرؓ کے مقلد نہ تھے	۱۴	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ایک......	۵۲
وہ مسائل جن میں حضرت عمر......	۱۵	حضرت عمرؓ لال پیلے ہوگئے	۵۲
صحابہ کو مقلد کہنا گالی دینا ہے	۱۶	تھانوی صاحب نے اپنی تقلید......	۵۵
ابوبکرؓ ہر ہر مسئلہ میں حدیث لیتے تھے	۱۸	ہانکنے والے کے اشارے پر قدم......	۵۶
عورتوں کے مہر کا مسئلہ	۱۸	تقلید وبال جان ہے	۵۶
وہ مسائل جن میں صحابہ عمرؓ کے......	۱۹	مقلد عالم نہیں ہے	۵۷
حضرت صدیق اکبرؓ کا پہلا خطبہ	۲۳	مقلد اور جانور میں کوئی فرق نہیں	۵۸
حضرت ابوبکر کے فیصلے احناف......	۲۴	مقلد کو دلائل سے کوئی سروکار نہیں	۵۸
امیر وقت کی اطاعت کب تک ہے	۲۸	حنفی شافعی بن جائے تو سزا دی جائے	۵۹
صحابہ کا بعض مسائل میں شیخین......	۲۹	معاذؓ نے اپنی تقلید سے روکا ہے	۶۳
حدیث کے خلاف کسی کا بھی حکم......	۳۰	کیا صحابہ رسول اللہ ﷺ کے مقلد تھے	۶۴
رائے کے متعلق ابوبکرؓ کا فرمان	۳۲	ایک سو تیس صحابہ سے زائد مفتی تھے	۶۶
مقلدین تقلید عمر سے کوسوں دور ہیں	۳۵	سات صحابہ فتاوی میں مشہور تھے	۶۶
عمرؓ رائے قیاس سے بیزار تھے	۳۵	عبداللہ بن عباسؓ کے فتاوے......	۶۶
خلفاء خلاف حدیث فیصلے سے......	۳۸	ایک والی کا حیرت انگیز حکم	۷۰

رائے سے فتوی دینے والے کیلئے	۷۲	سورج چاند کی طرف منہ کر کے......	۱۰۲
تقلید کا خاتمہ کیسے ہو	۷۴	نجاست کے مسائل	۱۰۳
تقلید معاذ تقلید ابو حنیفہ کی سند نہیں	۷۶	نماز کے مسائل	۱۰۴
اختلاف کے وقت اولوا الامر کا حکم	۷۹	میت کے مسائل	۱۰۶
منافق بھی کبھی کلمہ حق کہتا ہے	۷۹	عبداللہ بن مسعودؓ نے رائے......	۱۰۹
رائے کو دین میں داخل ہونے کا مطلب	۸۱	امام اعظم کے لقب کا مستحق کون ہے	۱۱۲
علم تین چیزیں ہیں	۸۱	حجۃ الہند کی شہادت	۱۱۲
تھانوی صاحب کی تیسری دلیل	۸۳	شاہ ولی اللہ دہلوی کا ایک قول فیصل	۱۱۳
تقلید صحابہ کی کسی کے اندر طاقت نہیں	۸۳	حنفی مذہب کے ستون	۱۱۵
صحابہ کے آپس کے مختلف فیہ مسائل	۸۴	ائمہ فقہ کی کون سی تصنیف......	۱۱۶
قیاس سے مسائل بتانے کا نقصان	۸۸	حنفی مذہب کا لفظ تین ہستیوں پر	۱۱۷
ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا	۸۸	موطا میں امام ابو حنیفہ کی تیرہ روایت	۱۱۷
بہشتی زیور کے قیاسی مسائل	۹۰	موطا محمد میں امام مالک کی ۱۰۰۵	۱۱۷
کس پانی سے نہانا درست ہے	۹۰	امام محمد غیر مقلد تھے	۱۱۸
پاک وناپاک کھال	۹۱	امام محمد نے امام ابو حنیفہ کے خلاف	۱۱۸
بہشتی زیور کی اہمیت	۹۲	قرآن وحدیث کے خلاف فتویٰ	۱۲۲
ہمارا ابنشاء کیا ہے	۹۴	عبداللہ بن مسعود نے ایک ماہ تک	۱۲۲
وضو کا بیان	۹۴	رائے قیاس کی پیروی	۱۲۲
جن سے نکاح کرنا حرام ہے	۹۷	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے نزدیک	۱۲۳
کچھ جنسی مسائل	۹۷	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تطبیق کے	۱۲۳
نسب کا مسئلہ	۹۸	حضرت عبداللہ بن مسعود بعض......	۱۲۳
لاپتہ شوہر کا حکم	۹۹	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی فضیلت	۱۲۴
انتقال عن المذہب ممنوع ہے	۱۰۱	تہائی علم کیا ہے	۱۲۴

حرف آغاز

اللہ تعالی کی حمد وثنا اور اس کے رسول ﷺ پر درود وسلام کے بعد:

مقلدین دلائل تقلید کی تلاش میں ہاتھ پاؤں تو اس قدر مارتے ہیں کہ بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ غوطہ خور جو بہت دیر سمندر کی تہ میں رہے پھر ابھرے گو اسے درشہوار ہاتھ نہ لگا ہو لیکن تاہم کنارے پر کھڑے ہونے والے اس کی واہ واہ کرتے ہیں۔ جس غلام کو اس کا آقا کسی سودے کے لئے بھیجے اور وہ مٹھیاں بند کر کے دوڑتا ہوا جائے اور آئے، گو خالی ہاتھ آیا ہو لیکن تاہم ہے شاباشی کے لائق، اندھیرے میں اجالے کی تلاش۔ رات میں دن کی جستجو، ببول کے درخت میں انگور کی ٹٹول جس طرح بے سود ہے، اسی طرح ادلۂ تقلید کو قرآن وحدیث میں ڈھونڈھنا بھی انگلستان میں کعبہ کو تلاش کرنا ہے، جب تقلید کے معنی میں لاعلمی اور بے دلیلی داخل ہے، پھر اس کے لئے دلیل ٹٹولنا ہاتھی کا انڈا طلب کرنا ہے، ممکن ہے عنقا پر کسی کی نظر پڑ جائے، ممکن ہے ہما اپنا سایہ کسی پر ڈال دے، مگر یہ ناممکن ہے کہ تقلید شخصی اصطلاحی پر کوئی دلیل کسی کے ہاتھ لگ جائے، بڑے بڑوں نے اس مسئلہ میں قلم سنبھالے مگر خود نہ سنبھل سکے۔ کہنے کو تو دلیلوں کے پل باندھ دیئے لیکن حقیقت میں وہ تقلید کے تنکے تھے جو ہوا کے ایک جھونکے کے ساتھ ہی فو ہو گئے، خدا کے فضل سے اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ تقلید کی طرفداری میں قلم تھامنے والی انگلیاں تھرتھرا اٹھتی ہیں۔ اس موضوع پر لکھنے والے کا ضمیر اسے شرمندہ کرنے لگتا ہے اور خود بخود کلمۂ حق زبان قلم پر آ ہی جاتا ہے۔

لیکن آپ جانئے دنیا رکھنی بھی ضروری ہے، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے بہت سے مرید ہیں اور ان میں مبتدعین کی کچھ جماعت بھی ہے چونکہ آپ نے اپنے چند رسائل میں چند بدعتوں کی ایک حد تک تردید کی ہے اسلئے مخالفین نے انہیں وہابی وہابی کہہ کر ان کے مریدوں کو کچا کر دیا، آپ نے ان کے

آنسو پونچھنے کے لئے اہل حدیث کی تردید میں بھی کچھ مضامین لکھ مارے۔ اس وقت ہمارے سامنے ان کا رسالہ "الاقتصاد فی التقلید والاجتهاد" ہے۔ نہ ہمیں اتنی فرصت کہ اس پورے رسالے کو دیکھیں، نہ اس کی چنداں ضرورت۔ ہاں ہم مولانا کی ان دلیلوں کو پرکھنا چاہتے ہیں جو آپ نے ثبوت تقلید شخصی میں وارد فرمانے کی زحمت گوارا کی ہے۔

تھانوی صاحب کی اثبات تقلید کی پہلی دلیل

پہلی دلیل تو آپ نے یہ دی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

"تم لوگ ان دونوں شخصوں کا اقتداء کیا کرنا جو میرے بعد ہونگے اور اشارہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتلایا" (۱)

پس اولاً تو میں ناظرین سے پوچھتا ہوں کہ علم تو خیر اور چیز ہے لیکن آپ ایمان سے بتلایئے کہ اردو کے یہ الفاظ جو آپ کے سامنے مولانا کی اس کتاب سے میں نے نقل کیے ہیں ان میں کونسا لفظ ہے جس سے چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید ثابت ہوتی ہے؟ بھائی دلیل تو اسے کہتے ہیں کہ ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ نماز فرض ہے پھٹ سے دلیل دیتا ہے "اقیموا الصلوٰة" لیکن اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ ابوحنیفہؒ کی تقلید فرض ہے اور دلیل دے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرو تو اس کی وہی مثال ہوئی جو آج لوگ کر رہے ہیں کہ کہتے ہیں "قد خلت من قبله الرسل" یعنی حضرت عیسیٰ مر گئے یہ تو دلیل کی ایسی حیثیت تھی جو بالکل ظاہر ہے۔ اب اس کے جوابات سنئے۔

۱۔ اس حدیث میں تو حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ دونوں کی معاً اقتدا کرنے کا حکم ہوا ہے نہ دو میں سے ایک ایک کی، پس آپ بھی چاراماموں کی جوڑ باندھ کر دو کیجئے پھر دو دو کی معاً اقتدا کرنے کا حکم کیجئے نہ کہ ایک ایک کی۔

(۱) اعلام الموقعین اردو ج ۱ ص: ۴۳۸ – مطبوعه مکتبه الفهیم مئو

۲- حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا کے حکم سے ابوحنیفہ اور شافعی کی تقلید کیسے ثابت ہوگئی؟ کیا ان دونوں بزرگ صحابہؓ کی خلافت سے ان دونوں اماموں کی خلافت بھی ثابت ہوسکتی ہے؟ یا کسی دونبیوں کی نبوت کا ثبوت ان اماموں کی تقلید کا ثبوت بن سکتا ہے؟

۳- اقتدا کے حکم سے تقلید کو ثابت کرنا کیا قرآن وحدیث کی اصطلاح سے بے خبری برتنا نہیں؟ قرآن نے نبیوں کا ذکر کر کے آخرالرسل ختم المرسلین ﷺ کو حکم دیا کہ فبھدا ھم اقتدہ (۱) ان کی ہدایت کی اقتدا کرو تو کیا آپ کے نزدیک ہمارے نبی ﷺ اگلے نبیوں کے مقلد تھے؟

۴- اگر دونوں بزرگ یعنی شیخین رضوان اللہ علیہما کی اقتدا معاً ضروری تھی تو خلافت صدیقی میں سلطنت اور فرمان صرف ابوبکرؓ کا کیوں چلتا تھا دونوں کو خلافت میں برابر کے شریک اصحاب رسول نے کیوں نہ کیا؟

۵- پس خلافت صدیقی میں صرف اقتدائے صدیقؓ اس حدیث کے خلاف رہی اور خلافت فاروقی میں صرف اقتداء فاروقی بھی اس حدیث کے فرمان کے خلاف رہی۔ کیونکہ حدیث میں دونوں کی معاً اقتدا کرنے کا حکم نبوی ہوا ہے۔

۶- اگر دونوں بزرگوں کی موجودگی میں ایک ہی کی اقتدا ضروری تھی جیسے آپ نے فرمایا ہے تو پھر دو اماموں کی موجودگی میں ایک ہی کی تقلید ضروری کیوں نہ قرار دی جائے اور جس طرح ایک کی موجودگی سے دوسرے کی اقتدا ساقط ہے ایک کی موجودگی میں دوسرے کی تقلید کیوں نہ ساقط ہو؟ امام ابوحنیفہ اور امام مالک دونوں کا ایک زمانہ ہے کیا وجہ کہ دنیا پر دونوں کی تقلید واجب کی جائے؟ ان دو میں سے ایک کی تقلید کو باطل کیوں قرار نہیں دی جاتی؟ پھر امام شافعی اور امام مالک کا زمانہ بھی ایک ہی ہے ان دو میں سے ایک کی تقلید کو ساقط کیجئے۔ اس حساب سے

---

(۱) الانعام ۶/۹۰

تین تقلیدیں تو ہمیشہ کی میٹھی نیند سو جائیں گی باقی پھر ایک ہی رہے گی اور وہ بھی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی، پس آپ تو اپنی حنفیت کی صف اٹھائیے۔

۷ - ناظرین کی سہولت کیلئے میں ان ائمہ دین کا تاریخی زمانہ بھی بتا دوں۔ امام ابوحنیفہ ۸۰ھ میں تولد ہوتے ہیں اور ۱۵۰ھ میں رحلت فرماتے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ۹۰ھ میں پیدا ہوکر ۱۷۹ھ میں رحلت فرماتے ہیں پس ۹۰ھ سے لے کر ۱۵۰ھ تک کا ساٹھ برس کا وہ زمانہ تھا۔ جس میں یہ دونوں امامان عالی مقام دنیا میں ایک ساتھ موجود تھے۔ اسی طرح ۱۵۰ھ میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تولد ہوتے ہیں اور ۲۰۴ھ میں انتقال فرماتے ہیں پس ۱۵۰ھ سے لے کر ۱۷۹ھ تک کا انتیس برس کا وہ زمانہ تھا جس میں یہ دونوں امامان عالی مقام دنیا میں ایک ساتھ موجود تھے۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوتے ہیں اور ۲۴۱ھ میں فوت ہوتے ہیں (۱) پس ۱۶۴ھ سے ۲۰۴ھ تک چالیس سال تک کا وہ زمانہ تھا جس میں یہ دونوں امام عالی مقام دنیا میں ایک ساتھ موجود تھے، بلکہ اس مدت کے ابتدائی پندرہ سال وہ تھے جس میں مؤخر الذکر تینوں امام ایک ساتھ موجود تھے۔

حنفی بھائیو! ہے کوئی جو اس گتھی کو سلجھائے؟ اور اس معمے کو حل کرے؟

۸ - حضور ﷺ نے اپنے ان دونوں بزرگوں کی اقتدا کا حکم دیا تھا اب سوال یہ ہے کہ آیا حدیث رسول ﷺ کسی مسئلہ میں صاف موجود ہو یا آیت قرآنی کسی مسئلہ میں صاف موجود ہو پھر بھی اس پر عمل کرنے کے لئے ان دونوں بزرگوں یا ان میں سے ایک کی رائے کا بھی اس کے مطابق ہونا اس آیت و حدیث پر عمل کرنے کے لئے ضروری تھا یا نہیں؟ اگر ضروری تھا تو کیا آپ کوئی مثال ایسی دے سکتے ہیں کہ صحابہؓ ان دونوں خلافتوں میں حدیث و قرآن پر براہ راست عمل نہیں کرتے تھے بلکہ ہر جزئی اور کلی معاملہ میں صرف ان ہی دونوں بزرگوں کا فرمان ہی قابل عمل سمجھا جاتا تھا؟ اور اگر یہ بات نہ تھی تو معاملہ صاف ہے کہ جن کی اقتدا کے

(۱) چاروں اماموں کے سن تولد و وفات کے لئے ملاحظہ ہو۔ شامی ج ۱ ص ۱۶۵ مکتبہ زکریا دیو بند

مامورقرن اول کے مسلمان تھے جب وہ ان کی موجودگی میں قرآن وحدیث پر عمل کرنے میں آزاد تھے تو پھر آج اماموں کے انتقال کے صدیوں بعد کے مسلمان حدیث وقرآن پر عمل کرنے میں آزاد کیوں نہ ہوں؟ انہیں کیا قید ہے کہ جب تک امام ابوحنیفہؒ یا امام شافعیؒ اس پر عمل نہ کریں یہ بھی الگ تھلگ ہی رہیں؟

۹- جن کی اقتدا کا حکم تھا ان کی اقتدا کو بھی حضور ﷺ نے اپنی ذات کے بعد رکھا اور ان کی زندگی تک محدود رکھا پھر کیا وجہ ہے کہ حدیث وقرآن ہوتے ہوئے آج آپ لوگ ہمیں ائمہ کی تقلید کی زنجیروں میں جکڑ رہے ہیں؟ اور کیا وجہ جو ائمہ کے صدیوں بعد بھی ہمیں اس مہلک قید خانے سے نجات نہیں دیتے؟

تھانوی صاحب کی پہلی دلیل کا دسواں جواب

۱۰- حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کی اقتدا ان کی خلافت کے زمانے تک ہی تھی؟ یا قیامت تک ہے؟ اگر قیامت تک ہے تو حضرت عثمان ؓ اور حضرت علی ؓ اپنے اپنے زمانہ خلافت میں مقتدا نہ تھے تو فی الواقع خارجی حق پر ہیں کہ انھوں نے حضرت علی سے بغاوت کی اور باغیوں کی وہ جماعت بھی حق پر ہوگی جس نے معصوم عثمان کو محل خلافت میں محصور کر کے شہید کر دیا (رضی اللہ عنہ وارضاہ) اور اگر ان کے زمانوں تک ہی محدود تھی تو پھر کیا وجہ کہ ائمہ کے بعد بھی ہماری آنکھوں سے ان کی تقلید کی پٹی نہیں کھولی جاتی؟ اور سیکڑوں برس گزر جانے کے بعد بھی ہمیں ان کی تقلید کے کنڈل سے نہیں نکالا جاتا؟ بلکہ خدا کسی کی آنکھوں میں قدرتی روشنی پیدا کردے اور وہ زبردستی اس طوق تقلید کو اتار پھینکے تو رسالوں کے ذریعے زور لگا کر پھر اس کی آنکھیں پھوڑنے کی کوشش کی جاتی ہے؟

۱۱- مولانا اشرف علی صاحب اور علماء مقلدین بتلائیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجتہد تھے یا نہ تھے؟ سینوں میں ایک آواز بھی اجتہاد فاروقی کے خلاف نہ

اٹھے گی پھر مجتہد جان کر آپ انہیں مقلد نہیں کہہ سکتے۔ جب فاروق اعظم مقلد نہ رہے بلکہ مجتہد ٹھیرے تو ظاہر ہے کہ خلافت صدیقی میں وہ حضرت الصدیقؓ کے مقلد نہ تھے پھر آپ کا یہ فرمان غلط ثابت ہوا کہ ان میں سے ہر ایک کی ان کے زمانہ میں تقلید کرنے کا حکمِ رسول ﷺ تھا۔ یا اگر تھا تو حضرت عمر نے اس کی مخالفت کی اور تقلید نہیں کی۔

۱۲- ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کے فرمان ''تم لوگ ان دونوں شخصوں کی اقتدا کیا کرنا'' کے مخاطب و مامور ان دونوں کے سوا تمام صحابہ تھے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سب صحابہ مجتہد تھے یا حنفیوں کے عقیدے کے مطابق بجز چند صحابیوں کے جو ان کے نزدیک غیر فقیہ تھے باقی سارے کے سارے مجتہد تھے اور مجتہد کو آپ کے اصول کے مطابق تقلید حرام ہے پس معلوم ہوا کہ صحابہ نے نہ حضرت صدیق کی تقلید کی نہ حضرت فاروق کی۔

حنفی دوستو! اگر مان لیا جائے کہ فی الحقیقت اس حدیث سے ان دونوں بزرگوں کی تقلید ثابت ہوتی ہے تو خیر ہو جائے۔ اب وہ حدیث بھی پیش کر دیجئے جس میں ہو کہ ''قلدوا من بعدی ابا حنیفة والشافعي واحمد ومالكا'' یعنی میرے بعد ان چاروں کی تقلید کرتے رہنا۔ جب تک کوئی ایسی حدیث نہ آ جائے تب تک تقلید ان دونوں بزرگوں کے ساتھ مخصوص رہے گی۔ اس کے کیا معنٰی کہ حضور ﷺ تو شیخین کی تقلید کا حکم دیں اور تم لوگ انھیں چھوڑ کر چار اور ائمہ کی تقلید کرو؟

۱۴- بقول مصنف " الاقتصاد " حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقلید خلافت صدیقی میں ضروری تھی لیکن واقعات ببانگ بلند اس کی پوری تردید کرتے ہیں۔ مرتد لوگوں سے جہاد ہوتا ہے اور وہ ہار جاتے ہیں تو حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنالی جائیں اور حضرت عمرؓ اس کے خلاف کرتے ہیں۔ بلکہ خلافت صدیقی نے اس طرح کی جو لونڈیاں لوگوں میں تقسیم کر دی تھیں حضرت عمرؓ انہیں ان سے چھین لیتے ہیں اور جن کی وہ عورتیں

تھیں انہیں واپس کرتے ہیں۔(۱) اب مولانا فرمائیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر کی تقلید کہاں کی؟ بلکہ ان کے حکم کو توڑ دیا ان کے فرمان کا خلاف کیا ان کے فیصلے کو نہ مانا۔ ان کی بنائی ہوئی لونڈیوں کو لونڈیاں نہ سمجھیں۔ دوسروں کے قبضے میں دی ہوئی عورتوں کو ان کے قبضے سے نکال کر عورتوں والوں کے سپرد کیں۔

۱۵- اسی طرح فاروق اعظم نے صدیق اکبرؓ کے خلاف اس مسئلہ میں بھی کیا کہ انھوں نے مفتوحہ زمین کو تقسیم کر دیا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اسے وقف کیا اور تقسیم نہ کیا۔(۲)

۱۶- ٹھیک اسی طرح آپ نے حضرت صدیقؓ کی اس بات کو بھی نہ مانا کہ آپ فرماتے تھے کہ انعامات دینے میں برابری کی جائے لیکن فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کام کے اور ہمت و شجاعت کے لحاظ سے انعام میں کمی بیشی کی جائے۔(۳)

۱۷- کلالہ کے بارے میں حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے فیصلہ پر اطمینان ظاہر نہیں فرمایا۔(۴)

۱۸- مرتدوں سے لڑائی کرنے کے لئے جب تک حضرت الصدیقؓ حدیث رسول ﷺ بیان نہیں فرماتے آپ مخالفت کرتے ہیں۔(۵)

۱۹- وفد اسد و غطفان کے بارے میں مخالفت عمرؓ کا قصہ صحیح بخاری میں موجود ہے(۶)

۲۰- سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں لیکن حضرت عمرؓ نہیں مانتے بلکہ اس کلام سے بہت ناخوش ہوتے ہیں یہ

---

(۱) اعلام الموقعین لابن قیم عربی ج ۱ ص :۲۲۳-
اعلام الموقعین (اردو) ج ۱ صـ ۴۷۵ (مطبوعہ مکتبہ الفہیم مئو)
(۲) ایضاً (۳) ایضاً
(۴) اعلام الموقعین عربی ج ۱ صـ ۲۲۳ / اعلام الموقعین اردو ج ۱ صـ ۴۷۵
(۵) بخاری ج۲ صـ ۱۰۸۲ کتاب الاعتصام
(۶) بحوالہ اعلام الموقعین صـ ۲۲۴ / اعلام الموقعین اردو صـ ۴۷۶

واقعہ بھی حضور کے بعد کا ہے اور حدیث میں لفظ من بعدی ہے اور اس قدر ناراض ہوتے ہیں کہ فرماتے ہیں میری گردن کا مارا جانا بھی میرے لئے اتنی تکلیف کا موجب نہ تھا۔(۱)

اور بھی اسی طرح کے بہت سے مسائل مل سکتے ہیں (۲) لیکن بخوف طوالت یہاں ذکر نہیں کیئے جاتے اس لئے کہ میں اب اس جگہ ایک عظیم الشان مسئلہ ذکر کرتا ہوں جس کے بعد کسی اور مسئلے کے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔

تھانوی صاحب کی پہلی دلیل کا اکیسواں جواب

۲۱- اسلامی دنیا کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بعد خلافت کے لئے خلیفہ کو نامزد کر دیا فرمادیا کہ میرے بعد فلاں خلیفہ ہے، یعنی حضرت عمرؓ میرے بعد خلیفہ ہیں پس ثابت ہوا کہ خلیفۂ وقت کو اپنے انتقال کے وقت خلافت کا حقدار کسی کو قائم کر دینا چاہیئے اور اس کا اعلان کر دینا چاہیئے۔ حضرت عمرؓ بقول مولانا اشرف علی حضرت ابوبکرؓ کے مقلد تھے پس انہیں بھی چاہیئے تھا کہ اپنے انتقال کے وقت کسی اور کو خلافت سونپ کر جاتے اور فرمادیتے کہ میرے بعد خلیفہ فلاں ہوگا۔ لیکن دنیا جانتی ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ ایک کمیٹی کی ترتیب دی کہ یہ اپنے مشورے سے جسے چاہیں خلیفہ بنائیں۔(۳) اور یہ بھی نہ تھا کہ حضرت صدیقؓ کا فعل یاد نہ رہا ہو، یاد تھا پھر بھی اسے ترک کر دیا اور اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر نہ کیا۔ کیا اب بھی حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ کا مقلد ہی کہا جائے گا؟ اللہ سے ڈرو۔ خدا کی قسم کسی صحابی کو مقلد کہنا اسے گالی دینا ہے۔

۲۲- صحابہ کو اور امت پر جو فضیلت ہے وہ محتاج بیان نہیں ہر مسلمان خصوصاً سنی مسلمان اسے جانتا اور مانتا ہے پھر صحابہؓ پر جو بزرگی و فضیلت شیخین یعنی حضرت

(۱) تاریخ الخلفاء صـ ۱۸۶ / بخاری ج ۱ صـ ۵۱۸

(۲) اس سلسلہ میں اعلام الموقعین (اردو) کا مطالعہ کریں۔

(۳) البدایۃ والنہایۃ ج ۷ صـ ۱۳۷

الصدیقؓ اور حضرت فاروقؓ کو ہے وہ ہمارے بیان سے بے نیاز ہے، اگر ان کی تقلید بفرض محال ثابت بھی ہو جائے تو اس پر قیاس کر کے ائمہ اربعہ کی تقلید ثابت کیسے ہو گی؟ جتنا فرق ہم میں اور ائمہ میں ہے اتنا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ ائمہ اور شیخین میں ہے۔ جو فرق ستاروں اور سورج چاند میں ہے اتنا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ ائمہ اور شیخین میں ہے۔ ثریٰ کو ثریا سے، زمین کو آسمان سے، ذرہ کو آفتاب سے ملانا کیا انصاف کا گلا گھونٹنا اور عدل کو زندہ درگور کرنا نہیں؟

۲۳۔ حنفیو! اگر سچ مچ حضور ﷺ نے ابوبکرؓ و عمرؓ کی تقلید کا حکم دیا تو تم سے زیادہ نافرمان رسول کون ہوگا کہ تم نے آج تک ان کی تقلید نہیں کی۔ تم پر اپنے امام کی تقلید حرام ہے۔ اٹھو حضور ﷺ کے فرمان کو تسلیم کرو۔ اماموں کی تقلید کا چولا اتار پھینکو اور شیخین کی تقلید شروع کر دو۔ یہ کیا کہ جن کی تقلید کا حکم ہے ان کی تو نہ کرو اور جن کی تقلید کا نام و نشان بھی نہیں ان کی تقلید کے پیچھے پڑ کر نافرمان بنو؟

۲۴۔ بقول مولوی صاحب اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خلافت صدیقی میں حضرت ابوبکرؓ کی تقلید کی جائے۔ خلافت فاروقی میں انکی تقلید کی جائے۔ معلوم ہوا کہ جن کی تقلید کا حکم تھا انکی زندگی تک تھا۔ حضرت صدیقؓ کے انتقال کے بعد ان کی تقلید نہ رہی۔ پھر امام ابوحنیفہؒ کے انتقال کے بعد ان کی تقلید کیسے رہ گئی؟ حضرت صدیقؓ کا انتقال ان کی تقلید کا بھی انتقال ہو گیا۔ پھر امام ابوحنیفہؒ کا انتقال ان کی تقلید کا انتقال کیوں نہ ہو؟ اگر واقعی اس حدیث کو مانتے ہو تو جب امام صاحب زندہ تھے ان کی تقلید بھی تھی اب نہ امام صاحب نہ ان کی تقلید، وہ جام ٹوٹ گیا اور وہ ساقی چل دیا۔

۲۵۔ حدیث سے تو ثابت کرتے ہو کہ تقلید ابوبکرؓ و عمرؓ ثابت ہے ادھر فقہ کی کتابوں میں مسئلہ لکھتے ہو کہ تقلید صحابی جائز نہیں ہے (۱)۔

---

(۱) نورالانوار ص ۲۲۱ میں ہے "قال الکرخی لایجب تقلیدہ الافیما لایدرک بالقیاس"۔ امام کرخی کہتے ہیں کہ صحابی کی تقلید جائز نہیں ہاں جس مسئلہ کو قیاس سے حل نہ کیا جا سکے اس میں تقلید جائز ہے۔

ابوبکرؓ وعمرؓ بھی صحابی تھے۔ پس ان کی تقلید بھی جائز نہ رہی۔ کیا مزے کی بات ہے کہ حدیث میں جس کا ذکر ہے اس کی تقلید ناجائز اور جس کا ذکر چھوڑ اشارہ بھی نہیں اس کی تقلید فرض۔

(۲۶) اگر خلیفہ اول بالاستقلال مقتدا ہوتے تو دادی کے ورثے کا مقدمہ جب آپ کے پاس آیا ہرگز یہ نہ فرماتے کہ مجھے اس بارے میں کوئی حدیث وآیت یاد نہیں میں کیسے فیصلہ کردوں؟ آخر بعد نماز ظہر خلیفہء اول صحابہؓ کے مجمع میں یہی سوال کرتے ہیں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کھڑے ہو کر فرماتے ہیں ''اعطاھا رسول اللہ ﷺ سد سا'' یعنی حضور ﷺ نے دادی کو چھٹا حصہ دلوایا ہے۔(۱) اب فیصلہٗ خلافت بھی اس کے مطابق ہوتا ہے اس سے ایک طرف تو یہ ثابت ہوا کہ صحابہؓ صرف حدیث کو رفع تنازع وتصفیہ اور مسائل کے فیصلہ کا ذریعہ جانتے تھے نہ کہ حضرت ابوبکرؓ کی ذات یا آپ کے اقوال کو۔ دوسری جانب یہ بھی واضح ہوگیا کہ خود حضرت الصدیقؓ بھی اپنے آپ کو دینی مسائل اور شرعی فتاویٰ میں مقتدا نہ جانتے تھے۔ بلکہ ہر ہر مسئلہ میں حدیث رسول ﷺ ٹٹولتے تھے۔

(۲۷) بقول مولانا تھانوی دونوں خلیفوں کی تقلید اور صحابہؓ پر فرض تھی لیکن ہم تو دیکھتے ہیں کہ کسی ایک صحابی نے بھی دونوں میں سے ایک کی بھی تقلید نہیں کی، امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ عورتوں کے مہر زیادہ لمبے چوڑے مقرر نہ کرو تو ایک بڑھیا عورت اٹھ کر اس مسئلہ کو رد کر دیتی ہے۔(۲)

---

(۱) تاریخ الخلفاء صـ ۹۸ / ترمذی ج۲ صـ ۳۰ باب ماجاء فی میراث الجدۃ ابو داؤد صـ ۴۰۱ کتاب الفرائض

(۲) مصنف عبد الرزاق ج۶ صـ ۱۰۸ باب غلاء الصداق / تفسیر ابن کثیر عربی ج۱ صـ ۳۶۹ / اعلام الموقعین عربی ج۱ صـ ۲۴۹

۲۸-آپ کا فرمان تھا کہ جنبی شخص کو اگر پانی نہ ملے تو وہ تیمم کر کے نماز نہیں پڑھ سکتا گو مہینہ بھر گذر جائے (۱) لیکن نہ صحابہ نے اسے مانا نہ بعد والوں نے نہ آج والوں نے، کہو تقلید عمر کا حکم کیا ہوا؟

۲۹-آپ کہتے تھے کہ اگر کوئی کسی کا انگوٹھا کاٹ ڈالے تو اسے پچیس اونٹ دیت دینی پڑے گی (۲) لیکن اسے نہ تو صحابہؓ نے مانا نہ کسی اور نے، آج حنفی بھی دس اونٹ کہتے ہیں۔ (۳)

۳۰- خاوند کی دیت میں سے عورت کو ورثہ دینا فاروقی فتوے کے خلاف ہے لیکن جناب فاروق اعظمؓ کا یہ فتویٰ نہیں مانا گیا۔ (۴)

۳۱- طواف وداع کو حائضہ عورت پر سے آپ ساقط نہیں جانتے تھے (۵) اور تمام امت تقریباً ساقط جانتی ہے۔ (۶)

۳۲-حج میں تمتع کے قائل آپ نہ تھے صحابہؓ نے آپ کے فتوے کی ناخن بھر بھی پرواہ نہیں کی اور آپ کے سامنے تمتع کیا (۷) اور بھی ایسے بہت سے مسائل ہیں۔ (۸)

---

(۱) اعلام الموقعین عربی ج ۱ صہ ۲۴۹ / اعلام الموقعین اردو ج ۱ صہ ۵۰۷ محلی بالآثار ج ۱ صہ ۳۶۷

(۲) ایضاً۔ مصنف عبد الرزاق ج ۹ صہ ۳۸۴ / السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۸ صہ ۹۳ کتاب الدیات

(۳) حدیث میں ہے کہ ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ ہیں؛
ملاحظہ ہو نسائی ج ۲ صہ ۲۱۷ / دارمی ج ۲ صہ ۲۵۵ / ابوداؤد ج ۲ صہ ۲۸۶ / السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۸ صہ ۹۳ /
فقہ حنفی میں بھی دس اونٹ ہی ہے (ھدایہ ج ۴ صہ ۵۸۹ کتاب الدیات)

(۴) اعلام الموقعین عربی ج ۱ صہ ۲۴۹ /اعلام الموقعین اردو ج ۱ صہ ۵۰۸

(۵) ملاحظہ ہو ابوداؤد ج ۱ صہ ۲۷۴ / اعلام الموقعین عربی ج ۱ صہ ۲۴۹ اردو ج ۱ صہ ۵۰۷

(۶) حدیث میں اس کی معافی کی صراحت ہے ملاحظہ ہو بخاری ج ۱ صہ ۲۳۷ باب اذا حاضت المرأة بعد ما افاضت /ترمذی ج ۱ صہ ۱۸۸

(۷) اعلام الموقعین عربی ج ۱ صہ ۲۴۹ اردو صہ ۵۰۸
ترمذی ج ۱ باب ماجاء فی التمتع

(۸) اس طرح کے دیگر مسائل جاننے کے لئے۔ طریق محمدی- اعلام الموقعین کا مطالعہ کریں

حنفی دوستو! یہ کیا مصیبت ہے کہ جس کی تقلید کا حکم رسول ﷺ کریں اس کی تقلید کو تم بالائے طاق رکھ دو اور جس کا نام بھی زبان رسول ﷺ پر کبھی نہ آیا ہو تم اس کی تقلید کے جال میں دنیا کو جکڑنا چاہو۔ فبئسما یأمرکم به ایمانکم

ثبوت تقلید کی پہلی دلیل کا تینتیسواں جواب

۳۳- مولانا اشرف علی صاحب میں آپ کو آپ کا تقدس یاد دلا کر پوچھتا ہوں کہ کیا یہ حقیقت نہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں رکوع کی حالت میں تطبیق کرتے تھے (۱)

یعنی اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں کے درمیان ہتھیلیاں ملا کر رکھتے تھے اور ایک حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ہی نہیں جمہور صحابہؓ کا خلاف کرتے تھے اور بھی ایسے مسائل بیسیوں ہیں جن میں صحابہ نے شیخین سے اختلاف کیا ہے۔ پھر ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے ان تمام واقعات کے انہیں کتابوں میں موجود رہتے ہوئے جن میں سے آپ حدیثیں وغیرہ نقل کر رہے ہیں۔ ''اقتدوا بالذین من بعدی الخ'' والی حدیث کو تقلید کی اور پھر تقلید شخصی کی پھر تقلید شخصی اصطلاحی کی دلیل بنانا اپنے نفس کو اپنے ایمان کو اپنے ماننے والوں کو کسی اچھی راہ پر لگانا ہے؟

۳۴- تھانوی صاحب کے مریدو! کیا حضرت عبداللہ بن عباسؓ صحابیوں میں سے نہیں ہیں؟ انکی سنئے! جب وہ کوئی حدیث بیان فرماتے اور دوسرا کوئی شخص قول ابوبکرؓ یا قول عمرؓ پیش کرتا تو سخت غضبناک ہو کر فرماتے۔ ''یوشک ان تنزل علیکم حجارة من السماء اقول قال رسول الله ﷺ وتقولون قال ابوبکر وعمر'' (۲)

(۱) اعلام الموقعین ج ۱ ص ۲۴۹ / اردو ج ۱ ص ۷۷م / ترمذی ج ۱ ص ۵۹

(۲) اعلام الموقعین عربی ج ۱ ص ۲۳۵ اردو ج ۱ ص ۴۷۹

ایک موقع پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ایک قول اس طرح بھی ہے ''اراهم سیهلکون اقول قال النبی ویقول نهی ابوبکر وعمر'' مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۷

یعنی قریب ہے کہ تم پر پتھر برسائے جائیں کہ میں تم سے حدیث رسول ﷺ بیان کرتا ہوں اور تم کہتے ہو ابوبکر نے یوں کہا عمرؓ نے یوں کہا۔

۳۵- حضرت عمرؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ سے حج میں تمتع کرنے کا مسئلہ پوچھا جاتا ہے فرماتے ہیں جائز ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے والد صاحب منع فرماتے ہیں جواب دیتے ہیں **أقول ابی یتبع ا م قول رسول الله** ﷺ یعنی میرے باپ کا قول مانا جائے یا خدا کے رسول ﷺ کا؟(۱)

۳۶- جب رسول ﷺ نے ان دونوں بزرگوں کی اقتدا کرنے کا حکم فرمایا تو اب جو اقتدا اس حدیث سے لی گئی ہے اس کا کرنا تو عین فرمودۂ رسول ﷺ پر عمل کرنا ہے اس میں ان دونوں بزرگوں کی تقلید ہی کیا ہوئی؟ اگر کوئی ایسی حدیث بھی ہو کہ جو کچھ امام ابوحنیفہ فرمائیں لو گو تم اسے بے جھجک اور بے دلیل مان لینا تو چشم ماروشن دل ماشاد۔ لایئے ہم آج سے ظاہر باطن چھوڑ کر تقلیدی لٹھ ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور جب ایسی روایت نہیں تو پھر ہماری خداداد بصارت کو آپ بے نوری سے بدلنے کی کوشش کیوں کریں؟

۳۷- اگر ہم آپ کی کل کڑوی کسیلی مان لیں اور سب گیلی سوکھی قبول کر لیں تو بالاخر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی تقلید کی جائے لیکن آپ کو خود اس وقت اس تقلید سے بھی ہاتھ جھاڑنے پڑیں گے جب ہم یہ بتلا دیں کہ خود حضرت الصدیقؓ نے اپنی رائے کی پیروی حرام بتلائی ہے کلالہ کے بارے میں آپ فرماتے ہیں

فان یکن صوابافمن الله و ان یکن خطأ فمنی و من الشیطان والله منه بری. (۲)

---

(۱) ترمذی ج ا صـ ۱۹۹ باب ماجاء فی التمتع

(۲) تاریخ الخلفاء صـ ۹۴ / اعلام الموقعین عربی ج ا صـ ۲۳۳ اردو ج ا صـ ۴۷۵

یعنی جو کچھ میں کہتا ہوں اگر ٹھیک ہو تو من اللہ ہے اور اگر غلط ہو تو میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے اور اللہ اس بری ہے۔ پس جو رائے حضرت الصدیقؓ کی اپنی ہو اور ہو وہ خلاف قرآن و حدیث، آپ اس کا ماننا شیطان کی بات کا ماننا فرما رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ شیطان کی تابعداری حرام ہے پس حضرت الصدیقؓ کی ایسی رائے کی تابعداری بقول حضرت الصدیقؓ حرام محض ہے۔

۳۸- اصل مطلب حدیث کا یہ ہے کہ چونکہ میرے بعد خلافت انہیں ملنے والی ہے اور یہ میرے ہی طریقے پر چلنے والے ہیں اس لئے تم سب ان کی اقتدا کرنا، ان پر خروج و بغاوت نہ کرنا، ان کی خلافت تسلیم کرنے سے انکار نہ کرنا، جو روش حدیث و قرآن کے ماننے کی ان دونوں میں پاؤ جس طرح رائے قیاس سے دور ان دونوں کو دیکھو اسی طرح تم بھی کرنا۔ اور یہ کہ امور سیاسی و امور دنیوی میں انہیں اپنا مقتدا جاننا اور ان کی اقتدا سے نہ نکلنا۔ ورنہ بڑے فتنے اور سخت لڑائیاں بدامنی اور فساد شروع ہو جائیں گے، میری سنتوں کو جس طرح یہ تھامے رہیں اور جس طرح ان کا قدم ادھر ادھر نہ ہٹے تمہیں بھی ان کی تابعداری اقتدا اور اتباع کرنی چاہئے، یہ میری سنتوں کا عملی نمونہ تمہارے سامنے پیش کر دیں گے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دینی احکام ان کی زبانوں پر ہیں جو یہ فرمائیں دین کا حکم ہے، کسی شرعی مسئلہ میں کسی کو ان کی مخالفت جائز نہیں۔ دینی احکام اور واجب التعمیل شرع وہی ہے جو قرآن میں ہے یا زبان رسول ﷺ سے نکلا، یہی مطلب اس حدیث کا صحابیوں نے بھی سمجھا، اور اسی لئے جس مسئلہ میں حدیث انہیں یاد نہ تھی دوسرے سے دریافت کیا۔ اگر بوجہ حدیث نہ ملنے کے کچھ کہہ بھی دیا تو حدیث کی تلاش میں رہے اور حدیث ملتے ہی رجوع فرمالیا، بلکہ ایسے فیصلوں اور قولوں کو شیطان کی طرف سے سمجھا اور کہا، چونکہ امور خلافت، معاملات ملکی میں ان کی اقتدا تھی اسی لئے ان کی اقتدا کو ان کی خلافت کے زمانوں کے ساتھ مقید کیا، جس کا اقرار خود آپ کو بھی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے

ہیں ”حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تو ان کی اتباع کیجیو۔اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں ان کا اتباع کیجیو“

۳۹- مولانا! آخر اس کی دلیل ؟ کہ دو کے چار کئے جائیں، ابوبکرؓ وعمرؓ کو ابوحنیفہؒ، شافعیؒ، مالکؒ، احمدؒ بنا دیا جائے، اجتہاد کو تقلید سے بدل دیا جائے۔ زندگی کی قید کو ہٹا دو، خلافت کی قید کو توڑ و اور چار کی پھر چار میں سے ایک کی تقلید ثابت کرو۔

تقلید کی دلیل اول کا چالیسواں جواب

۴۰- صدیق اکبرؓ تو مسند خلافت پر قدم رکھتے ہی اپنے پہلے خطبے میں فرماتے ہیں ”اطیعونی مااطعت اللہ ورسولہ“(۱)

یعنی میں جب تک خدا اور اس کے رسول کی باتوں کی اطاعت میں رہوں تم میری مانو اس کے خلاف تم پر میری ماننا حرام ہے بلکہ آپ نے یہ بھی فرمادیا تھا کہ خدا رسول کا خلاف ہو تو تم ٹھیک کردینا۔ میری سرزنش کردیا کرنا۔

تاریخ الخلفاء میں حضرت صدیق اکبرؓ کا یہ فرمان بھی موجود ہے کہ

”لوگو مجھ پر بھی شیطان مسلط ہے اور میں معصوم نہیں ہوں۔ ابن سعید میں ہے کہ آپ نے اپنی خلافت کے پہلے ہی خطبہ میں فرمایا لوگو قرآن نازل ہو چکا ہے اور حدیثیں بیان ہو چکیں (یعنی دین کامل ہو چکا)......میں انکی تابعداری کرتا چلا جاؤں گا کسی بات کو ایجاد کرنے کا مجھے کوئی حق نہیں۔ میں قرآن حدیث کی پیروی کروں تو تم اس میں میرا ساتھ دینا اور میں اس سے ذرا بھی ادھر ادھر ہو جاؤں تو تم مجھے تنبیہ کرنا، ٹھیک کردینا“۔(۲)

---

(۱) تاریخ الخلفاء صـ ۶۹

(۲) تاریخ الخلفاء صـ ۷۱

۴۱- مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ آزاد کو غلام کے قصاص میں قتل نہیں کرتے تھے (۱)

لیکن ان دونوں بزرگوں کے قول کو اکثر صحابہ نے نہیں مانا اور وہ حکم کرتے ہیں کہ مسلمان غلام کا قاتل اگرچہ آزاد ہو وہ بھی اس کے بدلے قتل کیا جائے گا حنفیوں کا بھی اور خاص امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ پس امت کا اکثر حصہ اس مسئلہ میں ان دونوں بزرگوں کی نہیں مانتا۔

۴۲- حضرت ابوبکرؓ نے ایک زانی کو زنا کی حد میں کوڑے پٹوا کر پھر جلا وطن کیا تھا۔(۲)

حنفی دوستو! پھر کیا وجہ ہے کہ تمہارے مذہب میں جلا وطنی نہیں؟ (۳)

حضرت ابوبکرؓ کی تقلید بقول تمہارے ثابت ہے پھر ان کی تقلید کیوں چھوڑتے ہو؟

۴۳- اس چور کو جس کے ہاتھ پہلی دفعہ کی چوری میں کٹ چکے تھے حضرت الصدیقؓ نے قتل کر دیا۔ (۴) ان کی تقلید کے ثابت کرنے والے ان کے اس فتوے کو بھی نہیں مانتے۔

۴۴- ڈھال کی قیمت پر حضرت صدیق اکبرؓ نے ہاتھ کاٹے ہیں۔ (۵) لیکن حنفیہ اس میں بھی ان کی تقلید نہیں کرتے۔

۴۵- ایک میت کی نانی دادی دونوں حضرت الصدیق کے پاس آتی ہیں آپ نانی کو حصہ دلواتے ہیں اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن سہل انصاری نے انکار کیا آپ نے

---

(۱) تاریخ الخلفاء صـ ۹۶

(۲) تاریخ الخلفاء صـ ۹۷ / ترمذی ج ۱ صـ ۲۶۶ باب ماجاء فی النفی

(۳) فقہ حنفی میں ہے " ولاجمع بین جلد ورجم ولابین جلد ونفی الاسیاسة " شرح وقایه ج ۲ صـ ۲۴۸

(۴) تاریخ الخلفاء صـ ۹۸

(۵) تاریخ الخلفاء ۹۸

اپنے اس فیصلہ کو توڑ دیا اور نانی دادی دونوں میں اس حصے کو تقسیم کر دیا۔(۱)
اگر ان کی تقلید واجب وضروری تھی تو پھر صحابہؓ ان کے فیصلے کے خلاف کیوں آواز اٹھاتے ہیں؟ اور خود خلیفہ ان کی کیوں مان لیتے ہیں اور اپنے فیصلے کو کیوں توڑتے ہیں؟

۴۶۔ بیہقی میں روایت ہے آپ نے فرمایا ہمیں اتباع کے لئے صرف قرآن حدیث کافی ہے پس ان کی تقلید بھی یہی ہوئی کہ قرآن حدیث کو کافی مانا جائے اور کسی کی رائے قیاس کو شرع میں معتبر نہ سمجھا جائے۔

۴۷۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ مجھے کون سا آسمان اپنا سایہ دے گا اور کون سی زمین مجھے اپنے اوپر اٹھائے گی اگر میں قرآن کی کسی آیت کی تفسیر اپنی طرف سے کردوں۔(۲)

معلوم ہوا کہ آیت کی تفسیر کا منصب دار بھی وہ اپنے آپ کو نہیں جانتے تھے، پھر انہیں شرعی احکام کے اجراء کا منصب دے کر دوسروں کو ان کی تقلید کا حکم دینا کیا خود خلفاء کی منشاء کا خلاف کرنا نہیں؟

۴۸۔ حضرت عمرؓ سے ان کی خلافت کے زمانے میں ایک مسئلہ پر حضرت عثمان اس قدر جھگڑے کہ لوگ سمجھنے لگے کہ اب ان میں ملاپ مشکل ہے اگر ان کی تقلید ضروری تھی تو پھر جھگڑا کیسا؟

۴۹۔ اگر ان کی تقلید ضروری ہوتی تو تمام صحابہ کو چاہئے تھا کہ ہر ہر مسئلہ فقط حضرت صدیقؓ سے ہی ان کی خلافت کے زمانے میں دریافت فرماتے اور اسی طرح خلافت ثانیہ میں خلیفہ ثانیؓ سے ہی دریافت فرماتے لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ جس صحابی کو جو مسئلہ درپیش آتا جس سے موقعہ پڑتا پوچھ لیتا بلکہ خود خلیفہ بھی ایسا ہی

---

(۱) تاریخ الخلفاء ص ۹۹

(۲) تاریخ الخلفاء ص ۹۴ / اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱.۹ الفاظ یہ ہیں "ای ارض تقلنی و ای سماء تظلنی ان قلت فی ایة من کتاب الله برائی وبما لا اعلم"

کرتے۔ چنانچہ تین بار کی اجازت طلبی کے بعد کی واپسی کا مسئلہ خود فاروق اعظمؓ نے دوسرے صحابہؓ سے پوچھا(۱) دادی کے ورثے کا مسئلہ خود صدیق اکبرؓ نے دوسرے صحابہؓ سے پوچھا۔

اس حدیث کو ثبوت تقلید میں پیش کرنے والوں کو پچاسواں جواب

۵۰- جو حکم کسی وقت کے ساتھ مخصوص ومقید ہو اس کے گذرتے ہی وہ حکم بھی جاتا رہتا ہے۔ روزے کا حکم رمضان کیلئے ہے رمضان کے بعد وہ فرضیت ساقط ہے اگر مان لیا جائے کہ بقول صاحب ''الاقتصاد'' حکم تقلید زمانۂ صدیقی وفارقی کے ساتھ تھا تو اب وہ زمانہ بھی گیا اور وہ حکم بھی گیا۔ آج کسی کی تقلید ہم پر کیوں ضروری کی جاتی ہے؟ خود مولانا صاحب کو اس کا اعتراف ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں

''پس حاصل یہ ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تو ان کا اتباع کیا کیجئے اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں ان کا اتباع کیجیو۔ پس ایک زمانہ خاص تک ایک معین شخص کے اتباع کا حکم فرمایا۔ پس مولانا وہ زمانہ خاص اور وہ شخص معین اب نہ رہا پھر آپ اس حکم کو اب کیوں رکھیں؟''

۵۱- حدیث کے اس جملہ سے کہ ''تم لوگ ان دونوں شخصوں کا اقتدا کیا کرنا جو میرے بعد ہونگے''۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو مقتدا اور باقی سب ان دونوں کے مقتدی، کیونکہ تم لوگ سے مراد اور اس کے مخاطب اس دو کے سوا اور ہیں، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہؓ نے ان میں سے ایک کو اپنا خلیفہ ایک وقت میں بنایا نہ کہ دونوں کو بیک وقت۔ پس خلافت اولیٰ میں مقتدا ایک ہی رہا اور دوسرا مع دیگر

(۱) اعلام الموقعین عربی ص ۲۴۹ - اردو ج ۱ ص ۵۰۷ / ترمذی ج ۲ ص ۳۰ / ابوداؤد ص ۴۰۱ کتاب الفرائض

مخاطبین کے مقتدی بنا رہا۔ پس حدیث کے الفاظ کا خلاف ہوا۔ کیونکہ یہ دونوں تو مقتدا تھے پھر مقتدا مقتدی کیسے ہو گیا؟ اقتدا کرنے کے مخاطب تو ان دو کے سوا اور تھے۔ اسی کا ایک حصہ دوسری خلافت میں بھی ہوا۔ یعنی مقتدا اور خلیفہ ایک ہی تھا حالانکہ حکم حدیث دونوں کو مقتدا بنانے کا تھا۔

تقلید شخصی کے متوالو! ذرا اس کا جواب تو دو۔ اور دینا دلیل سمیت، ورنہ آؤ حدیث کا وہی مطلب بیان کرو جو ہم نے کیا ہے کہ اس سے مراد ان کی خلافت کو ماننا اور احکام سیاسیہ میں ان کا خلاف نہ کرنا اور جس طرح یہ اپنی زندگی میں قرآن و حدیث کے ماننے اور اس کے ماسوا کو شیطانی خیال کے سمجھنے والے تھے یہی روش تم اپنی رکھنا وغیرہ۔ جیسا کہ ہم جواب نمبر (۲۵) میں کہہ آئے ہیں۔

۵۲- آپ کی پیش کردہ حدیث کا ترجمہ آپ نے ان الفاظ سے کیا ہے

''سو تم لوگ ان دو شخصوں کا اقتدا کیا کرنا جو میرے بعد ہوں گے''

اور مطلب ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ ان کے خلیفہ ہونے کی حالت میں ان کا اتباع کیجیو، پس معلوم ہوا کہ اتباع ان کی اور ان میں سے بھی ایک ایک کی، ان کی خلافت کے ساتھ مخصوص تھی، انکی ماننے کا حکم ان کی خلافت کے وقت تھا پس امور خلافت میں ان کی اتباع تھی نہ کہ امور دینی میں۔ ان کے اجتہاد، ان کے تقویٰ ان کے علم کی بنا پر ان کی اقتدا کا حکم نہ تھا ورنہ یہ چیزیں تو ان دونوں بزرگوں میں حضور ﷺ کی زندگی ہی میں موجود تھیں جو نئی چیز ان میں پیدا ہوئی اور جس نو پید چیز کی وجہ سے ان کی اقتدا دوسروں پر ثابت ہوئی وہ ان کی خلافت تھی، پس ائمہ اربعہ نہ خلفاء اسلام تھے نہ ان کی تابعداری کا حکم، نہ وہ کسی سلطنت کے سلطان تھے نہ ان کی کوئی رعایا۔

۵۳- حضرت ابوذر غفاریؓ اس خیال پر تھے کہ کل کے لئے بھی آج کچھ جمع نہ کرنا چاہئے سارے صحابہ اور خلفاء اس کے مخالف تھے لیکن وہ اپنے اس خیال پر رہے یہاں تک کہ زمانہ عثمانؓ میں انہیں مدینہ چھوڑنا پڑا۔ ربذہ میں قیام کیا اور وہیں

رحلت فرمائی اور وہیں مدفن ہوا(۱) پس معلوم ہوا کہ خلفاء کی اقتدا امر دین میں نہ تھی شرعی مسائل میں نہ تھی۔

۵۴- یہ اقتدا کچھ ان دو خلیفوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ ہر مسلمان جامع شروط خلیفہ کا یہی حکم ہے کہ اس کے زمانہ خلافت وامارت میں امور سیاسیہ وملکیہ میں اس کے فرمان واجب الاذعان سمجھے جائیں۔ چنانچہ فرمان رسول ہے "من یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی"(۲)

یعنی جس نے امیر وقت کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے بادشاہ وقت کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ (ملاحظہ ہو بخاری ومسلم وغیرہ) اقتدا اور حکم برداری امور دینوی میں مسلمان جامع شروط بادشاہوں کی اور چیز ہے اور علماء وصلحاء کی تقلید امور دینی میں اور شرعی کاموں میں اور چیز ہے، پہلی سے دوسری کو ثابت کرنا دھینگا مشتی ہے۔

۵۵- آپ فرماتے ہیں کہ

"یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ان سے احکام کی دلیل بھی دریافت کرلیا کرنا"

آپ کا یہ فرمان یا تو قصور علم کی وجہ سے ہے یا دانستہ کتمان ہے، کیا یہ مشہور حدیث آپ کی نظروں سے نہیں گزری جس میں فرمان رسول ﷺ ہے "السمع والطاعة علی المرء المسلم فیما احب وکره ما لم یؤمر بمعصیة فاذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة. (بخاری ومسلم)(۳)

یعنی مسلمان کو اپنے بادشاہوں کی اطاعت خوشی ناخوشی میں کرنی چاہئے جب تک کہ نافرمانی خدا اور رسول کا حکم نہ کیا جائے ایسے احکام کو تو نہ سنے اور نہ مانے۔

(۱) ملاحظه هو البداية والنهاية ج۷ صـ ۱۵۵ وصـ ۱۶۵

(۲) بخاری ج۲ صـ ۱۰۵۷ کتاب الاحکام / مسلم ج۲ صـ ۱۲۴ باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصية وتحريمها فی المعصية.

(۳) بخاری ج۲ صـ ۱۰۵۷ کتاب الاحکام / مسلم ج۲ صـ ۱۲۴ باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصية وتحريمها فی المعصية.

۵۶- اورحدیث میں ہے "فمن انکر فقد بری "(۱) یعنی خدا کے فرمان کے خلاف پر جس نے اپنے بادشاہ وقت، سے انکار کردیا اس نے برائی سے اپنے آپ کو الگ کرلیا۔

۵۷- عام طور پر حکم دے دیا کہ لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔(۲)

یعنی کسی کا حکم بھی خدا کے خلاف نہ مانو۔ پس ثابت ہے کہ بادشاہوں اور خلیفوں کا وہی حکم مانا جائے گا جو مطابق حدیث پایا جائے گا اس کے خلاف کا خلاف کیا جائے گا۔

۵۸- اور مزہ یہ ہے کہ ایک ہی سطر کے بعد آپ اس قول کو بھول گئے یا بھلا دیئے گئے اور آپ لکھتے ہیں "اس سے تحقیق کر کے عمل کرلیا کرے" پس مطلع صاف ہوگیا، جب تحقیق کرلی تو تقلید کہاں رہی؟ الضدان لا یجتمعان جب تحقیق کی اس نے قرآن وحدیث کی کوئی دلیل دی مان لیا، نہ دی یا خود معلوم ہوا کہ فلاں آیت وحدیث کے خلاف یہ حکم ہے وہیں نہ مانی اور یہی دستور صحابہؓ رہا جس کا قدرے تفصیل کے ساتھ حال اوپر بھی بیان ہوا ہے کہ صحابہ نے خود شیخین کا خلاف کیا ان کی نہ مانی۔

۵۹- خود حضرت صدیقؓ کا فرمان ہے "انی اخشیٰ ان ترکت شیئا من امرہ ان ازیغ"(۳) یعنی مجھے ڈر ہے کہ اگر کوئی تھوڑی سی چیز یا چھوٹا سا فرمان رسول ﷺ بھی چھوڑ دوں تو میں بہک جاؤں گا۔

۶۰- خود حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں کعبہ کے خزانے کو تقسیم کرنا چاہتے تھے لیکن ایک اور صحابی روک دیتے ہیں حضرت عمرؓ کی نہ مانتے ہیں نہ ان کی چلنے دیتے ہیں۔(۴)

---

(۱) مسلم ج۲ صـ ۱۲۹
(۲) بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح صـ ۳۲۱
(۳) شفاء لقاضی عیاض ج۲ صـ ۱۴
(۴) بخاری ج۱ صـ ۲۱۷ باب کسوۃ الکعبۃ

تقلیدیوں کی پہلی دلیل کا اکسٹھواں جواب

۶۱- حضرت صدیق اکبرؓ اپنی خلافت کے زمانے میں جب بنو اسد اور غطفان قبیلے کے مرتد لوگوں پر غالب آجاتے ہیں اور ان کا وفد حاضر خلافت ہوتا ہے تو حضرت ابو بکرؓ ان کے سامنے جو صورت صلح پیش کرتے ہیں حضرت عمرؓ اس میں ان سے اختلاف کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ جو آپ نے فرمایا ہمارے مقتول لوگوں کی دیت ادا کریں یہ غلط ہے وہ راہ خدا میں لڑے اور شہید ہوئے خدا پر ان کا اجر ثابت ہو چکا پھر دیت کیسی؟ تمام اور صحابہ نے بھی حضرت عمرؓ کی موافقت کی اور حضرت ابو بکرؓ کا سب نے خلاف کیا ۔(۱)

چنانچہ صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں "فتتابع القوم علىٰ ما قال عمر" پس یہ مناظرے یہ بحث وتمحیص، یہ مخالفت آراء یہ دلائل کا پیش کرنا سب آپ کے سامنے ہوتے ہوئے پھر آپ کا یہ کہنا کہ احکام کی یہ دلیل دریافت کرنے کی عادت مستمرہ نہ تھی کس قدر حقائق کا خون کرنا ہے؟

۶۲- حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کی جگہ پر ان کے بعد ذوالنورین آتے ہیں ۔آپ کے زمانے میں یہ اعلان ہوا کہ حج میں کوئی بھی تمتع نہ کرے لیکن صحابہؓ کا ایک جم غفیر بہت بڑی جماعت کھڑی ہو جاتی ہے اور سامنے آکر کہتی ہے کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ تمتع کیا ہے تم ہمیں منع کرنے والے کون ہو؟ سن لو ہم سب تمتع میں ہیں ۔(۲)

بلکہ شفا قاضی عیاض میں ہے کہ حضرت علیؓ نے سامنے آکر فرمایا "لم اكن ادع

---

(۱) اعلام الموقعين عربی صـ ۲۳۴ / اعلام الموقعين اردو ج ۱ صـ ۴۷۷

(۲) مسلم ج ۱ صـ ۴۰۲ / نسائی ج ۲ صـ ۱۱ باب التمتع

سنة رسول الله ﷺ بقول احد "(۱) یعنی یہ ناممکن ہے کہ میں کسی کے کہنے سے سنت رسول اللہ ﷺ چھوڑ دوں۔ حضرت عمرؓ بھی تمتع حج سے منع فرماتے تھے۔ لیکن ان کی بھی صحابہؓ نے نہیں مانی تھی جیسا کہ اوپر گذرا۔

۶۳- خود خلفاء بھی مثل رعایا کے پابند قرآن وحدیث ہوتے تھے جس کے حوالے ہم اوپر بھی نقل کر آئے ہیں اور سنئے! ابن قتیبہ میں ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت معاویہؓ میں جو صلح نامہ مرتب ہوتا ہے اس میں لکھا جاتا ہے "ان یقضیا بما فی کتاب الله تعالیٰ ومالم یجدا فی کتاب الله قضیا بمایجدان فی السنة"(۲)

یعنی ان دونوں بزرگوں پر فرض ہے کہ تمام فیصلے کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ سے ہی کیا کریں۔

۶۴- جس حدیث سے آپ ان دونوں بزرگوں کی تقلید ثابت کرنا چاہتے ہیں اس کا ابتدائی جملہ یہ نقل فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ تم لوگوں میں کب تک (زندہ) رہوں گا الخ

مولانا اس پر بھی غور فرمایئے کہ صدیقؓ و فاروقؓ دونوں موجود ہیں دونوں میں مقتدا ہونے کی قابلیت بھی موجود ہے لیکن حیات رسول اللہ ﷺ مانع ہے پھر کیا وجہ ہے کہ موجودگی حدیث رسول ﷺ تقلید غیر رسول سے مانع نہ ہو؟

۶۵- آپ اس حدیث سے یہ مراد لے رہے ہیں "کہ مراد ان صاحبوں کی حالت خلافت ہے" میں کہتا ہوں تقلید کو حالت خلافت سے کیا تعلق؟ البتہ حالت خلافت سے تعلق ملکی حالات کو دنیوی تسلیم کو ہے، پس ایسے سیدھے اور صاف سچے اور اچھے مطلب کو پس پشت ڈال کر اس تکلف کی کیا ضرورت؟

---

(۱) نسائی میں ہے حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں" ان رسول الله ﷺ قد تمتع وتمتعنا معه قال فیها قائل برایه" نسائی ج۲ صـ ۱۲ باب التمتع

(۲) بحواله طبری ج۵ صـ ۵۳

تھانوی صاحب کی پہلی دلیل کا چھیاسٹھواں جواب

۶۶- اللہ کے رسول ﷺ نے امور دنیوی میں مندرجہ بالا حدیث بیان فرما کر صدیقؓ وفاروقؓ کی خلافت ثابت کر کے ان کی دنیوی ماتحتی کی وصیت کی اور امور دین میں انتقال کے موقعہ پر قرآن حدیث کی پیروی کی وصیت فرمائی الفاظ یہ ہیں "ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بھما کتاب اللہ وسنة رسولہ" (مؤطا امام مالک) (۱)

یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان پر مضبوطی سے عامل رہو گے بھکو گے نہیں، ایک قرآن دوسرے حدیث۔ پس پہلی حدیث سے تقلید شخصی پر استدلال کرنا گویا دوسری حدیث کو بیکار کر دینا ہے، ان دونوں حدیثوں کو سامنے رکھ کر ہر شخص بآسانی یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ دین و دنیا کا الگ الگ بندوبست کر کے رسول خدا ﷺ اس دنیائے فانی سے تشریف لے گئے، پس امور دین میں امت کو قرآن و حدیث بس ہے۔

۶۷- خود حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی بات کا خواہ مخواہ صحیح اور سچ ہونا ضروری نہیں جانتے اور قرآن حدیث پر ہی لوگوں کو کاربند کرتے ہیں اور خود بھی کاربند ہوتے ہیں، اپنی رائے اور اپنے قول کی نسبت صاف فرماتے ہیں "ھذا رائی فان یکن صوابا فمن اللہ وان یکن خطأ فمنی و استغفر اللہ" (۲) یہ میرا اپنا خیال، میری رائے اور میری بات ہے اگر ٹھیک ہو تو اسے خدا کی طرف سے سمجھنا چاہئے اور اگر ٹھیک نہ ہو تو میرے نفس کی طرف سے سمجھنا چاہئے۔ اور خود میں اس سے خدا سے استغفار کرتا ہوں۔

---

(۱) موطا امام مالک صـ ۳۶۲ باب النھی عن القول فی القدر

(۲) تاریخ الخلفاء صـ ۱۰۵

۶۸- اسی کے قریب قریب حضرت عمر فاروقؓ کا بھی یہی قول ہے(۱) پس اگر ان کی تقلید فرض سمجھی جائے تو ان کی اس بات کا ماننا بھی فرض ہے اور جب یہ مان لی گئی تو معاملہ صاف ہوگیا کہ شرع وہی ہے جو قرآن وحدیث میں ہو، نہ وہ جو خود ان بزرگوں کی رائے ہو۔

اثبات تقلید کی پہلی دلیل کا انہتر واں جواب

۶۹- ناظرین کرام! آپ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ سناؤں جو آپ کو بتا دے گا کہ وہ اپنی خلافت و بادشاہت کے زمانے میں خود اپنے قضیے بھی آپ نہیں چکاتے تھے بلکہ دوسروں سے فیصل کراتے تھے، اعلام الموقعین جلد اول ص: ۳۰ میں ہے کہ

آپ نے ایک شخص سے قیمت مقرر کر کے ایک گھوڑا خریدا اس کی سواری لی وہ لنگڑا ہو گیا، گھوڑے کا مالک آپ سے جھگڑنے لگا کہ میرے گھوڑے کو آپ نے لنگڑا کر دیا ہے، میں اب واپس نہیں لوں گا بلکہ قیمت لوں گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا تمہارا جس پر بھروسہ ہوا سے ہم اس معاملہ میں پنچ بنالیں اور جو فیصلہ وہ کر دے ہم دونوں منظور کر لیں، اس نے کہا بہتر، میں حضرت شریح کے پنچ بننے پر راضی ہوں۔ جب حضرت شریح کے سامنے یہ واقعہ پیش ہوا تو آپ نے اس شخص کو ڈگری حضرت عمرؓ پر دیدی اور فرمایا۔

---

(۱) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں" هذا ما راي عمر فان يكن صوابا فمن الله وان يكن خطأ فمن عمر"/اعلام الموقعين عربي ج ۱ ص ۱۹ /اعلام اردو ص ۵۴ / ميزان شعرانی ج ۱ ص ۶۱ ☆ رائے کی مذمت میں حضرت عمر کا یہ قول بھی موجود ہے" ايا كم واصحاب الرای فانهم اعداء السنن اعيتهم الاحاديث ان يحفظوها فقالوا بالرای فضلوا واضلوا"الاعتصام للشاطبی ج ۱ ص ۱۴۴ / المدخل للبيهقی ص ۱۹۱ ، ۲۱۳ / اعلام الموقعين ج ۱ ص ۵۴

آپ نے جانور صحیح سالم لیا تھا تو اگر لوٹاتے تو صحت وسلامتی کی حالت میں لوٹا سکتے تھے اب وہ عیب دار ہو گیا تو جو قیمت ٹھہری تھی آپ ادا کر دیجئے، اب جانور آپ واپس نہیں کر سکتے۔ حضرت عمرؓ کو یہ فیصلہ بہت پسند آیا چنانچہ حضرت شریحؒ کو آپ نے جج مقرر کر دیا۔

ہمارا مقصود اس واقعہ سے یہ تھا کہ خود خلیفۃ المسلمین بھی اپنی خلافت کے زمانے میں شرعی فیصلوں اور احکام شرعی میں دوسروں سے سوال کرتے تھے اور اپنے تئیں احکام شرعی میں مقتدائے مطلق نہیں جانتے تھے۔

۷۰- مولانا اگر لفظ اقتدا سے آپ تقلید ثابت کرتے ہیں تو ملاحظہ فرمائیے، ایک اور حدیث میں تمام تر صحابہؓ کی نسبت فرمان رسول ﷺ ہے "بایھم اقتدیتم اھدیتم" "میرے تمام صحابہ میں سے جس کسی کی تم اقتدا کرو گے راہ یافتہ رہو گے۔ پس بقول آپ کے جملہ صحابہؓ اس لائق ہوئے کہ ان کی تقلید دوسرے کریں جب وہ خود اس قابل ہوئے کہ ان کی تقلید کی جائے پھر وہ خود دوسرے کی تقلید کے مامور کیسے ہوں گے؟ پس حضرت عمرؓ وحضرت ابوبکرؓ کی تقلید سے یہ ہٹ گئے تو دونوں خلیفہ اول کا بھی یہ منصب نہ رہا کہ ان کی تقلید کی جائے؟

۷۱- حضرت فاروق اعظم ورثے کے بارے میں ایک فیصلہ کرتے ہیں پھر کچھ مدت کے بعد ویسا ہی ایک قصہ اور آتا ہے جس میں آپ فیصلہ کرتے ہیں اور دونوں فیصلوں میں فرق ہوتا ہے ایک صاحب بتاتے ہیں کہ یہ فیصلہ آپ کے پہلے فیصلے کے خلاف ہے تو آپ فرماتے ہیں "تلک علیٰ ما قضینا یومئذ وھذہ علیٰ ما قضینا الیوم" یعنی وہ فیصلہ اس وقت تھا یہ آج کا ہے، مطلب یہ کہ آپ نے اپنے فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا اگر آپ خود ہی مقتدائے مطلق ہوتے اور آپ کے فیصلے احکام شرع سمجھے جانے کے قابل ہوتے تو اس اگلے فیصلے کو توڑنے کی اور اس کے خلاف کرنے کی ضرورت نہ پڑتی وہ تو مثل حکم خدا کے ہو جاتا۔

(۷۲) اے تقلید عمر کو مشروع کہنے والو! کیا وجہ ہے؟ کہ اس عورت کے

بارے میں جس کا خاوند گم ہو گیا ہو، لا پتہ ہو، تم تقلید عمرؓ سے کوسوں دور بھاگتے ہو؟ خود حضرت امام صاحب حضرت عمرؓ سے اس مسئلہ میں غیر مقلدی برتتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب تک اس کے خاوند کے زمانے کے سب لوگ مر نہ جائیں وہ بیٹھی رہے وغیرہ۔(۱) حالانکہ فیصلہ فاروقی چار سال تک انتظار کرنے کا ہے۔(۲)

جب امام ابوحنیفہؒ حضرت عمر کی تقلید نہیں کرتے اور آپ حضرات امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرتے ہیں تو لازم ہے کہ حضرت عمرؓ کی تقلید کے منکر ہو جائیں اور آپ ہیں بھی منکر۔ لیکن ثبوت تقلید کے لیے جھاویاں مار رہے ہیں اور جس تقلید کے خود قائل نہیں اسے دلیل بنا رہے ہیں۔ فیاحسرة علی العباد

۴۷۔ حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ عنہ تو لوگوں کے اقوال اور ان کی رائے قیاس سے اس قدر بیزار تھے کہ قرن اول کے مسلمان صحابہؓ کو بھی اس سے روکتے تھے اور فرماتے تھے"

ان حدیثکم شر الحدیث ان کلامکم شر الکلام فانکم قد حدثتم الناس حتی قیل قال فلان وقال فلان ویترک کتاب اللہ من کان منکم قائما فلیقم بکتاب اللہ والافلیجلس" (۳)

یعنی تمہاری باتیں اور تمہارے اقوال نہایت برے ہیں تم نے آپ لوگوں سے باتیں کیں (یعنی انہیں اپنی طرف سے فتوے دیئے) یہاں تک کہ عام طور پر مشہور ہو گیا کہ (اس مسئلہ میں) فلاں کا یہ فتویٰ ہے اور فلاں نے یوں کہا ہے اس سے کتاب اللہ چھوڑ دی گئی، اب میں حکم دیتا ہوں کہ جو کھڑا ہو کتاب اللہ کے ساتھ کھڑا ہو ورنہ بیٹھا رہے۔

(یعنی مسائل صرف کتاب وسنت سے بتائے جائیں نہ کہ اپنے قیاس اور اپنی رائے سے)

---

(۱) ملاحظہ ہو رد المحتار ج۶ ص ۴۶۲

(۲) اعلام الموقعین عربی ج ۱ ص ۱۶۱ / اردو ج ۱ ص ۳۳۷

(۳) اعلام الموقعین عربی ج ۱ ص ۲۱۷

کہاں ہو تقلید فاروقی کرنے والو؟ سن لو! جناب فاروق، صحابہ کو بھی اپنی باتیں بتانے سے روکتے ہیں اور ان پر صرف قرآن وحدیث سے جواب دینا ضروری کرتے ہیں پس تقلید فاروقی کا اگر حکم ثابت بھی ہو جائے تو تقلید فاروقی یہی ہے کہ سوا قرآن و حدیث کے کسی اور چیز کو مدار شرع شریف نہ سمجھا جائے اور آپ کی اصطلاح میں یہی ترک تقلید ہے، پس تقلید سے بھی ترک تقلید ثابت ہوتی ہے۔ فافھم

۷۴- جب کہ بقول مولانا اشرف علی صاحب حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کے زمانے میں ان کی تقلید سب پر ضروری تھی تو کیا وجہ کہ حضرت صدیق اکبرؓ شہید کی دیت ضروری بتلاتے ہیں اور حضرت عمرؓ اسے نہیں مانتے اور حضرت ابو بکرؓ اپنے قول سے رجوع کرتے ہیں اور حضرت عمرؓ کی بات کو بوجہ مدلل ہونے کے تسلیم کر لیتے ہیں۔(۱) فرمایئے مقلِد مقلَّد کیسے ہو گیا اور مقلَّد مقلِد کیسے بن گیا؟

۷۵- یہ ہیں حضرت عمر فاروقؓ فیصلہ کرتے ہیں کہ جنبی اگرچہ ایک ماہ تک پانی نہ پائے نماز نہیں پڑھ سکتا۔(۲) کیا اس فتوے کو حنفی مانتے ہیں؟

۷۶- انگوٹھا اور اس کے پاس کی انگلی کی دیت آپ پچیس بتاتے ہیں (۳) ہے کوئی حنفی جو اسے مان لے؟

۷۷- تین دفعہ کی اجازت طلبی کے بعد کی واپسی کے حکم کا آپ انکار کرتے ہیں۔(۴)

۷۸- عورت کو اس کے خاوند کی دیت میں سے ورثہ ملنے کا مسئلہ آپ کو معلوم نہیں۔(۵)

---

(۱) اعلام الموقعین عربی ج ۱ صـ ۲۴۹ / اعلام الموقعین اردو ج ۱ صـ ۵۰۷
(۲) ملاحظه هو محجلی بالآثار ج ۱ صـ ۳۶۷ / مصنف عبدالرزاق ج ۱ صـ ۲۳۸ / مسلم ج ۱ صـ ۱۶۱ باب التیمم
(۳) مصنف عبدالرزاق ج۹ صـ ۳۸۴ / السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸ صـ ۹۳
(۴) بخاری ج۲ صـ ۹۲۳ / ترمذی ج ۲ صـ ۹۸
(۵) ترمذی ج ۱ صـ ۲۶۱ باب ماجاء فی المرأة ترث من دية زوجها / ج ۲ صـ ۳۱ باب ماجاء فی میراث المرأة من زوجها

۷۹- مجوسیوں سے جزیہ لینے کا علم آپ کو نہ تھا۔(۱)
۸۰- حائضہ عورت سے طواف وداع کے ساقط ہو جانے کا علم آپ سے مخفی رہا تھا۔(۲)
۸۱- متعہ حج کے آپ قائل نہ تھے۔(۳)
۸۲- نبیوں کے ناموں پر نام رکھنے کو آپ جائز نہیں جانتے تھے۔(۴) ہے کوئی حنفی ہے جو اس میں ان کی تقلید کرے۔
۸۳- حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ کو فوت شدہ کہنے کو آپ ناپسند کرتے تھے۔(۵)
۸۴- حضور ﷺ کی بیویوں اور بیٹیوں کے مہر سے زیادہ مہر کے آپ قائل نہ تھے۔(۶)
۸۵- دادا کا اور کلالہ کا مسئلہ آپ سے پوشیدہ تھا۔(۷)
۸۶- سود کی بعض صورتیں آپ کے علم میں نہ تھیں۔(۸)
۸۷- حدیبیہ والے دن خود حضور ﷺ سے مکہ شریف میں داخل ہونے کے لئے کہن سن کر رہے تھے۔(۹)
۸۸- قربانی کر چکنے کے بعد طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگانے پر آپ کو اعتراض تھا۔(۱۰)
۸۹- آپ پر یہ بھی شرعی حکم پوشیدہ تھا کہ جس جگہ طاعون ہو وہاں نہ جانا چاہئے

(۱) ترمذی ج ۱ صـ ۲۸۸ باب ماجاء فی اخذ الجزیۃ من المجوس
(۲) ابوداؤد ج ۱ صـ ۲۷۴ باب الحائض تخرج بعد الافاضۃ
(۳) ترمذی ج ۱ صـ ۱۶۹ باب ماجاء فی التمتع
(۴) شرح مسلم للنووی ج ۲ صـ ۲۰۶
(۵) بخاری ج ۱ صـ ۵۱۷
(۶) اعلام الموقعین ج ۱ صـ ۲۴۹ / اعلام اردو ج ۱ صـ ۵۰۸،۵۰۷
(۷) ایضاً (۸) ایضاً (۹) ایضاً (۱۰) ایضاً

جس جگہ ہم ہوں اور طاعون آجائے وہاں سے بھاگنا نہ چاہئے۔ (۱)
یہ اوران جیسے اور بھی مسائل ہیں جن کا حکم حضرت عمرؓ کو معلوم نہ تھا (☆) اور آپ کے فتوے کو صحابہؓ نے نہ مانا، اگر آپ کی تقلید امر مشروع ہوتی تو صحابہؓ کو ان مسائل میں حضرت عمرؓ کے خلاف کرنے کا اوران کی نہ ماننے کا کوئی حق نہ تھا۔ بلکہ ان امور میں جناب فاروقؓ کی نہ مان کر صحابہؓ نے احادیث رسول پیش کیں اور خود خلیفہؓ نے اپنے خیال سے رجوع کرلیا۔ پس معلوم ہوا کہ مطاع مستقل صرف خدا اور اس کے فرمان سے اس کا رسول ہے اور بس۔

اثبات تقلید کی دلیل اول کا جواب نمبر ۹۰

۹۰- حضرت عمرؓ اپنی تقلید تو کسی سے کیا کراتے؟ آپ کی تو یہ حالت تھی کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھتا ہے آپ جواب دیتے ہیں پھر وہ حضرت عمرؓ سے دریافت کرنے کو آتا ہے۔ آپ یہ معلوم کر کے کہ یہ حضور ﷺ کے فیصلے کے بعد مجھ سے فیصلہ کرانے آیا ہے، تلوار لے کر آتے ہیں اور اسے قتل کر ڈالتے ہیں۔ (۲)

۹۱- جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ نہ یہ عادت مستمرہ تھی کہ دلیل کی تحقیق ہر مسئلہ میں کی جاتی ہو یعنی صحابہ ہر مسئلے میں دلیل دریافت نہیں فرماتے تھے، حقیقت یہ ہے کہ یہ سرا سر حقیقت کے خلاف ہے اوپر کے جوابات میں بالتفصیل بیان ہوا ہے کہ بحث مباحثے ہوتے تھے، دلائل دیئے لئے جاتے تھے، فرمان خلیفہ کو خلاف حدیث ثابت کر کے اسے ٹال دیا جاتا تھا۔ خود خلیفہ اپنے خلاف حدیث پا کر اپنا فیصلہ لوٹا لیا کرتے تھے۔ پھر کس قدر خلاف واقعہ یہ قول ہے کہ دلائل کی تلاش نہیں ہوتی تھی۔

---

(۱) بخاری ج ۲ صـ ۸۵۳ کتاب الطب
(۲) ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ابن جریر وغیرہ
(☆) ملاحظہ ہو اعلام الموقعین ج ۱ ص: ۵۰۷-۵۰۸ مطبوعہ مکتبہ الفہیم مئو

سنئے! حضرت امام شافعیؒ کا قول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب الانصاف میں نقل کیا ہے کہ ''ان العلماء من الصحابة و التابعين لم يزل شانهم انهم يطلبون الحديث في المسئلة'' (۱)

یعنی تمام ذی علم صحابہؓ اور تابعین ہر ہر مسئلے میں حدیث رسول ﷺ کی جستجو کیا کرتے تھے پھر آپ لکھتے ہیں ''یہی تقلید شخصی ہے'' یعنی دلیل کی تحقیق نہ کرنا۔ پس جب ہم ثابت کر چکے کہ صحابہؓ دلیل کی تحقیق کرتے تھے۔ تو آپ کی تقلید شخصی باطل ہوگئی اور یہی مقصود تھا، فالحمد للہ۔

۹۲- مولانا جیسے بزرگ شخص کے منہ سے یہ کلمات سن کر نہ صرف مجھے بلکہ دنیا کے ہر ذی علم شخص کو تعجب ہونا چاہئے کہ اس حدیث کو تقلید کی دلیل میں لا کر پھر لکھتے ہیں

''صرف اس کا (یعنی تقلید کا) جواز اور مشروعیت اور موافقت سنت ثابت کرنا مقصود ہے۔ سو وہ حدیث قولی سے جو ابھی مذکور ہوئی بفضل تعالیٰ ثابت ہے گو ایک معین زمانے کے لئے سہی''

میں کہتا ہوں اگر یہ حدیث دلیل تقلید ہے تو تقلید کی فرضیت و وجوب ثابت ہوتا ہے کیونکہ حدیث میں لفظ امر ہے اور کتب اصول فقہ میں تشریح موجود ہے کہ امر وجوب کیلئے ہوتا ہے۔(۲)

مولانا آپ کے دعوے اور دلیل میں تقریب تام نہیں، حنفی جماعت تقلید کے وجوب کی مدعی ہے نہ کہ جواز کی۔ اور فقہائے اربعہ کی تقلید ان کے بعد سے لے کر قیامت تک ان کے نزدیک ہے اور آپ دلیل دے رہے ہیں معین زمانہ تک کی۔ بس تقریب تام نہ ہوئی۔ دعوے اور دلیل میں مطابقت تامہ نہ ہوئی، دعوی وجوب کا، دلیل جواز کی، دعوی ہمیشگی کا، دلیل معین زمانہ تک کی۔

۹۳- ناظرین پر بھی غالباً اس دلیل کا بودا پن مولانا کے ان الفاظ سے ہو گیا ہوگا

(۱) الانصاف ص ۴۳

(۲) نور الانوار ص ۳۱

کہ وہ لکھتے ہیں

''اس مقام میں اس کے (یعنی تقلید شخصی کے) وجوب سے بحث نہیں'' اور لکھتے ہیں'' گو ایک معین زمانے کے لیے سہی''

اگر کوئی ہماری مانے تو ہم کہہ دیں کہ مولانا اور آگے بڑھ آئیں اور ہم سے مصافحہ کرلیں، یعنی وجوب کو تو آپ نے چھوڑ ہی دیا ہم جواز کو بھی چھوڑے ہوئے ہیں اور فعل جواز کا تارک قابل ملامت نہیں۔ آپ نے ایک معین زمانہ تک کا ثبوت دیا جو گذر چکا۔ لہذا اب نہ تقلید نہ حکم تقلید اور یہی ہم کہہ رہے ہیں۔ فالحمدللہ!

۹۴- شاید جناب تھانوی صاحب کو یاد ہو کہ کتاب فتح المبین پر جن چار سو چھیاسٹھ حنفی علماء کی مہریں ہیں ان میں ایک آپ بھی ہیں اس کے ص: ۱۸ میں لکھا ہے

''حنفیہ کا التزام کرنا اس کو مقتضی نہیں کہ تقلید وجوب میں کوئی نص وارد ہے''

اس سے معلوم ہوا کہ تقلید شخصی کے واجب ہونے پر خدا رسول کا کوئی قطعی ارشاد نہیں اگر آپ کی وارد کردہ حدیث کو تقلید کے حکم میں مان لیا جائے تو یہ تو قطعی ارشاد ہو گیا۔ پھر آپ کا کون سا قول حق ہے اور کون سا ناحق؟

۹۵- مولوی صاحب! آپ تو تقلید کا ثبوت پیش کرتے کرتے خود ہی غیر مقلد بن گئے سنئے آپ کا وعظ جو آپ کے رسالہ ''النور'' میں چھپا ہے اس میں تحریر فرماتے ہیں

''جو لوگ قرآن وحدیث سے استخراج کی کوشش کرتے ہیں یہ سب غیر مقلد ہی ہیں (الی قولہ) جو شخص اعمال ظاہرہ کے اثبات میں کذافی الہدایہ کذافی الدرالمختار نہ کہے، بلکہ خود دعویٰ استنباط کا کرے پس وہ غیر مقلد ہے''

(دیکھو رسالہ وعظ ملقب بہ النور ص: ۱۰۰)

یہ حدیث ثبوت تقلید میں آپ نے پیش فرمائی اس سے استخراج کی کوشش کی، کتب فقہ پر اکتفا اور بس نہ کرکے آپ نے استنباط کیا پس آپ کے اقرار کے مطابق آپ ''تو غیر مقلد'' ہو گئے، دوسرے کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے وہ تقلید کو قبول کرے یا

نہ کرے لیکن آپ نے تو صرف اتنا کرنے سے اپنے "تقلیدی چھپر" میں آگ لگادی، اسی صفحہ میں آپ کا یہ بھی فرمان ہے کہ ہمارے لئے اسلم یہی ہے کہ جو بات ہم کو پیش آئے اس کو "ھدایہ" میں دیکھیں یا درمختار میں پھر اسلمیت کو چھوڑ کر آپ اس خاردار بن (جنگل) میں کیسے گھس گئے؟ اور کیوں قرآن وحدیث سے استدلال کرنے بیٹھ گئے؟ بس آپ کو "ہدایہ" "درمختار" کافی ہیں۔ قرآن وحدیث ہمیں کافی ہے، آپ ان پر پرجما کر بیٹھ جائیے ہمیں خدا رسول کا فرمان بس ہے۔
ناظرین کرام! آج تقلید کا بھانڈا پھوٹتا ہے، آج تمہیں قرآن وحدیث سے ہٹا کر "ہدایہ" اور "در مختار" کے پیچھے لگایا جاتا ہے، کیا تمہیں یہ منظور ہے؟ مسلمانو! یہی ھدایہ اور درمختار ہے کہ جب میں نے ان کے مسائل نکال کر آپ کو دکھلائے تھے تو آپ نے میرے خلاف مقدمہ بازی کی اور چراغ پا ہو گئے۔ آہ! جن کے مسائل کا پبلک میں آنا بھی آپ نہیں چاہتے کیا ان پر عمل کرو گے؟ کیا قرآن وحدیث کے من وسلویٰ کے بدلے یہ لہسن پیاز تم قبول کرو گے؟ کیا اس قدر جلد تم اس آیت کو بھول گئے۔

"اتستبدلون الذی ھو ادنیٰ بالذی ھو خیر" (۱) بہتر چیز کے بدلے ادنیٰ چیز کیا تم بدل لو گے؟

مسلم دوستو! اگر تم مذہبی دنیا پر نظریں دوڑاؤ گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ دنیا کے تمام مذاہب والے اپنے مذہب کو قطعاً سچا اور دوسرے کے مذہب قطعاً جھوٹا جانتے ہیں، لیکن مقلدین کے تقلیدی مذہب کا حال ان کے سوا ہے، انہیں اپنے مذہب کی سچائی کا نہ تو قطعاً یقین ہے نہ دوسرے مذہب کی غلطی پر انہیں اعتماد ہے، بلکہ یہ ڈانواں ڈول ہی رہتے ہیں۔ چنانچہ خود تھانوی صاحب اپنی اسی کتاب اقتصاد کے ص:۵۰ پر لکھتے ہیں کہ

(۱) البقرة ۲/ ۶۱

اپنا مذہب ظناً صواب اور محتمل خطا اور دوسرا مذہب ظناً خطا محتمل صواب ہے''

پس جسے خود اپنے مذہب کی سچائی کا قطعی علم نہ ہو، جسے اپنے مذہب پر، اپنے مذہب کے مسائل پر دلائل سے دور کا سروکار بھی نہ ہو، جو صرف ''ہدایہ'' اور درمختار '' کے سوا کسی دلیل کی تلاش کو حرام جانتا ہو، وہ اپنا مذہب ثابت کرنے کے لئے اور اس پر دلائل وارد کرنے کے لئے کوشش کرے تو یہ سراسر بے سود ہی رہے گی۔ مولانا جب کہ آپ کو ''ہدایہ'' اور درمختار سے آگے بڑھنے کی بقول آپ کے اجازت ہی نہیں تو آخر جناب نے یہ دلائل برپا کرنے کی زحمت کیوں گوارا کی؟ دلائل کا پیش کرنا تو محققین کا کام ہے نہ کہ مقلدین کا۔ تقلید کی زنجیریں توڑ کر میدان استدلال کا قصد اور آپ؟

۹۶- آیئے اب میں آپ کو بتلاؤں کہ صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کی موجودگی میں حضور ﷺ کے بعد بھی صحابہؓ اہل حدیث تھے، کوئی کسی کا مقلد نہ تھا۔ یہ دونوں بزرگ خلیفہ بھی حدیث کے پابند تھے اور جملہ صحابہ بھی، نہ کسی نے آپ کی طرح حنفی شافعی کے بدلے صدیقی فاروقی اپنے تئیں کہلوایا نہ کہا، بلکہ سب کے سب براہ راست قرآن وحدیث کے پابند تھے۔

سب سے پہلا اور سب سے بڑا اختلاف جو اس امت میں پڑتا ہے وہ خلافت کا جھگڑا ہے۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار اور مہاجرین کا مجمع کثیر جمع ہے، خلیفہ کا انتخاب ہو رہا ہے، لوگوں کی مختلف رائیں ہیں جتنی زبانیں اتنی باتیں۔ انصاریوں کا پرزور مطالبہ ہے کہ امیر ہم میں سے ہو تو تو میں میں تک کی نوبت آجاتی ہے۔ قریب ہے کہ باہم ناچاقی ہو جائے اتنے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے ''الائمة من قریش '' امامت ہمیشہ قریش میں رہے گی۔ پس حضور ﷺ کا نام اور آپ کی حدیث سنتے ہی سارا اختلاف رفع ہو جاتا ہے

انصار اپنے دعوے سے دست بردار ہو جاتے ہیں اور خلافت قریشیوں کو سونپ دی جاتی ہے۔(۱)

۹۷- زاں بعد اختلاف پڑتا ہے کہ حضور ﷺ کو کس جگہ دفنائیں؟ کوئی کہتا ہے مکہ میں جہاں آپ پیدا ہوئے، کوئی مسجد تجویز کرتا ہے، کوئی بقیع قبرستان، کوئی بیت المقدس۔ اس اختلاف کا فیصلہ بھی حدیث سے ہی ہوتا ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے

"ما من نبی یقبض الا دفن تحت مضجعه"(۲)

کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو وہیں قبض کرتا ہے جہاں دفن کرنا منظور ہو۔ فصلی الله علیه ورضی عنهم۔

۹۸- جگر گوشہ رسول حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا ورثے کا دعویٰ کرتی ہیں اور بہت زور شور سے کرتی ہیں۔ آخر جب حدیث سنتی ہیں کہ "نحن معشر الا نبیاء لا نورث ماتر کناه فهو صدقة" (۳) یعنی انبیاء کا ورثہ نہیں بٹا کرتا وہ جو کچھ چھوڑیں ساری امت پر صدقہ ہوتا ہے (ابوداؤد وغیرہ) فوراً سب دست بردار ہو جاتے ہیں اور جھگڑے کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔

مندرجہ بالا چند واقعات سے آپ کو واضح ہو گیا ہوگا کہ خلیفہ اول کے زمانہ میں صحابہؓ کے اختلاف کو مٹانے کا آلہ صرف یہی حدیث رسول مقبول تھی نہ کسی کی رائے نہ قیاس۔ خود خلیفہ کو بھی اختیار نہیں کہ من مانی کر کے رائے قیاس سے جو چاہے کہہ دے۔ بلکہ شفا قاضی عیاض ج دوم ص ۱۴ میں ہے "انی اخشی ان

---

(۱) تاریخ الخلفاء ص

(۲) طبقات ابن سعد میں الفاظ اس طرح ہیں "مامن نبی یقبض الا دفن حیث یقبض وفی روایة ما توفی الله نبیا قط الا دفن حیث یقبض روحه" (طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۱۰۶)

(۳) بخاری ج ۲ ص ۵۷۵

ترکت شیئا من امرہ ان ازیغ "یعنی مجھے ڈر ہے کہ اگر حضور ﷺ کے فرمان میں سے کچھ بھی چھوڑ دونگا تو بہک جاؤں گا۔

دادی کے ورثے کا مقدمہ آتا ہے صاف کہہ دیتے ہیں کہ مجھے عدالت عالیہ کا کوئی فیصلہ یاد نہیں میں کیسے فیصلہ کردوں۔ ظہر کی نماز پڑھا کر لوگوں سے سوال کرتے ہیں ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں 'اعطاھا رسول اللہ ﷺ سدسا " حضرت محمد بن مسلمہ بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔(۱)

اب اکبری فیصلہ بھی اس کے مطابق صادر ہوتا ہے یعنی چھٹا حصہ دلوایا جاتا ہے۔ الغرض اس پاک زمانہ میں کلمہ شریف کی عزت قائم تھی، جس کا کلمہ پڑھتے تھے اسی کے حکم کو ناطق سمجھتے تھے۔

۹۹- آیئے اور زمانہ فاروقی کو ملاحظہ فرمایئے۔

شام کی طرف مسلمان مجاہدوں کے لشکر سیلاب کی طرح بڑھ رہے ہیں ایک شہر جانا ہے لیکن وہاں طاعون ہے مشورہ ہوتا ہے کہ جائیں یا نہ جائیں، مشورہ میں اختلاف رائے ہوتا ہے اور کسی فیصلہ کن امر تک نہیں پہنچ سکتے، بڑے بڑے بزرگ صحابیوں کی رائیں ٹکراتی ہیں۔ بالآخر حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اس شہر میں نہ جاؤ جہاں طاعون ہے اور جس شہر میں تم ہو اور طاعون آجائے تو وہاں سے بھاگو بھی مت۔ (۲)

بس سب کی گردنیں جھک جاتی ہیں سارا اختلاف دور ہو جاتا ہے اور لشکر اسلام وہاں سے واپس پھرتا ہے۔

---

(۱) تاریخ الخلفاء صہ ۹۹ / ترمذی ج۲ صہ ۳۰ / ابوداؤد صہ ۴۰۱ کتاب الفرائض

(۲) صحیح بخاری ج۲ صہ ۸۵۳ باب مایذکر فی الطاعون

منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے مسئلہ بیان کرتے ہیں
کہ عورتوں کے مہر زیادہ لمبے چوڑے نہ مقرر کیا کرو۔ ایک بڑھیا اٹھ کر
قرآن کی ایک آیت تلاوت کردیتی ہے(۱) امیر المومنین تاسف کرتے
ہوئے زانوں پر ہاتھ مارنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ اللہ سب لوگ
عمرؓ سے زیادہ سمجھ دار ہیں یہاں تک کہ عورتیں بھی۔ پھر اپنی بات سے باز
گشت کرتے ہیں(۲)

کعبۃ اللہ میں جاکر بیٹھ گئے اور فرماتے ہیں آج یہاں کا کل خزانہ مسلمانوں میں تقسیم کرکے ہی ہٹوں گا۔ داروغہ کہتا ہے واللہ تم تقسیم نہیں کرسکتے۔ فرماتے ہیں کیوں؟ کہتا ہے اس لئے کہ رسول خدا ﷺ نے یہ نہیں کیا۔ جھٹ کھڑے ہوجاتے ہیں کہ یہ ٹھیک کہتا ہے۔(۳) الغرض خود خلیفہ کا سر بھی حدیث رسول کے سامنے جھک جاتا تھا اور ماتحت بھی حدیث کے نثار تھے۔

تھانوی صاحب کی دلیل تقلید کا جواب نمبر ایک سو

(۱۰۰) آیت قرآن کریم ﴿فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما﴾(۴) یعنی ایمان اسی کا نام ہے کہ ہر مسئلہ کا فیصلہ حدیث وقرآن سے ہو، اسی کے مطابق صحابہ کرام کا عمل رہا، ان کے پاس سوائے قرآن وحدیث کے کوئی تیسری چیز عمل کے لئے نہ تھی، یہی پاک روش صحابہ کرامؓ کی رہی، اسی طریقے پر

(۱) وہ آیت یہ ہے ﴿وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واٰتیتم احدٰھن قنطاراً فلا تاخذوا منہ شیئاً اتاخذونہ بھتاناً واثماً مبیناً﴾ النساء ۴/۲۰
(۲) اعلام ج ۱ صـ ۲۴۹ / مصنف عبد الرزاق ج ۶ صـ ۱۰۸ / تفسیر ابن کثیر عربی ج ۱ صـ ۳۶۹
(۳) بخاری ج ۱ صـ ۲۱۷ باب کسوۃ الکعبۃ
(۴) النساء ج ۴/۶۵

تابعین عظام رہے اور یہی تعلیم ائمہ اسلام نے دی، لیکن ان سب کے خلاف چار سو سال کے بعد مسلمانوں میں ایک نئی بدعت نے سر نکالا اور اپنے خوبصورت چہرے پر مسلمانوں کو کچھ اس طرح مفتوں کرلیا کہ ایک دو دو ہوکر بجز ایک جماعت کے سب کے سب اس کی طرف جھک گئے اور یہ خوبصورت بلا ان کے گلے کا ہار بن گئی، جوں جوں اس بد بلا کے جراثیم ان کے جسم میں اثر کرتے گئے قرآن وحدیث کی روح پرور، پاک صحت ان کی بگڑتی گئی بالآخر بعض بزرگوں کی رائے قیاس کے مانگے ہوئے ٹکڑوں پر انھوں نے قناعت کرلی اور خدائی دستر خوان کا من وسلوی ان سے چھین لیا گیا، گھر گھر تقلیدی بھیک کے خشک ٹکڑوں کا ڈھیر نظر آنے لگا اور روحانی لذیذ غذا دیکھنے کو بھی باقی نہ رہی۔

مندرجہ بالا آیت کے حکم کے ماتحت صحابۂ کرام کے آپس کے تمام اختلافات کا فیصلہ صرف قرآن وحدیث سے ہوتا تھا۔ نمونہ کے طور پر میں آپ کے سامنے سردست ایک واقعہ نقل کرتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو سلمہؓ میں اس عورت کی عدت کے بارے میں اختلاف ہوتا ہے جو حمل سے ہو اور اس کے خاوند کا انتقال ہو جائے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تو فرماتے ہیں کہ چار ماہ دس دن اور بچہ کا ہونا ان میں سے جو آخر میں ہو وہی عدت ہے، حضرت ابو سلمہؓ نے فرمایا بچہ ہوتے ہی عدت پوری ہو جاتی ہے، خواہ عدت کی مدت سے پہلے ہو جائے، یہاں تک کہ انتقال کے ایک دن یا ایک گھنٹہ کے بعد بھی ہو تو اس کی عدت پوری ہوگئی اور اگر چار ماہ دس دن گزر جائیں اور پھر بھی بچہ نہ ہوا ہو تو جب تک بچہ نہ ہو وہ عدت میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے بھی یہی فرمایا کہ میں اپنے اس بھتیجے کے فتوے سے متفق ہوں ہر ایک نے اپنے اپنے دلائل پیش کئے اور با قاعدہ مذاکرہ علمیہ ہوا۔ محبت کے ساتھ مناظرانہ گفتگو ہوتی رہی۔ مگر کسی نتیجے پر نہ پہونچ سکے۔ مجلس نے طول کھینچا اور کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو آخر یہ ٹھہری کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کے پاس اس کا صحیح علم ہے، قاصد بھیج کر ان سے دریافت کیا جائے۔ اگر کوئی حدیث رسول مل جائے تو اس سے اس اختلافی مسئلے کا فیصلہ ہو، قاصد دوڑا ہوا گیا اور مائی صاحبہ سے عرض کی کہ صحابۂ رسول ﷺ اس امر پر باہم مناظرہ کر رہے ہیں اور آپ کے پاس سب کے اتفاق سے میں بھیجا گیا ہوں۔ کیا اس بارے میں کوئی حدیث آپ کو یاد ہے؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا آؤ میں تمہیں حدیث سناؤں

سبیعہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کا انتقال ہوا۔ اس وقت یہ دوجیا (حاملہ) تھیں۔ تھوڑے دن ہی گذرے تھے کہ ان کے یہاں بچہ تولد ہوا تو رسول اکرم ﷺ نے انہیں (اگر یہ چاہیں تو) دوسرا نکاح کر لینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔(۱)

پس یہ حدیث رسول ﷺ صاف دلیل ہے کہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔ قاصد خوشی خوشی واپس آیا اور صحابۂ کرام کے مجمع میں یہ حدیث بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباسؓ پر اپنی رضامندی کی بارشیں برسائے آپ نے مجمع میں اسی وقت اپنے پہلے مسئلے سے رجوع فرمایا اور صاف کہا کہ پہلے میں جو کہتا تھا غلط تھا میں اب اس سے رجوع کرتا ہوں۔(۲)

غرض حدیث شریف کے پیش ہوتے ہی سارا اختلاف مٹ گیا۔ سب ایک ہو گئے، کل گردنیں حدیث نبوی کے سامنے جھک گئیں۔ سارے ہم خیال ہو گئے اور فرمان رسول کو سر آنکھوں پر رکھ لیا، یہ تھی روش صحابۂ کرام کی اور یہی حکم ہے آیت مندرجہ بالا ﴿ فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ﴾(۳) کا

(۱) صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۶ باب القضاء العدۃ المتوفی عنھا وغیرھا بوضع الحمل

(۲) اعلام الموقعین ج ۱ ص ۲۵۴

(۳) النساء ۴/۶۵

بالفرض اس قسم کے واقعات نہ بھی ملیں تاہم آیت کے الفاظ روز روشن کی طرح صاف بتلا رہے ہیں کہ ایمان نام ہی اس کا ہے کہ ہر اختلاف کا، ہر پیش آمدہ مسئلے کا فیصلہ قرآن وحدیث سے ہی ہونا چاہئے۔ جب ایمان واسلام اسی کا نام ہے تو ہم کھلے لفظوں میں کیوں نہ کہیں کہ اس کے خلاف کا نام کفر وشرک ہے۔ جو لوگ اختلافی مسائل کا فیصلہ ادھر ادھر سے لیں جو لوگ شرعی مسائل کسی امام کے فرمان پر موقوف رکھیں۔ بالیقین یہ وہ ہیں جو قرآنی اصطلاح کے مطابق ایمان سے کالے کوسوں دور ہیں، تقلید شخصی میں اگر اس کے سوائے اور کوئی برائی نہ بھی ہوتی تاہم یہی ایک برائی اس کی بدعت اور حرمت کے لئے کافی بلکہ کافی سے زائد تھی، چہ جائے کہ اس میں اس کے سوا اور بھی بیسیوں عیب ونقصان ہیں۔

کیا آپ نے نہیں دیکھا؟ کہ ہر مذہب کا مقلد اپنے امام کے سوا اور ائمہ کے فرمان کو کوئی وقعت نہیں دیتا۔ بلکہ فرمان رسول ﷺ کو بھی چھوڑ دیتا ہے آیت قرآنی کو بھی توڑنے مروڑنے بیٹھ جاتا ہے۔ اور اپنے ذمے سب سے بڑا فرض یہی سمجھتا ہے کہ جو اس کے امام نے کہا ہے اسے حق سمجھے، اسی کو مانے اور اسی پر عمل رکھے یہاں تک کہ مقلدین امام ابوحنیفہ نے کہا ؎

فلعنة ربنا اعداد رمل

علی من رد قول ابی حنیفة (۱)

یعنی ریت کے ذروں کے برابر لعنتیں نازل ہوں اس پر جو امام ابوحنیفہ کے قول کو رد کردے۔

ناظرین کرام! مضمون آیت کو اور مضمون شعر کو ملالیں تو صاف ظاہر ہوجائے گا کہ خدا کے نزدیک مومن وہ ہے جو ہر مسئلے میں حدیث وقرآن کو لے اور ان کے نزدیک مومن وہ ہے جو ہر ایک مسئلے میں قول امام ابوحنیفہؒ کو لے۔ اور ان مقلدین

---

(۱) رد المحتار ج ۱ ص ۶۰۔

حنفیہ کے نزدیک، جو اختلافات کا فیصلہ حضرت امام ابوحنیفہؒ سے نہ لے وہ ملعون ہے۔

اب ناظرین کرام بتلائیں کہ ہم کیا کریں؟ سنو! ہم نے یہ کیا کہ شعر شعر والے کے منہ پر دے مارا اور حکم ربی کو مضبوطی سے تھام لیا اور جو کہا تھا وہ کیا یعنی لاالہ الاالله محمد رسول الله خدا کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور محمد مصطفے ﷺ کے سوا کوئی اطاعت کے لائق نہیں، اسی کی دعوت ہم اہل حدیث محمدی آپ حضرات کو دیتے ہیں کہ جو مسئلہ پیش آئے حدیث وقرآن سے اسے لو اور لعنت کرنے والوں پر ان کی لعنت رکھو۔ خدا کے حکم پر چلنے والا مرحوم ہوتا ہے نہ کہ ملعون۔ ملعون وہ ہے جو ابوالقاسم ﷺ کے قول کو رد کرے نہ وہ جو ابوحنیفہؒ کے قول کو رد کرے۔

آیئے! اب میں آپ کو دو چار اور واقعات بھی اسی قسم کے سناؤں

بنو زہرہ کے ایک شیخ کو بلوا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں کہ فلاں شخص کے بارے میں جو جاہلیت کا پیدا شدہ ہے اور نسب خلط ملط ہے تمہارا کیا علم ہے؟ اس نے کہا فراش تو فلاں کا تھا اور نطفہ فلاں کا ہے۔ بات محقق ہوگئی لیکن سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ نے فرمایا کہ بچہ نطفے والے کا نہیں ہوسکتا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس کا فراش ہے اسی کی اولاد ہے۔(۱)

مخلد بن خفاف فرماتے ہیں میں نے ایک غلام خریدا۔ کچھ دنوں کے بعد مجھے اس کے ایک عیب کی اطلاع ہوئی تو میں نے جا کر دربار خلافت میں شکایت کی، مجھے حکم ملا کہ میں اس غلام کو اسے لوٹادوں جس سے خریدا ہے اور اس سے جو غلہ میں نے حاصل کیا ہے۔ وہ بھی واپس کردوں۔ میں یہ حکم سن کر چلا آیا حضرت عروہؓ سے ملا اور حضرت خلیفۃ المسلمین عمر بن العزیزؒ کا یہ فیصلہ ان سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا سبحان اللہ شام کو میں ضرور جاؤں گا اور کہوں گا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی

(۱) اعلام الموقعین عربی ج ۱ صہ ۲۵۳

اللہ عنہا سے سنا ہے کہ ایسے مقدمے کے فیصلے میں غلہ اسے دلوایا ہے جس کی ضمانت ہو۔ میں الٹے پاؤں دربار خلافت میں پھر پہنچا اور خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ حدیث نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ نفع اس کا ہے جس کی ضمانت ہے، اسی وقت حضرت عمرؒ نے سر جھکا دیا اور خوش ہو کر فرمانے لگے واہ! کتنا صحیح اچھا اور سچا آسان اور عمدہ فیصلہ ہے۔

اے خدا تجھے بخوبی علم ہے کہ میں نے اپنی طرف سے تو حق سمجھ کر وہ فیصلہ کیا تھا لیکن اب مجھے حدیث رسول ﷺ پہنچ گئی، اس لئے میں اپنے فیصلے کو توڑتا ہوں اور تیرے رسول ﷺ کے فیصلے کو سر آنکھوں پر رکھتا ہوں۔(۱)

فرحمه الله ورضی الله عنه

قاضی اسلام حضرت سعد بن ابراہیمؒ کے پاس ایک مرتبہ ایک مقدمہ پیش ہوا آپ نے اس میں حضرت ربیعہؒ بن ابو عبدالرحمٰن کی رائے سے فیصلہ کر دیا۔ اس کے بعد حضرت ابن ابی ذئبؒ نے قاضی صاحب سے ایک حدیث بیان کی جو اس فیصلے کے خلاف تھی، یہ سن کر حضرت سعدؒ نے ربیعہ سے فرمایا کہ دیکھو امام ابن ابی ذئبؒ جو ثقہ ہیں یہ حدیث بیان فرماتے ہیں اور حدیث میں فیصلہ سراسر اس کے خلاف ہے جو میں نے کیا ہے، ربیعہ نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے؟ آپ نے تو اجتہاد کر کے فتویٰ دے ہی دیا آپ کا حکم نکل ہی چکا۔ بس وہ جاری رہے، حضرت سعد اس جواب سے بڑے رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے واہ! واہ! سعد کی ماں کے لڑکے سعد کا فیصلہ تو جاری رہے اور رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ رد ہو جائے؟ استغفر اللہ! نہیں نہیں، بلکہ سعد کا فیصلہ غلط اور حضور اکرم ﷺ کا فرمان سر آنکھوں پر۔ جاؤ وہ کاغذات لاؤ جن پر میں نے ججمنٹ لکھی ہے جب وہ کاغذات آئے تو آپ نے اس فیصلہ کو چاک کر دیا اور اس کے خلاف فیصلہ حدیث کے مطابق لکھ دیا۔(۲) اللہ ان پر رحم کرے انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

---

(۱) اعلام الموقعین ج ۱ ص ۲۵۴

(۲) ایضاً

مقلدو! تم سے خدا سمجھے تم ان آیتوں، ان حدیثوں سلف کے ان روشن فیصلوں کے خلاف ہمیں لے جانا چاہتے ہو۔

ایک اور واقعہ لیجئے اور واقعہ بھی ان کا جن پر حنفیوں کا بہت ہی حسن ظن ہے۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا۔

آپ سے مسئلہ پوچھا جاتا ہے کہ ایک شخص نے ایک لڑکی سے اپنا نکاح کیا لیکن پھر اس کی ماں سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے اس لئے اسے طلاق دیدیتا ہے تو کیا اس کی ماں سے اسے نکاح کرنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، اس میں کوئی حرج نہیں، چنانچہ اس شخص نے اس فتوے کے مطابق اس عورت سے نکاح کرلیا۔ اور چونکہ آپ بیت المال کے افسر تھے تو چاندی کے ردی ٹکڑے لے کر انہیں صاف کھری چاندی کے بدلے میں بدل لیا کرتے زیادہ دیتے اور کم لیتے۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے اور اصحاب رسول ﷺ سے ان دونوں مسئلوں کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ پہلے شخص کے لئے اپنی ساس سے نکاح جائز نہیں اگر چہ اس کی لڑکی کو مجامعت سے پہلے ہی وہ طلاق دے چکا ہے۔ اور جب چاندی کا چاندی سے تبادلہ ہو تو دونوں طرف برابری ہونا شرط ہے، یہ سن کر آپ واپس پلٹے اور اپنے پہلے مسئلے کی غلطی بتلانے کے لئے اس شخص کو تلاش کر کے اس کے ہاں پہنچے لیکن وہ نہ ملا تو آپ نے اس کی قوم والوں سے فرمایا کہ ”میرا پہلا فتویٰ غلط تھا“ صحیح یہ ہے کہ یہ شخص اس عورت سے نکاح نہیں کرسکتا پھر آپ صرافے کے بازار میں پہنچے اور وہاں اعلان کیا کہ پہلے جو میں کرتا رہا وہ خلاف شرع تھا، چاندی چاندی کے بدلے برابر ہی ہونی چاہئے وزن اگر یکساں نہ ہو تو تبادلہ حلال نہیں۔(۱)

ایک ثقفی شخص دربار خلافت فاروقی میں حاضر ہو کر کہتا ہے کہ جناب عالی

---

(۱) اعلام الموقعین ج ۱ ص ۲۵۴

ایک عورت نے بقرعید والے دن طواف زیارت تو کرلیا ہے اب وہ حیض سے ہوگئی تو کیا وہ طواف وداع کئے بغیر بیت اللہ سے اپنے وطن کو واپس جاسکتی ہے؟ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا وہ مطلقاً نہیں جاسکتی۔ یہ سن کر سائل کہتا ہے اے خلیفہ وقت! میں نے یہی مسئلہ رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ جاسکتی ہے، اس پر آپ لال پیلے ہوگئے انہیں سخت سزادی کہ جب حضور کی حدیث تیرے پاس تھی پھر تو نے مجھ سے وہ مسئلہ کیوں پوچھا؟ (۱)

آہ! آج فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کہاں سے لائیں؟ آج درۂ فاروقی کہاں سے پائیں آج تو ادنیٰ ادنیٰ سا مقلد ایک چھوڑ کئی کئی حدیثیں سن کر نہایت بے پرواہی سے کہہ دیتا ہے کہ میں تو حنفی المذہب ہوں میرے مذہب میں یہ مسئلہ اس طرح نہیں۔ آج فاروق اعظمؓ ہوتے یا ان کا ڈنڈا ہوتا تو دیکھتے تو سہی کہ حدیث کے ہوتے ہوئے فقہ کی کتاب دنیا میں کوئی کیسے پیش کردیتا۔

میرے خیال سے مولوی صاحب کی اس دلیل کے ایک سو جواب کے بعد اب زیادہ کی ضرورت نہیں بلکہ ڈر ہے کہیں طوالت موجب ملال نہ ہو۔ اس لئے میں بحث کو ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا اور اپنے رسول ﷺ کا ایسا مطیع بنالے کہ اس کے بعد کسی اور کی ان کے مقابلے میں ان جیسی اطاعت کا مادہ ہی ہم میں نہ رہے۔ آمین! افوض امری الی اللہ

(۱) اعلام الموقعین ج ۱ ص ۲۵۴ / المدخل للبیھقی ص ۱۰۵

ابوداؤد میں ایک روایت یوں ہے حارث بن عبداللہ بن اوس کہتے ہیں کہ میں عمر بن خطاب کے پاس آیا اور ان سے اس عورت کے بارے میں فتویٰ پوچھا جو یوم النحر کو طواف کے بعد حائضہ ہوجائے انھوں نے کہا لیکن اخر عھدھا بالبیت قال فقال الحارث کذ لک افتانی رسول اللہ ﷺ قال فقال عمر أربت عن یدیک سا لتنی عن شیء سالت عنہ رسول اللہ لکیما اخالف (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۷۴ کتاب المناسک)

تھانوی صاحب کی اثبات تقلید کی دوسری دلیل کے جوابات

دوسری دلیل جو مولانا نے دی ہے وہ تو اس قدر کمزور ہے کہ خود حنفی بھائی بھی اسے سن کر شرما جائیں گے۔ یعنی یہ کہ حضرت معاذؓ یمن بھیجے جاتے ہیں وہاں ان سے مسئلہ پوچھا جاتا ہے کہ کسی شخص کے وارثوں میں صرف ایک بیٹی اور ایک بہن ہے تو انہیں ورثہ کتنا ملے گا؟ آپ فرماتے ہیں آدھا بیٹی کا آدھا بہن کا" اس سے مولانا صاحب امام ابوحنیفہؒ کی تقلید ثابت کرتے ہیں۔ ریت سے تیل نکالنا، پتھر میں جونک لگانا سراب کو پانی سمجھنا اسی کو کہتے ہیں۔

حنفی دوستو! آپ ہی اپنے زندہ ضمیر سے کہہ دیں کہ آیا اس سے موجودہ تقلید کا کوئی پرزہ بن سکتا ہے؟ اب اس کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا گیا آپ نے الفاظ قرآنی سے جواب دیا اس میں امام ابوحنیفہ کی تقلید کا ثبوت کہاں سے آ گیا۔

۲۔ آج ایک شخص مولوی صاحب سے ایک مسئلہ دریافت کرے مولوی صاحب اسے جواب دیں تو کیا وہ مولوی صاحب کا مقلد ہو گیا؟ اگر تقلید اتنی ہی سستی ہو گئی ہے تو پھر آپ ایسی چیز کو گراں قیمت میں کیوں خریدیں؟ یعنی موجودہ حنفی امام صاحب کے مقلد کیوں کہلوائیں؟ جن موجودہ علماء سے وہ فتوے لیتے ہیں انہیں کی طرف ان کی نسبت کیوں نہ ہو؟ انہیں کے مقلد یہ کیوں نہ کہلوائیں۔

۳۔ حضرت معاذؓ کا فتویٰ آیات قرآنیہ سے ہے نہ اس میں اجتہاد ہے نہ رائے ہے نہ قیاس ہے قرآن فرماتا ہے ﴿وان کانت واحدۃ فلھا النصف﴾ (۱) یعنی میت کی اگر ایک ہی لڑکی ہو تو کل مال کے آدھوں آدھ کی وہ مالک ہے۔ قرآن فرماتا ہے ﴿وله اخت فلھا نصف ما ترک﴾ (۲) یعنی لڑکا اور باپ نہ ہونے کی صورت میں اگر میت کی بہن ہو تو وہ اس کے متروکہ مال کے آدھے حصہ کی مالک

(۱) النساء ۴/۱۱ (۲) النساء ۴/۱۷۶

ہے، پس ایک شخص جو مسئلہ قرآن سے بتلائے دوسرا اسے تسلیم کرے اسے تقلید سے کیا واسطہ؟

۴- اس حدیث کے آخر میں یہ بھی ہے کہ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا ہے اب اگر اس سے تقلید کا ثبوت بھی معتبر مانا جائے اور آپ کی پہلی دلیل سے دونوں خلیفوں کی تقلید کا ثبوت بھی مان لیا جائے تو بات یہ ہوگئی کہ نبی ﷺ کی زندگی میں قابل تقلید حضرت معاذؓ تھے اور آپ کے بعد یہ دونوں خلیفہ۔

مسلمانو! یہ افراتفری آپ کی سمجھ میں آ گئی؟ کہ ابوبکرؓ وعمرؓ زندہ موجود ہیں ان کی تقلید نہیں کی جاتی اور حضرت معاذؓ کی تقلید کی جاتی ہے، پھر حضرت معاذؓ جن کی تقلید زمانہ نبوی میں جاری تھی زمانہ نبوی کے ختم ہونے کے بعد ہی ختم ہو جاتی ہے اور اب حضرت معاذؓ کی زندگی میں مسند تقلید کی مہر حضرت الصدیق کے ہاتھ لگتی ہے پھر فاروق اعظمؓ پر ختم ہوتی ہے۔ اگر انصاف کا تقاضہ یہی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت فاروقؓ کے بعد یہ سلسلہ ختم ہوا، یا اس میں اور کڑیاں بھی جڑتی گئیں؟ اگر جڑتی گئیں تو ان کی دلیل بھی بیان فرما دیجئے، یہاں تک امام ابوحنیفہ تک آ کر یہ زنجیر ٹوٹ جائے، بلکہ مثل ختم نبوت کے چار اماموں پر ختم ہو جائے یا اس کا سلسلہ دراز رہے

۵- آپ نے اس جگہ اپنی حسب عادت ایک لطیف نکتہ بھی بیان فرمایا یعنی لکھتے ہیں

> تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلا دے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا'' میں کہتا ہوں کہ یہ تعریف تقلید ایجاد بندہ ہے اور اس سے تو ہر شخص مقلد اور پھر وہی شخص مقلد ہو جائے گا۔

سنئے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب سے ایک سائل مسئلہ پوچھتا ہے آپ فتویٰ دیتے ہیں وہ اس اعتماد پر کہ مولانا نے صحیح بتلایا ہوگا کوئی دلیل طلب نہیں کرتا۔ پس اس تعریف کی رو سے وہ مولانا کا مقلد ہوگیا۔ مولانا نے بھی اپنی مولویت کی

سند سے پہلے کسی سے مسئلہ دریافت کیا ہوگا اور دلیل کی تلاش بغیر اسے مان لیا ہوگا تو مولانا اس کے مقلد ہوگئے پس ہر شخص مقلِّد بھی ہے اور مقلَّد بھی ہے ''والضدان لایجتمعان''۔

۶- پھر اس تقلید سے آپ کو کیا فائدہ پہنچا آپ تو چلے تھے امام صاحب کی تقلید ثابت کرانے اور ثابت کرنے لگے اپنی تقلید، آج امام صاحب کہاں ہیں جو ان سے کوئی پوچھے، اور جو جواب پائے مان لے، آج تو آپ اور آپ کی جماعت وغیرہ کے مولوی صاحبان ہیں انہی کی تقلید ہو رہی ہے، پس آپ کی تقلید سے امام صاحب کی تقلید کا ثبوت کیسے ہوگیا؟

۷- مولانا سچ تو یہ ہے کہ تقلید کی کوئی سند نہیں، اسی لیے آپ نے تعریف تقلید کو بدل دیا سنئے! تقلید کی تعریف جو آپ کے بڑوں نے، فقہاء اور علماء نے، اگلوں اور پچھلوں نے کی ہے وہ یہ ہے جمع الجوامع لابن سبکی ج۲ ص:۲۵۱ میں ہے

اخذ قول الغیر من غیر معرفة دلیله

یعنی غیر نبی کی باتوں کو بغیر دلیل معلوم کئے مان لینا۔

مسلم الثبوت مطبع مجتبائی ص:۵ میں ہے(۱)

"اما المقلد فمستنده قول مجتهده لاظنه ولاظنه"

یعنی مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہے نہ تو وہ خود تحقیق کر سکتا ہے نہ اپنے امام کی تحقیق پر نظر ڈال سکتا ہے

شامی جلد اول مصری ص:۵۳ پر لکھا ہے(۲)

"یحل الافتاء بقول الامام بل یجب وان لم یعلم من این قال"

یعنی امام کے ہر قول پر فتویٰ دینا حلال ہے بلکہ واجب ہے اگرچہ اس کا علم نہ

---

(۱) مسلم الثبوت مطبع مجتبائی ص۷

(۲) ردالمحتار المعروف بہ فتاوی شامی ج۱ ص۷۳ (مطبوعہ مکتبہ زکریا دیوبند)

ہو کہ امام کے پاس کیا دلیل ہے؟

بلکہ اسی کتاب کے اسی جلد کے ص: ۴۷ پر تحریر ہے (۱)

فلعنة ربنا اعداد رمل

علی من رد قول ابی حنیفة

یعنی ہمارے رب کی لعنتیں ریت کے ذروں کے برابر ہوں ان لوگوں پر جو امام ابو حنیفہ کا قول رد کر دیتے ہیں۔

توضیح مع تلویح و دیگر حواشی مطبوعہ خیریہ مصر جلد اول (۲) میں لکھا ہے

"فاما المقلد فالدلیل عنده قول المجتهد فاما المقلد یقول هذا الحکم واقع عندی لانه ادی الیه رای ابی حنیفة رحمه الله و کل ما ادی الیه رایه فهو واقع عندی"

یعنی مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہے مقلد یہی کہے کہ اس مسئلہ کا یہی حکم ہے اس لئے کہ میرے امام ابو حنیفہ کی رائے یہی ہے اور جو میرے امام کی رائے ہو میرے نزدیک وہی صحیح ہے۔

الغرض اپنی خداداد قابلیت تحقیق کا خون کرنا اپنے ضمیر کا گلا گھونٹنا اپنی عقل کو رو بیٹھنا، اپنے دل و دماغ کو بیکار کر دینا اور اندھوں کی طرح کسی کی انگلی تھام لینا یا جانوروں کی طرح ہانکنے والے کے اشارے پر قدم رکھنا تقلید ہے۔

مثنوی مولانا روم دفتر دوم ص: ۱۲۵ ہے

علم تقلیدی وبال جان ماست

عاری است و ماشستہ کان ماست

یعنی تقلید ہماری جان کی آفت ہے دراصل یہ تقلید ایسی چیز ہے جیسے کوئی کسی سے ادھار لی ہوئی چیز کو اپنی سمجھ بیٹھے، اسی لئے شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ باب

---

(۱) ردالمحتار المعروف به فتاوی شامی ج ۱ صـ ۱۶۰

(۲) توضیح تلویح ج ۱ صـ ۴۴ (مطبوعه منشی نول کشور)

۲۱۳ میں اور علا کروڑی مسلسلات ص:۵ میں ابن العربی ہی سے نقل کر کے لکھتے ہیں

''لایطلق اسم العلماء الا علیٰ اهل الحدیث وهم الائمة علیٰ الحقیقة ''یعنی اہل حدیث کے سوا اوروں کو علماء کہنا زیبا نہیں، فی الحقیقت علماء اور ائمہ یہی اہل حدیث ہیں،

اسی واسطے توضیح تلویح کی شرح مرجانی ص:۹۳ میں لکھا ہے

''لیس التقلید بعلم ولا المقلد بعالم ''یعنی تقلید علم نہیں (بلکہ جہالت ہے) اور مقلد عالم نہیں (بلکہ جاہل ہے)

ملا علی قاری حنفی اپنی کتاب شرح قصیدہ امالی ص:۴۴ پر لکھتے ہیں

''والتقلید قبول قول الغیر بلادلیل ''یعنی غیر نبی کی بات کو بے دلیل مان لینا تقلید ہے

عقد الفرید میں ملا حسن شرنبالی حنفی لکھتے ہیں

''حقیقة التقلید العمل بقول من لیس قوله احدیٰ الحجج الاربعة الشریعة بلا حجة منها ''یعنی جس کا قول چاروں شرعی دلیل میں سے نہیں اس کے قول کو بے دلیل حجت شرعی سمجھنا اور قابل عمل جاننا ہی تقلید ہے،

یہی تعریف تقلید کی مغتنم الحصول میں فاضل قندھاری نے بھی کی ہے، توضیح مصری ص:۱۸ میں ہے (۱)

''قول المجتهد والمفتی دلیلا له ''یعنی مقلد کی دلیل اس کے امام کا قول ہے،

تلویح ہندی کے اسی صفحہ میں ہے ''لم یکن علم المقلد حاصلا عن الادلة ''یعنی مقلد قرآن وحدیث اجماع، قیاس سے علم حاصل نہیں کر سکتا،

اور سنئے سلم کے ص:۲۸۹ میں ہے

(۱) توضیح تلویح ھندی ص ۲۷

''التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجة ''بلادلیل کسی کے قول پر عمل کرنے کا نام تقلید ہے۔

مختصر ابن حاجب ص:۳۰۵ میں ہے

''فالتقلید العمل بقول غیرک من غیر حجة ''یعنی کسی کے قول پر بغیر دلیل کے عمل کے کرنا تقلید ہے۔

اعلام الموقعین میں اسی لئے لکھا ہے کہ

''لافرق بین بهیمة تنقاد وانسان یقلد ''(۱) یعنی چوپائے جانور اور مقلد میں کوئی فرق نہیں،

تلویح کے ص:۸۳ جز اول میں ہے

''فعلم المقلد لم یحصل من النظر فی الدلیل '' یعنی مقلد کا علم کسی دلیل سے حاصل نہیں ہوتا (بلکہ محض امام کا قول اس کی دلیل اور علم ہے)

توضیح مصری ج ا ص:۱۳۶ میں ہے(۲)

''فالادلة الاربعة انما یتوصل بها المجتهد لاالمقلد ''یعنی قرآن وحدیث اجماع قیاس سے مسئلہ سمجھنا یہ مجتہد کا کام ہے، مقلد کا کام نہیں،

اسی صفحہ میں آگے چل کر لکھتے ہیں

" فان تحقیق المقلد ان یقلد مجتهداً بان یعتقد ذلک المقلد حقیة رای ذالک المقلد'' یعنی مقلد کو تحقیق سے اور دلائل ٹٹولنے سے کوئی بھی سروکار نہیں اس کی تحقیق تو اتنی ہی ہے کہ جس مجتہد کی رائے کو اچھی جان کر وہ اس کی تقلید کر رہا ہے اس کی بے دلیل بات مانتا چلا جائے۔

(۱) اعلام الموقعین صـ ۲۱۷

(۲) توضیح ج ا صـ ۴۴ مطبوعہ نول کشور

اسی صفحہ پر لکھتے ہیں

''لیس دلیل المقلد منھا''یعنی نہ تو قرآن مقلد کی دلیل ہے نہ حدیث نہ اجماع نہ قیاس، یعنی تقلید اس کا نام ہے کہ قرآن وحدیث اجماع وقیاس سب کو چھوڑ دے اور ہر ہر مسئلہ میں صرف اپنے امام کے قول کو حق پر جانے اور صرف اس کے پیچھے لگا رہے۔

فتاویٰ قاضی خان جلد اول ص:۲ میں ہے

''یفتی بقولھم ولا یخالفھم برأیه وان کان مجتھدا متقنا..... ولا ینظر الی قول من خالفھم ولا یقبل حجتة''یعنی اپنے ان بڑوں کے قول کے مطابق ہی فتویٰ دینا چاہئے اور ہرگز ان کی مخالفت نہ کرنی چاہئے اگرچہ مجتہد اور زبردست عالم ہی ہو، ان بڑوں کے اقوال کے خلاف جو کوئی کہے ان کی طرف نگاہ بھی نہ اٹھانی چاہئے۔

درمختار جلد ثالث کے باب التعزیر میں ہے(۱)

''ارتحل الی مذھب الشافعی یعزر''یعنی جو شخص حنفی سے شافعی بن جائے اسے تعزیر کی سزا دینی چاہئے۔

درمختار مصری ج ا ص:۵۳ میں ہے(۲)

''لا یفتی ویعمل الا بقول الامام الاعظم'' یعنی نہ تو کوئی فتویٰ دیا جائے نہ عمل کیا جائے مگر صرف امام اعظم کے قول پر۔

پس مندرجہ بالا تعریف کے مطابق تقلید یہ ہوئی کہ جس کی تقلید کر رہا ہے اس شخص کے محض قول کو اپنے لئے دلیل شرعی حکم ربی سمجھنا، اس کے قول پر کسی دلیل کے تلاش کرنے سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھنا، بلکہ دلائل کے دیکھنے یا پڑھنے کا بھی

(۱) درمختار ج ا ص ۳۳۰ باب التعزیر (مطبوعہ مکتبہ زکریا دیوبند)

(۲) ردالمحتار فتاوی شامی ج ا ص ۱۷۳ (مکتبہ زکریا دیوبند) پوری عبارت اس طرح ہے'' المقرر عندنا انه لایفتی ویعمل الا بقول الامام الاعظم ولایعدل عنه الیٰ قولھما اوقول احدھما اوغیرھما الا لضرورۃ''

اپنے آپ کو حقدار نہ سمجھنا، کبھی بھولے سے بھی قرآن وحدیث وغیرہ پر نظر نہ ڈالنا۔
۸- مندرجہ بالا حوالوں پر ناظرین ایک نظر اور ڈال لیں تو صاف ظاہر ہو جائے گا کہ جس تقلید کے بارے میں حنفیوں اور اہل حدیث کے درمیان نزاع ہے وہ کسی ان پڑھ کا کسی پڑھنے لکھنے سے کوئی مسئلہ دریافت کر لینے پر نہیں ہے، نہ یہ تقلید شخصی اصطلاحی ہے بلکہ نزاع جس امر پر ہے اور جس چیز کا نام تقلید شخصی اصطلاحی ہے وہ یہ کہ نبی کے سوا کسی ایسے کو جس کی تابعداری پر کوئی دلیل نہ ہو، اس حیثیت سے مان لینا کہ اس کی محض بات میرے لئے حجت شرعی اور مسئلہ اسلامی ہے، اس ایک ہی کی ہر بات کا ماننا مجھ پر ضروری ہے یہ جو کہتا ہے حق ہے اس کے سوا کسی اور میں یہ درجہ نہیں، نہ میں کسی اور کی باتوں کے ماننے کا مکلف ہوں، نہ مجھے یہ حق حاصل ہے کہ خود آپ قرآن وحدیث پر عمل کروں، مجھے تو جس مسئلے کی ضرورت ہوگی اسی ایک کی اس میں ماننا رہوں گا اور اس کی بات پر یا اس مسئلہ پر تلاش دلیل قرآن وحدیث سے مجھ پر حرام محض ہے، اہل حدیث اس تقلید کو حرام محض بتلاتے ہیں، مولانا اشرف علی صاحب مولوی ہوں، ذی علم ہوں، صاحب فضل وکمال ہوں سب کچھ ہوں لیکن مقلد ہونے کی حیثیت سے اور تقلید شخصی اصطلاحی کے بعد انہیں اصولاً کوئی حق نہیں کہ کسی مسئلے میں کوئی دلیل قران حدیث سے وارد کریں۔ آپ ابھی پیچھے نمبرے کے جواب میں پڑھ آئے ہیں کہ قرآن، حدیث، اجماع، قیاس سے دلیل مجتہد لے سکتا ہے نہ کہ مقلد، مقلد کی دلیل تو صرف اس کے امام کا قول ہی ہے۔

پس یہ تقلید جو دشمن تحقیق ہے، یہ تقلید جس نے قرآن وحدیث سے عمل ہٹا دیا ہے، یہ تقلید جس نے غیر نبی کو منصب نبوت پر بٹھا دیا ہے، یہ تقلید جس نے مسلمانوں کو فرقہ بندی میں پھانس لیا ہے، یہ تقلید جو اپنے امام سے ایک انچ ادھر ادھر ہٹنے نہیں دیتی، اہل حدیث اس کے منکر ہیں، اہل حدیث کے قلم اس کی تردید میں اٹھتے ہیں، اور الحمد للہ کہ دنیا کے ایک بڑے حصے کو قولاً وعملاً اس مذموم تقلید سے انھوں نے ہٹا دیا ہے اور عملاً تو دنیائے اسلام کے

ایک فرد کو بھی مقلد رہنے نہیں دیا،

مولانا! تقلید شخصی اصطلاحی اور اس پر دلیل؟ ناممکن محض ناممکن۔ اس لئے کہ یہ تو نام ہے اس کا کہ شریعت میں چار دلیلیں ہیں اور جس کے قول کے ماننے پر ان چاروں میں سے ایک دلیل بھی نہ ہو، اس کا قول حجت شرعی سمجھ کر ماننا اس کا نام تقلید ہے۔ پھر اس پر دلیل کہاں سے ہوگی؟ اور اگر بالفرض ہو تو وہ اس تقلید سے خارج ہو جائے پھر وہ تقلید یہ تقلید ہی نہ رہے گی جس پر بحث ہے۔

۹- حنفی بھائیو! خدا لگتی کہنا، آپ کے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی امام ابوحنیفہؒ کی تقلید ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل دے رہے ہیں کہ خود رسول خدا ﷺ کی موجودگی میں آپ کے سوا دوسرے کی بات مانی جاتی تھی اور اس کی ضرورت نہ تھی کہ کوئی شخص خدا کے پیغمبر ﷺ سے دریافت کرے، کیا آپ بھی اسے مانتے ہیں؟ کہ واقعی حضور ﷺ کی موجودگی میں بھی کوئی ایسا تھا جس کی باتیں ماننا امت پر فرض تھیں؟ حالانکہ رسول کریم ﷺ افضل الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں

کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی میرے زمانے میں ہوتے تو انہیں بھی بجز میری تابعداری کے چارہ نہ تھا (۱)

۱۰- صحابی کا درجہ ہم مانتے ہیں لیکن یہ بھی ہمارا ایمان ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا صحابی بھی کسی ادنیٰ سے ادنیٰ نبی کا ہم پلہ نہیں، جب کلیم اللہ کی نسبت محبوب خدا فرمائیں کہ وہ بھی ہوتے تو ان پر میری اطاعت ضروری تھی، پھر آج ہم یہ مانیں کہ خدا کے افضل تر پیغمبر کی موجودگی میں امت پر تقلید معاذ ضروری تھی؟

۱۱- اچھا مان لیا کہ زمانہ نبوی میں تقلید معاذ تھی تو پھر اس تقلید کے حکم کو کس نے منسوخ کر دیا؟ اور امام صاحب کو ان کی جگہ کس نے بٹھا دیا؟ جس کی تقلید موجودگی رسول ﷺ میں ہوتی تھی، وفات رسول ﷺ کے بعد جب کہ اس کی ضرورت

---

(۱) دارمی بحوالہ مشکوٰۃ صـ ۳۲ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ / مسند احمد ج۳ صـ ۳۸۷ "الفاظ یہ ہیں" لو کان موسیٰ حیاً ماوسعه الااتباعی"

اور بڑھ گئی وہ بالائے طاق کیوں رکھ دی گئی؟

۱۲- تقلید شخصی اصطلاحی کے بارے میں آپ اس سے پہلے جواب نمبر ے میں پڑھ آئے ہیں کہ ایک شخص ہی کی کل باتیں ماننا ضروری ہیں۔اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جن بزرگوں نے جناب معاذؓ سے یہ مسئلہ پوچھا کیا وہ عمر بھر انہیں سے مسائل پوچھتے رہے؟ اگر پوچھتے رہے اور کسی اور سے نہ پوچھے نہ ان کی مانی تو ذرا وہ عبارت بھی نقل کر دیں۔

۱۳- یاد رہے کہ کوئی شخص جس مسئلہ کے دریافت کا جس سے اتفاق پڑے دریافت کرے اسے تقلید شخصی نہیں کہتے، اور تقلید شخصی اصطلاحی مبحوث عنہ سے تو وہ کوسوں دور ہے سائل کے اپنے عقیدے میں اس بات کا ہونا بھی لازمی ہے کہ یہ شخص شرعی دلائل سے واجب الاطاعت نہیں، اور جو یہ کہہ دے اس کا ماننا محض اس کے قول ہونے کی حیثیت سے مجھ پر ضروری ہے، پس آپ ثابت کیجئے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سائلین کی یہی حیثیت تھی اور ان کی تسلیم بھی اسی حیثیت سے تھی۔

۱۴- مولانا آپ کے نزدیک تقلید معاذؓ حیات رسول ﷺ میں ثابت ہے، اب اس حکم کو کس حکم نے منسوخ کیا؟ جو خلافت صدیقی میں آپ کی پہلی دلیل کی رو سے ان کی تقلید ضروری یا کم از کم مسنون ہو گئی؟ وہ حدیث یا آیت پیش کر دی جائے جو تقلید معاذؓ کو بزمانہ صدیقؓ منسوخ کر دے۔

۱۵- بقول آپ کے حضرت الصدیقؓ کی تقلید کا حکم تقلید معاذؓ کا ناسخ نہیں ہو سکتا، زیادہ سے زیادہ اتنا ہو سکتا ہے کہ دونوں کی تقلید ثابت ہو جائے۔لیکن نسخ تقلید معاذؓ، حکم تقلید صدیق سے ثابت نہیں ہو سکتا، اور اگر ان دونوں کی تقلید بیک وقت ایک ہی جماعت پر آپ مان لیں تو پھر تقلید شخصی نہ رہی، اور آپ کو تقلید شخصی کے اثبات کی ضرورت تھی جو ثابت نہ ہو سکی۔

۱۶- پہلی دلیل کی آپ کی وارد کردہ حدیث میں حکم یہ تھا کہ میرے بعد اب ان دو کی اقتداء کرنا۔ظاہر ہے کہ ان دو کے سوا جتنے تھے سب ان کے مقتدی تھے اور ان

ہی میں حضرت معاذؓ بھی تھے، پس حضرت معاذ تو خود بقول آپ کے ان کے مقلد ہوئے، حالانکہ وہ بقول آپ کے زمانہ نبوی ﷺ میں اس حیثیت پر تھے کہ دوسرے ان کی تقلید کریں اب وہ اس حیثیت میں آگئے کہ خود دوسروں کے مقلد بنیں، تو کیا آپ بتلائیں گے کہ کس جرم کی سزا میں؟

۱۷- آپ حضرت معاذؓ کی تقلید ثابت کرنے بیٹھے ہیں اور حضرت معاذؓ خود اپنی تقلید سے لوگوں کو روک رہے ہیں،

سنئے! اعلام الموقعین کے ص ۲۱ میں آپ سے منقول ہے

کہ بہت سے فتنے ہوں گے مال اس وقت بڑھ جائیں گے قرآن کھل جائے گا مرد عورت بچے بوڑھے منافق مومن سب پڑھنے لگیں گے، ایک لالچی شخص دیکھے گا کہ میں پڑھا لکھا ہوں لیکن میری کوئی نہیں مانتا تو وہ کہے گا اب میں اپنی قرأت کا اعلان کروں گا، وہ ایسا کرے گا بھی، لیکن تاہم اس کی مانی نہ جائے گی وہ ایک مسجد بنائے گا، اب وہ الگ تھلگ ہوکر ایک ایسا طریقہ ایجاد کرے گا، جو کتاب وسنت میں نہ ہو، پس میں تم سے کہتا ہوں کہ خبردار اس کی اس بات میں نہ آنا جو قرآن وحدیث میں نہیں، اپنے آپ کو اس سے اور اس کو اپنے سے دور ہی رکھنا، یاد رکھو جو بات قرآن وحدیث میں نہ ہو وہ بدعت وضلالت ہے، تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا

پس حضرت معاذؓ صرف قرآن وحدیث کو ہی قابل اتباع مانتے ہیں نہ کہ زید ،محمود کے قول کو، بلکہ اسے بدعت وضلالت کہتے ہیں۔

۱۸- مقلد دوستو! اور مریدان تھانوی صاحب! ذرا بتلاؤ تو کہ جب زمانۂ رسول ﷺ میں تمام صحابہؓ میں سے حضور ﷺ نے، یا شرع نے، یا خود لوگوں نے حضرت معاذؓ کو تقلید کئے جانے کے لئے چن لیا، تو چوتھی صدی میں آکر آپ نے انہیں اس منصب سے کیوں اتار دیا؟ اور اس منصب کو دیگر چار شخصوں میں کیوں تقسیم کر دیا؟

۱۹- آپ کی منقولہ عبارت سے یہ تو معلوم ہوا کہ لوگوں نے حضرت معاذؓ سے مسئلہ پوچھا لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی انہیں یہی حکم دیا تھا کہ تمہیں جس مسئلہ کی ضرورت ہو حضرت معاذؓ سے دریافت کرلیا کرو۔ اور جو جواب یہ دیں اسے بے دلیل مان لیا کرو۔

۲۰- اگر حکم نہیں دیا تو صحابہؓ کا فعل، حنفی مذہب کے اصول کے مطابق قابل تقلید نہیں اور اگر حکم دیا تو یہ تقلید مبحوث عنہ سے خارج ہے، اس لئے کہ تقلید شخصی اصطلاحی میں ایک بات یہ بھی ہے کہ اس کی تابعداری پر کوئی دلیل دلائل اربعہ میں سے نہ ہو جیسا کہ جواب نمبر ے میں آپ پڑھ آئے ہیں۔

۲۱- اگر سوال کر لینے سے ہی اور جو وہ کہے اس کے مان لینے سے ہی تقلید ثابت ہو جاتی ہو تو سارے کے سارے صحابہؓ رسول اللہ ﷺ کے مقلد کہے جائیں گے اور اگر انہیں مقلد کہا جائے تو پھر آج ہمیں غیر مقلد کہنے کی کیا وجہ ہے؟ ہم بھی تو اپنے اور ساری دنیا کے رسول، رسولوں کے سرتاج سید اولاد آدم حضرت محمد ﷺ کی تابعداری کرر ہے ہیں۔

۲۲- زیادہ سے زیادہ ان دونوں دلیلوں سے ایک مقرر شخص کی اس حیثیت سے کہ وہ پیغمبر کی بات پہچانے والے تھے اس زمانے کے لوگوں کو ماننا ثابت ہوتا ہے، لیکن آپ نے تو چار شخصوں کو مقرر کر کے رہتی دنیا تک تمام اہل اسلام کو ان میں سے ایک ایک کا اس حیثیت سے تابعدار بنا دیا کہ ان کی ایک بھی جو نہ مانے وہ ملعون ہے اور ملعون بھی ایسا کہ ریت کے ذروں کے برابر اس پر لعنتیں نازل ہوتی ہیں، فرمایئے تو کہ دعویٰ کیا؟ اور دلیل کیا؟ حکم تو یہ کہ فلاں شخص سے جو زندہ تم میں سے موجود ہے مسئلہ پوچھ لو اور تم اس سے دلیل یہ لو کہ ایک شخص جسے فوت ہوئے بارہ سو سال گذر چکے اس کی ایک ایک مانتے چلے جاؤ اور بھول کر بھی قرآن وحدیث پر نظر نہ ڈالو۔

۲۳- حضرت معاذؓ سے ان لوگوں نے ایک سوال کیا اس پر آپ نے ان کی تقلید

ثابت کر لی تو میں کہتا ہوں کہ اعلام الموقعین ص: ۷ میں مروی ہے

کہ حضرت عمرؓ اور لوگوں کے ساتھ ہی ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے بھی سوال کیا کرتے تھے تو کیا آپ کے نزدیک امیر المومنین حضرت عمرؓ حضرت ابن عباسؓ کے مقلد تھے؟ اگر تھے تو آپ کی پہلی دلیل باطل ہوئی کیونکہ حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں بھی دوسروں کے مقلد رہے اور گر نہ تھے۔ تو معلوم ہوا کہ کسی سے سوال کرنا اور ہے اور اس کی تقلید کرنا اور ہے، ساتھ ہی یہ بھی خیال رہے کہ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں

"قال ابن عباس کان عمر بن الخطاب یسالنی مع الاکابر من اصحاب رسول الله ﷺ" (۱) یعنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جناب فاروقؓ مجھ سے اور دیگر بزرگ صحابہؓ سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے

اور آپ کے نزدیک سوال کرنا ہی تقلید ہے تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ بیک وقت بہت سے لوگوں کی تقلید کرتے تھے اور یہ ناممکن ہے، پس دراصل سوال اور چیز ہے اور تقلید چیزے دیگر۔

۲۴- اور سنئے! بقول آپ کے حضرت معاذؓ کی تقلید کی جاتی تھی اور وہ اس قابل تھے اب حضرت معاذؓ اپنے انتقال کے وقت وصیت فرماتے ہیں

"التمسوا العلم عند اربعة رهط عند عویمر بن ابی الدرداء وعند سلمان الفارسی وعند عبد الله بن مسعود وعند عبد الله بن سلام" (۲)

یعنی تم ان چار سے علم طلب کرو حضرت عویمرؓ، حضرت سلمانؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبد اللہ بن سلامؓ، پس بعد از انتقال حضرت

(۱) اعلام الموقعین عربی ج ۱ ص ۷

(۲) اعلام الموقعین عربی ج ۱ ص ۶

معاذؓ آپ کے نزدیک اس زمانے کے لوگوں پر ان چار کی تقلید ضروری ہو جائے گی، حالانکہ ایسا نہیں ہوا، اگر ہوا ہو تو پھر تقلید شخصی نہ رہی اور آپ اس کے درپے تھے۔

۲۵- اگر حضرت معاذؓ کو اس منصب پر مان لیا جائے تو یہ چاہیئے کہ اور صحابہؓ سے نہ کوئی مسئلہ پوچھے نہ کوئی اور صحابی کسی کو مسئلہ بتائیں، حالانکہ ایسا نہیں ہوا، بلکہ بلا نکیر ہر ایک دوسرے سے جو بات اسے معلوم نہ ہو دریافت کر لیا کرتا تھا،

اعلام الموقعین میں موجود ہے کہ ایک سو تیس سے کچھ اوپر صحابہؓ تھے جن سے فتوے لئے جاتے تھے اور لوگ ان سے پیچیدہ مسائل کا تصفیہ کراتے تھے اور یہ تو آپ کے مذہب کی فقہ کی کتابوں میں بھی ہے اور ایک ایک اہل علم جانتا ہے کہ سات صحابہ اس پاک فن میں مشہور ہیں، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عائشہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، پھر کوئی یہ نہ سمجھے کہ ان بزرگوں نے کوئی اکا دکا مسئلہ بتلا دیا ہوگا، نہیں بلکہ ان کے فتاوے بکثرت تھے، یہاں تک کہ حضرت ابوبکر محمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فتاوے جمع کئے ہیں جو بیس کتابوں میں آئے۔(۱)

پس ان مشہور فقہاء سبعہ میں حضرت معاذؓ کا نام نہ ہونا، حضرت معاذؓ کی موجودگی میں دوسرے مفتیوں کا موجود ہونا ان کا فتاوے دے دینا وغیرہ سب ثابت ہوتے ہوئے پھر کسی کا حضرت معاذؓ کی تقلید کا رواج زمانہ رسول اللہ ﷺ میں ہونے کا دعویٰ کرنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے؟

۲۶- میرے خیال سے تو ایک سچے ایمان والا ذرا سی دیر بھی غور و فکر کرے تو معلوم کر لے گا کہ مولانا صاحب نے یہاں بڑی غلطی کی ہے، بھلا نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں دوسرے کی تقلید کیونکر ہو سکتی ہے؟ اور اگر ہونی ہی تھی

(۱) ملاحظہ ہو اعلام الموقعین عربی ج ۱ ص ۵

تو حضرت معاذؓ سے ہر حیثیت سے بڑھے ہوئے بزرگ موجود تھے ان میں سے کسی کی ہوتی اور اگر سچ مچ تھی ہی تو پھر اہل یمن پر ہی تھی یا اس وقت کے سب مسلمانوں پر یا اس وقت کے بعد کے بھی سب مسلمانوں پر یا اس وقت کے بعد کے اہل یمن، پر آخر کوئی چیز تو فیصلہ کن ارشاد فرمائے۔

۲۷- مولانا ذرا سوچ کر اور سنبھل کر اس کا جواب دیجئے کہ یہ تو آپ بھی مانتے ہیں اور اپنے رسالہ کے ص:۶ میں تحریر بھی فرماتے ہیں کہ ''حضرت معاذؓ خود رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے ہیں'' اور یہ بھی آپ مانتے ہیں کہ حضرت معاذ کا یہ جواب قیاسی نہیں، چنانچہ آپ اسی صفحہ میں لکھتے ہیں ''گویا یہ جواب قیاسی نہیں'' اب میں آپ کو بتلاؤں کہ جب حضرت معاذؓ کو خدا کے رسول ﷺ یمن کا والی و قاضی بنا کر بھیجتے ہیں تو ان کا امتحان لیتے ہیں دریافت فرماتے ہیں کہ ''کیف تقضی اذا عرض لک قضاء'' جب تیرے سامنے کوئی قصہ، جھگڑا مسئلہ آئے تو کیسے فیصلہ کرو گے؟ آپ جواب دیتے ہیں ''اقضی بکتاب اللہ'' میں کتاب اللہ قرآن کریم سے فیصلہ کروں گا اور مسئلے بتلاؤں گا، آپ پوچھتے ہیں ''فان لم تجد'' اگر تو کتاب اللہ میں نہ پائے تو! حضرت معاذؓ جواب دیتے ہیں ''فبسنة رسول اللہ ﷺ'' یعنی میں پھر سنت رسول اللہ ﷺ حدیث نبوی ﷺ سے فتوے اور فیصلے دوں گا۔(۱)

پس خود حضرت معاذؓ مامور تھے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ہی مسائل بتلائیں اور جو مسئلہ آپ سے دریافت کیا گیا آپ خود مانتے ہیں کہ اس کا جواب جناب معاذؓ نے قیاس سے نہیں دیا پھر جو بات خدا رسول کی ایک پوچھے دوسرا ابتلائے اس سے امام ابوحنیفہ کی تقلید کا ثبوت کیسے ہو گیا؟ غضب خدا کا، ایک غلط مسئلہ کی خاطر ایک صحیح طریق کو بدل رہے ہو؟

(۱) ترمذی ج ۱ صـ ۲۴۷ باب ماجاء عن رسول اللہ ﷺ فی القاضی ابوداؤد صـ ۵۰۵ باب اجتهاد الرای فی القضاء / مسند احمد ج۵ صـ ۲۳۶/ مشکوٰۃ صـ ۳۲۴

۲۸- حضرت معاذؓ خدا کے رسول ﷺ کے بھیجے ہوئے تھے حضرت ابوحنیفہ خدا کے رسول کے بھیجے ہوئے نہیں، حضرت معاذؓ کو ولایت وقضا کا عہدہ خدا کے پیغمبر نے دیا تھا حضرت ابوحنیفہ کو خدا کے پیغمبر نے نہ کہیں کا قاضی بنایا تھا نہ گورنر، فیصلہ کرنے کا، فتوے دینے کا منصب دار حضرت معاذؓ کو رسول ﷺ نے بنایا تھا، امام صاحب کو حضور ﷺ نے یہ منصب نہیں دیا تھا، کیا غضب ہے کہ جسے جو عہدہ اور منصب سرکار نبوت ﷺ سے عطا ہوا ہے تو اس عہدے اور منصب پر نہ مانا جائے، اور جسے یہ عہدہ اور منصب سرکار نبوت سے عطا شدہ نہ ہوا سے اس منصب پر مان لینا اور امیر معاذؓ کی منصب داری کو امام ابوحنیفہ کی منصب داری پر دلیل بنانا۔ یا لیت قومی یعلمون!

۲۹- اور سنئے! اس سے بھی آپ کی تقلید شخصی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ یہیں یمن ہی میں پیغمبر خدا ﷺ نے حضرت علیؓ کو بھی قاضی بنا کر بھیجا تھا۔(۱)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں "بعثنی رسول الله الی الیمن قاضیا"۔ یعنی مجھے خدا کے پیارے پیغمبر ﷺ نے قاضی بنا کر یمن کی جانب بھیجا تھا حکمران، بادشاہ اور گورنر کی حیثیت اور جو ان عہدوں سے سبکدوش ہو اس کی حیثیت ایک مان لینا یہ کہاں تک انصاف ہے؟

۳۰- یاد رہے جس قدر عمال زمانہ رسول میں ادھر ادھر بھیجے جاتے تھے ان کی اطاعت وہاں کے لوگوں پر ضروری ہوتی تھی لیکن مقید ہوتی تھی اور یہی مطلب ہے اس عام حدیث کا کہ "لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق" (۲) پس حضرت معاذؓ ہوں یا حضرت علی ہوں ان سب کی اطاعت بھی مقید بہ اطاعت رسول ﷺ تھی۔

---

(۱) ملاحظہ ہو ترمذی ج ۱ ص۔ ۲۴۸ کتاب الاحکام / ابوداؤد ج ۳ ص۔ ۵۰۴ باب کیف القضاء / ابن ماجه ج ۲ ص۔ ۷۷۴ کتاب الاحکام

(۲) شرح السنة بحوالہ مشکوٰۃ ۳۲۱ کتاب الامارة والقضاء

۳۱- تقلید نام ہے دوسرے کی بے سند بات کے مان لینے کا وغیرہ، جیسا کہ نمبر: ۷ کے جواب میں مفصل بیان ہوا، لیکن جبکہ وہ اپنی رائے سے کچھ بھی نہ کہے اور جو قرآن وحدیث بتلائے اسے مان لینے کا نام تقلید نہیں، جواب نمبر ۲۷ میں جو حدیث ہم نے فیصلہ امام یمن کی ترتیب کے متعلق نقل کی ہے اس کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ اگر تو سنت رسول اللہ ﷺ میں بھی نہ پائے تو؟ جواب دیا میں اجتہاد کروں گا اور صحیح بات تک پہنچ جانے کی زبردست سر توڑ کوشش کروں گا، اس سے معلوم ہوا کہ خود حضرت معاذؓ کو بھی یہ منصب نہ تھا کہ قرآن وحدیث میں جو مسائل ہوں وہ اپنے اجتہاد ورائے سے بیان فرمائیں، بلکہ انہیں تو لب ہلانے کی مجال بھی نہیں، اجتہاد ان مسائل میں ہے اور اس کے لئے ہے جو اپنے منصب کے لحاظ سے فیصلہ کرنے پر مجبور ہو اور کمی علم کی وجہ سے اس کے پاس اس وقت اس واقعہ پیش یا افتادہ کا کوئی جواب قرآن وحدیث سے نہ ہو تو وہ ایسے اضطرار کی حالت میں اپنے اجتہاد کو کام میں لاسکتا ہے، ورنہ اصل چیز کتاب وسنت ہے اور بس، جیسے اصل چیز حلال غذا سے بھوک پیاس دور کرنا ہے لیکن نہ پانے کی صورت میں حرام چیز وغیرہ سے بھی پیٹ پال لینا جائز ہے، اسی طرح رائے قیاس بمنزلہ خنزیر کے ہیں کہ بوقت نہ ملنے قرآن وحدیث کے ان سے کام چلا لیا، لیکن نہ وہ شرعی چیز نہ اس پر کامل اعتبار، اگر اس کے مخالف آیت یا حدیث مل گئی پھر اس پر تعامل رکھنا حرام۔ جیسے حلال چیز کے ملنے کے وقت بھی حرام کا کھانا، پس حضرت معاذؓ والی پوری حدیث جس کا ایک ٹکڑا آپ لئے ہوئے ہیں، اہل حدیث کی اصل معتمد ہے نہ کہ حنفیہ کی، جن کے مذہب کا دارومدار قیاس اور رائے پر ہے، جن کا مسلمہ مصدقہ اصول یہ ہے کہ ہر حنفی یوں کہے کہ اس مسئلہ کا حکم یہ ہے اس لئے کہ میرے امام کی رائے یہی ہے اور جو میرے امام کی رائے ہو میرے نزدیک وہی

حق اور دلیل ہے، جیسا کہ آپ نمبر ۲ کے جواب میں پڑھ آئے ہیں۔(۱)

۳۲- میں نے جواب نمبر ۳۰ کی حدیث میں اس کی اصولی دلیل پیش کردی ہے کہ ہر ایک عامل و حاکم، مفتی و قاضی کی اطاعت مقید بہ اطاعت رسول ہے، اس کی ایک اور دلیل بھی سن لیجئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ فرماتے ہیں تم لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کرو، فتوے دو، آپ اس منصب سے انکار کرتے ہیں خلیفۂ وقت فرماتے ہیں تمہارے والد بھی یہ کام کرتے تھے تم آج اس سے بھاگتے کیوں ہو؟ جواب ملتا ہے سنئے امیر المومنین! میرے والد پر کوئی مسئلہ مشکل پڑتا تو وہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کرتے تھے۔(۲) اس کا مطلب صاف ہے کہ یہ جملہ عہدے دار مامور تھے کہ جن مسائل میں اٹکیں ان کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ سے کرلیں۔ پس حضرت معاذؓ تو خود اس کے پابند تھے ان کی تقلید کا نہ حکم تھا نہ وہ شارع تھے نہ ان کے فرمان شرعی احکام کی حیثیت رکھتے تھے، نہ وہ اپنی طرف سے احکام جاری کرسکتے تھے۔

۳۳- نبی ﷺ کا ایک صحابی کو امیر اور والی بنا کر ایک لشکر کا حاکم و سردار مقرر کرکے بھیجنا، اور ان کا غصے کی حالت میں آگ میں جل جانے کا حکم دینا، اور صحابہ کا اس سے رکنا، پھر حضرت ﷺ کے پاس اس قصے کا پہنچنا، اور آپ کا یہ فرمانا کہ جو آگ

---

(۱) مصنف نے یہاں توضیح وتلویح کی اس عبارت کی جانب اشارہ کیا ہے "فاما المقلد فالدليل عنده قول المجتهد فاما المقلد يقول هذا الحكم واقع عندى لانه ادى اليه راى ابى حنيفة رحمه الله كل ما ادى اليه رايه فهو واقع عندى" یعنی مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہے مقلد یہی کہے کہ اس مسئلہ کا یہی حکم ہے اس لئے میرے امام ابوحنیفہ کی رائے یہی ہے اور جو میرے امام کی رائے ہو میرے نزدیک وہی صحیح ہے۔

(۲) ترمذی ج ۱ ص: ۳۴۷ باب ماجاء عن رسول الله ﷺ فی القاضی

میں گر پڑتے وہ آگ ہی میں رہتے، یہ حدیث (۱) بھی صاف دلیل ہے کہ حضرت معاذؓ وغیرہ والیان کی اطاعت بہ ماتحتی فرمان رسول ہے نہ کہ بالاستقلال۔

۳۴- مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے مریدو! ایمان ایمان سے بتلاؤ کہ آج اگر امام ابو حنیفہؒ زندہ ہوں، حضرت معاذؓ زندہ ہوں، حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ زندہ ہوں اور خود سرور رسولاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی حیات ہوں تو آپ کس کی مانیں گے؟ بس اسی جواب پر فیصلہ ہے۔ کون مسلمان ہے جو کہے کہ میں اس صورت میں بھی فلاں کی مانوں گا؟ پس اگر میرا جواب ٹھیک ہے تو میں کہتا ہوں آج وہ پانچوں نہیں ان کے ملفوظات افعال و اقوال کتابوں میں ہیں، تو بتلائیے! ہمیں آج کن کتابوں کی ماننی چاہیے؟ برادران! اتنی موٹی بات بھی آج سمجھانے کی ضرورت ہے؟ کہ خدا کے رسول ﷺ کی ماننا اپنے ذمے فرض جانو اور ان کی جگہ کسی اور کو نہ دو؟

۳۵- میں نے بہت سوچا لیکن ابھی تک مولانا اشرف علی صاحب کی یہ پالیسی سمجھ میں نہیں آئی کہ جب انہیں کسی سے سوال کرنے اور اس کے جواب دینے سے تقلید ثابت کرنی تھی تو آیت قرآنیہ (فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (۲)) کو چھوڑ کر حضرت معاذؓ کے اس واقعہ کو کیوں پیش کیا؟ آیت میں وہی

---

(۱) یہاں اشارہ اس حدیث کی جانب ہے

"عن علی قال بعث النبی ﷺ سریة وامر علیھم رجلا من الانصار وامرھم ان یطیعوہ فغضب علیھم وقال الیس قد امر النبی ﷺ ان تطیعونی قالوا بلیٰ قال عزمت علیکم لما جمعتم حطبا واوقدتم نارا ثم دخلتم فیھا فجمعوا حطباً فاوقدوا فلما ھموا بالدخول فقام ینظر بعضھم الی بعض فقال بعضھم انما تبعنا النبی ﷺ فراراً من النار أ فندخلھا فبینما ھم کذالک اذ خمدت النار وسکن غضبہ فذکر للنبی ﷺ فقال لو دخلوھا ماخرجوا منھا ابدا انما الطاعة فی المعروف". (بخاری ج۲ ص ۱۰۵۸ باب السمع والطاعة للامام مالم تکن معصیة)

(۲) سورة الانبیاء ۲۱/۷

چیز ہے جو حدیث معاذؓ میں ہے۔ میں تو یہ سمجھا ہوں کہ چونکہ یہ آیت مدتوں زیر بحث رہ کر اتنی صاف ہوگئی ہے کہ مقلدین نے اس سے ہاتھ اٹھا لئے ہیں، اس لئے حضرت معاذؓ والی حدیث کی آڑ لی گئی ہے کہ گو کچھ نہ ہو لیکن ایک نئی چیز تو سمجھی جائے گی، ظاہر بات ہے کہ سوال کرنے والے جناب معاذ کو عالم کتاب وسنت جان کر دریافت کرتے ہیں اور آپ مانتے ہیں کہ حضرت معاذؓ جواب بھی کتاب وسنت سے دیتے ہیں، پس کسی کا بوجہ لاعلمی کے کتاب وسنت کے عالم سے یہ سمجھ کر مسئلہ دریافت کرنا کہ اس کے پاس اس کا علم ہے اور یہ مجھے وہ بتا دے گا یہ سوال و جواب کہاں؟ اور کسی کا بارہ سو سال پہلے کے کسی ایک فوت شدہ شخص کی ذات اپنے سامنے رکھ کر یہ عقیدہ کر لینا کہ عمر بھر میں جو مسائل پیش آئیں گے، میں ان سب میں اس کے جو اقوال کوئی بتلائے گا مانوں گا۔ یہ کہاں؟ پس یہ فرق ہے محقق اور مقلد میں، کہ مقلد اپنے امام کے قول کا متلاشی ہوتا ہے اور محقق اپنے پیغمبر کے قول کی جستجو میں رہتا ہے، پس مولانا یقین مان لیں کہ جس طرح اس آیت سے انہیں دستبرداری کرنی پڑی اسی طرح اس حدیث سے بھی انہیں دست شوئی کرنی پڑے گی، وماذلك علی الله بعزیز

۳۶- آپ کی پیش کردہ اس حدیث میں ہے اور آپ بھی مانتے ہیں کہ حضرت معاذؓ رضی اللہ عنہ نے یہ فتویٰ اپنی رائے سے نہیں دیا تھا، اگر رائے سے غلط فتویٰ دیتے تو ان کے لئے بھی حضور ﷺ وہی فرماتے جو زخمی کو فتویٰ دینے والے کے لئے آپ نے فرمایا تھا کہ " قتلوه قاتلهم الله " یعنی خدا انہیں غارت کرے انھوں نے ایک مسلمان کی جان لی۔ واقعہ جو ہوا تھا وہ مجملاً یہ ہے کہ ایک صحابی جہاد میں زخمی ہوئے اور اسی زخم کی حالت میں وہ جنبی ہوگئے، کسی سے پوچھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اس نے فتویٰ دیا کہ نہائے بغیر چارہ نہیں، وہ نہائے، زخموں میں پانی سرایت کر گیا اور شہید ہوگئے، جب حضور ﷺ کو یہ اطلاع پہونچی تو آپ نے فرمایا خدا اس فتویٰ دینے والے کو غارت کرے اس کے اس فتویٰ سے ان کی موت

ہوئی آپ نے مفتی کی اس رائے پر اسے مجرم قرار دیا۔(۱)

پس مفتی جو حدیث وقرآن بتلائے اس کا ماننا بھی ضروری اور مفتی کو بھی ثواب۔ اور اگر وہ اپنی رائے وقیاس سے فتویٰ دے تو اس کا ماننا بھی ناجائز اور وہ مفتی بھی مجرم، پس دراصل یہ دلیل ہماری ہے نہ کہ آپ کی۔

۳۷- آپ کی پیش کردہ حدیث میں جو ہے وہی ہم آپ سے چاہتے ہیں کہ علماء سے علم دین کا سوال کرو یعنی قرآن وحدیث کا، اور پھر اس پر عمل کرو، اور جس کسی کی رائے، قیاس اس کے خلاف ہو اس کی طرف التفات بھی نہ کرو، نہ کہ علماء سے اپنے امام کے اقوال کو طلب کرو اور اقوال ائمہ کے خلاف جو کتاب وسنت ہو اس کی طرف التفات تک نہ کرو۔ کیا کمال ہے کہ نفی سے اثبات ثابت کرنا اور فساد سے صحت پر استدلال کرنا "الیس منکم رجل رشید"

۳۸- مان لیا کہ ان لوگوں نے حضرت معاذؓ کے بتلائے ہوئے اس مسئلہ کو مان لیا لیکن اس کا کیا ثبوت کہ عمر بھر جتنے مسائل کی ضرورت انہیں پیش آئی، ایک حضرت معاذؓ سے ہی دریافت کیے؟ اور ہمیشہ ہی مانتے چلے گئے؟ کیا اگر کوئی شخص ایک مسئلہ امام صاحب کا مان لے اور باقی مسائل اوروں کے مانے آپ کے نزدیک وہ امام صاحب کا مقلد ہے؟ کیا مزے کی سیر ہے کہ ایک شخص سے ایک مسئلہ پوچھا جاتا ہے اسے دلیل بنا کر دنیائے اسلام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ خبردار عمر بھر میں بجز امام ابوحنیفہؒ کے کسی دوسرے کی بات کو مانی تو غیر مقلد ہو جاؤ گے۔

۳۹- مولانا آپ کی وارد کردہ اس دلیل پر اور اس سے پہلے کی دلیل پر میں آپ کو متوجہ کر کے پوچھتا ہوں کہ باوجودیکہ بقول آپ کے حضرت ابوبکرؓ کی تقلید بھی بحکم رسول تھی، حضرت عمرؓ کی بھی تھی، حضرت معاذؓ کی بھی تھی، پھر کیا وجہ ہے کہ کوئی جماعت ان کی طرف منسوب نہ ہوئی، نہ کوئی فرقہ بندی ہوئی، نہ کوئی ابوبکری کہلوایا، نہ عمری، نہ معاذی، تو کم سے کم آپ اتنا ہی کیجئے کہ نسبتوں کی چاردیواری کو

(۱) ابوداؤد ج ۱ ص ۶۳ باب فی المجروح یتیمم

اٹھا دیجئے، آج سے یہی اعلان کر دیجئے کہ کوئی مسلمان حنفی شافعی مالکی حنبلی نہ کہلوائے۔ اگر آپ اپنی زندگی میں یہی کر جائیں تو یہ ہم مسلمانوں پر احسان ہوگا۔

آہ! اس نسبت نے ایک کے چار کر دیئے ہیں، اسی نسبت نے مسلمانوں میں نفرت پیدا کر دی ہے، اسی نسبت نے دنیا کو یقین دلایا کہ مسلمان ایک نہیں، اسی نسبت نے نبی کا نام امتیوں سے چھین لیا ہے، اسی نسبت نے اپنے اپنے امام کی بیجا حمایت اور تعصب وضد پر لوگوں کو آمادہ کر دیا ہے۔ اسی نسبت نے خانہ کعبہ کو چار سو سال سے چار ٹکڑوں میں تقسیم کر رکھا تھا اللہ بھلا کرے سلطان اسلام حضرت سلطان ابن سعود رحمہ اللہ کا کہ انھوں نے خانہ کعبہ کو پھر سے بندگان خدا کے لئے عام کر دیا، اسی نسبت نے ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں چھڑوائیں، اسی نسبت نے الگ الگ مساجد بنوائیں، اسی نسبت نے اپنے امام کے فضائل کی حدیثیں گھڑوائیں، اسی نسبت نے بیٹی روٹی الگ کر دی، اسی نسبت نے دوسرے ائمہ کی ہتک کی باتیں لکھوائیں، اسی نسبت نے چار مذاہب قائم کئے، اسی نسبت نے ہر مذہب کی الگ فقہ بنوائی، اسی نسـ ـ ایک دوسرے کی تردید میں پوتھے تیار کر دیئے، اسی نسبت نے حمایت مذہب خاص کا ملکہ عوام میں پیدا کیا، اسی نسبت نے مسلمانوں میں سر پھٹول کرائی، اسی نسبت نے مسلمانوں کے تخت وتاج غارت کر ائے، اسی نسبت نے مسلمانوں کے دل محبت حدیث قرآن سے خالی کر دیئے، اسی نسبت نے نسبت محمدی کو اٹھا دیا، اسی نسبت نے خرمن تحقیق پر بجلیاں گرائیں، اسی نسبت نے مسلمانوں میں یہ زہریلی اسپرٹ پیدا کر دی کہ ایک حنفی دوسرے حنفی کو تو اپنا ہم مذہب جانتا ہے لیکن دوسرے مسلمان کو جو اس نسبت میں نہ ہو اپنا ہم مذہب نہیں جانتا، مولانا اٹھئے آپ کو خدا کی قسم اٹھئے! ہمت باندھئے اور جیسے کہ بقول آپ کے زمانہ صحابہ میں بھی تقلید تھی تاہم کوئی کسی کی طرف منسوب نہ تھا، آج آپ بھی اپنی جماعت سے نسبت کی وبا کو تو دفع کیجئے، مولانا یقین مانئے کہ اس طاعون کے دور ہوتے ہی مسلمان اپنے ایمان واسلام کو حقیقی تندرستی کی حالت میں پانے لگیں گے، پھر تو کچھ سکنڈ بھی تقلید اپنا وجود باقی نہیں رکھ سکتی۔

۴۰- زیادہ سے زیادہ اس دلیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل یمن نے حضرت معاذؓ کی مان لی، لیکن اہل یمن کا یہ فعل ہم پر حجت ہونے کی کیا دلیل؟ ہم جب کہ تقلید کے قائل نہیں، پھر تقلید سے تقلید کا ثبوت دینا یہ اقسام دلیل کی کون سی قسم ہے؟ اس سے تو یہی اچھا تھا کہ آپ فرما دیتے چونکہ ہم تقلید کرتے ہیں لہذا یہ دلیل ہے تقلید کی صحت پر، پس تم بھی تقلید کرو، بھائی ہم تو چاہتے ہیں کہ ہمیں تقلید شخصی اصطلاحی موجودہ مروجہ پر کوئی دلیل قرآن حدیث سے دو، اگر اہل یمن نے تقلید معاذؓ کی تو فعل اہل یمن ہمارے لئے دلیل نہیں؟

۴۱- اگر حضرت معاذؓ کو حضور ﷺ کا امیر بنا کر بھیجنا اور لوگوں کا ان سے مسائل پوچھنا ان کی تقلید پر دلیل ہوسکتا ہے تو سنئے صحابہ کرام کا طریقہ تھا کہ جس وقت وہ آتے اور حضور ﷺ نماز میں ہوتے تو جتنی رکعتیں جماعت کی ہو چکی ہوتیں صحابہؓ انہیں پہلے ادا کر لیتے پھر حضور ﷺ کے ساتھ مل جاتے، ایک مرتبہ ایسا ہی اتفاق حضرت معاذؓ کو پڑا تو آپ نے اپنی فوت شدہ نماز ادا نہ کی بلکہ جس حالت میں حضور ﷺ کو پایا اس میں آپ کی اقتدا کی اور جب حضور ﷺ نے سلام پھیر دیا تو آپ نے اپنی فوت شدہ نماز ادا کی حضور ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا معاذؓ نے یہ طریقہ تو تمہارے لئے بہت اچھا نکالا تم بھی یونہی کرو۔ او کما قال ملاحظہ ہو ابو داؤد وغیرہ (۱)

پس یہاں خود حضور ﷺ نے اور جملہ صحابہ نے طریقہ معاذؓ کی پیروی کی ،تو آپ یمنی حدیث کو چھوڑ کر مدنی حدیث کو لے کر صاف صاف یونہی کیوں نہ کہہ دیں؟ کہ خود رسول اللہ ﷺ بھی حضرت معاذؓ کے مقلد تھے اور تقلید خود فعل نبوی

(۱) "(قال النبی ﷺ ان معاذ اقد سن لکم سنة فکذلک فافعلوا فی شان الصلوة حیث اخر فصلی ما فاته مع الامام بعد الفراغ وکانوا یصلون ما فاتهم اولا ثم یدخلون مع الامام)

مسند احمد ج۵ صـ ۲۳۳ /۲۴۶/ اعلام الموقعین عربی ج ا صـ ۲۲۰

سے ثابت ہے۔ مولانا! بات یہ ہے کہ نہ نبی ﷺ مقلد تھے نہ اہل یمن مقلد تھے، نہ تقلید معاذؓ یمن میں جاری تھی، نہ مدینے میں یمن والوں نے حضرت معاذؓ کی اسی لئے مانی کہ جوانہوں نے بتایا وہ قرآن میں موجود تھا، مدینے والوں نے اور خود خدا کے رسول ﷺ نے بھی آپ کی اسی لئے مان لی کہ جو آپ نے بتلایا وہ وحی خدا سے ٹھیک ملتا جلتا تھا، جس طرح حضرت عمرؓ کے بہت سے فرامین وحی خدا سے موافقت کر گئے تھے، اور جس طرح حضرت زید بن عبداللہؓ کا خوابِ اذان مطابقِ منشاءِ خداوندی تھا، پس دراصل تقلید کا کوئی کل پرزہ اس روایت سے نہیں بن سکتا، گو آپ کچھ ہی اور کتنی ہی کوشش کرلیں۔ کسراب بقیعة یحسبه الظمآن ماء

۴۲- یاد رکھئے اگر تمام واقعات وحقائق سے چشم پوشی بھی کر لی جائے اور تقلید معاذؓ کو ثابت بھی مان لیا جائے تو بھی کسی طرح تقلیدِ حضرت معاذؓ تقلیدِ حضرت ابوحنیفہؒ کی سند نہیں بن سکتی، اگر فی الواقع بن سکتی ہے تو فرمایئے اس تقلیدِ معاذؓ سے کوئی صاحب تقلید پیرانِ پیر کا اثبات کرے یا تقلید بخاری کو ثابت مانے یا تقلیدِ احمد رضا بریلوی کا اثبات کرے (کیونکہ وہ بھی ان کے مریدوں کے نزدیک مجدد تھے) تو کیا ان کی بات ثابت مانی جائے گی؟ اور تقلید حضرت معاذؓ کا ثبوت تقلید احمد رضا کے لئے کافی ہوگا؟ یا آپ حضرات میں سے کسی کی تقلید اس سے ثابت ہوگی؟

۴۳- سنئے! جتنا فرق احمد رضا اور امام ابوحنیفہؒ میں ہے اتنا ہی بلکہ اس سے سیکڑوں حصے زیادہ امام صاحب اور حضرت معاذؓ میں ہے، حضرت معاذؓ صحابی ہیں، حضرت معاذؓ انصاری ہیں، حضرت معاذؓ جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں جن مجاہدین کی نسبت خدا نے مغفرت کا سارٹیفکٹ نازل فرمایا ہے، حضرت معاذؓ خدا کے رسول کی طرف سے یمن کے حاکم اور قاضی بنائے گئے تھے، حضرت معاذؓ وہ ہیں کہ جب انہیں حضور ﷺ یمن بھیجتے ہیں تو دعا کرتے ہیں کہ اللہ تیرے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے اوپر سے اور نیچے سے تیری حفاظت

کرے، اور تمام انسانوں اور کل جنات کے شر سے تجھے نجات دے، (۱) حضرت معاذؓ وہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان سے فرماتے ہیں کہ اے معاذؓ تو میرا محبوب ہے (۲) حضرت معاذؓ حافظ قرآن تھے، حضرت معاذؓ سے قرآن سیکھنے کا حکم خود رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کو دیتے ہیں (۳) حضرت معاذؓ کو صحابہ کرامؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے تشبیہ دیتے تھے، وہ امام الفقہاء تھے، (۴) وہ کنز العلماء تھے، حضرت عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابن عدیؓ حضرت ابن ابی اوفی الاشعریؓ، حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ، حضرت جابرؓ اور حضرت ابو قتادہؓ جیسے جلیل القدر صحابہ ان کے شاگرد تھے حضرت معاذؓ مستجاب الدعوات تھے، حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت معاذؓ جیسی اولاد سے عورتیں مایوس ہیں، فرمایا کرتے تھے کہ اگر معاذؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہوجاتے، (۵) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سب سے زیادہ حلال حرام کے عالم

---

(۱) الفاظ یہ ہیں "حفظک الله من بین یدیک ومن خلفک وعن یمینک وعن شمالک ومن فوقک ومن تحتک ووراء عنک وشرورا لانس والجن
(سیر انصار)

(۲) مسند احمد ج۵ ص ۲۴۷

(۳) آپ ﷺ نے فرمایا ہے "خذوا القرآن من اربعة عن ابن مسعود وابی ومعاذ بن جبل وسالم مولی ابی حذیفة" بخاری ج ۲ ص ۷۴۸ باب القراء من اصحاب النبی ﷺ وج ۱ ص ۵۳۱ باب مناقب سالم ومناقب عبدالله بن مسعود وص ۵۳۷ باب مناقب معاذ ومناقب ابی بن کعب
مسلم ج ۲ ص ۲۹۳ باب فضائل عبدالله /مسلم میں اقراء وا القرآن من اربعة اور استقرء وا القرآن کے بھی الفاظ ہیں / ترمذی ج ۲ ص ۲۲۱ حلیة الاولیاء لابی نعیم ج ۱ ص ۲۲۹

(۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقام جابیہ میں خطبہ دیا کہا "من اراد الفقه فلیات معاذ بن جبل" (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۲۷۱ - ۲۷۲ - فتح الباری ج ۷ ص ۱۲۹)

(۵) الفاظ یہ ہیں "لولا معاذ لهلک عمر ، عجزت النساء ان یلدن مثل معاذ" (کنز العمال ، مصنف عبد الرزاق ، بیهقی فی دلائل النبوة /بحواله سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۴۵۲)

حضرت معاذؓ ہیں،(۱) آپ فرماتے ہیں حضرت معاذؓ قیامت کے دن لوگوں کے امام اور پیشوا بن کر آئیں گے، یمن بھیجتے ہوئے یمنیوں سے فرمایا جاتا ہے کہ میں نے اپنے اہل میں سے سب سے بہترین آدمی تمہاری طرف بھیجا ہے، یہ اور ان کے سوا بہت سے مناقب ان کے ہیں(۲) پس ان میں اور امام صاحب میں کیا برابری؟ بالفرض ان کی تقلید ثابت بھی ہو جائے تو وہ امام صاحب کی تقلید کی دلیل نہیں ہو سکتی، اگر آپ اسے امام صاحب کی تقلید کی دلیل آج بنالیں گے تو کل کوئی آکر اسے احمد رضا خاں بریلوی کی تقلید کی دلیل بھی بنا سکتا ہے، اور پرسوں آپ کے مرید آپ کی تقلید کی دلیل بھی اسے بنا سکتے ہیں، پس اس فرق کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی آپ کی دلیل محض بے جان ہو جاتی ہے، کہاں حضرت معاذؓ اور کہاں حضرت ابو حنیفہؒ؟ هل يستويان مثلاً

۴۴- یہ تو یقینی بات ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ علامہ تھے، مجتہد تھے اور یمن کے قاضی اور حاکم تھے، مولانا اشرف علی صاحب نے ان کے ایک فتوے کو نقل کر کے اس سے اپنی تقلید شخصی ثابت کرنے کی تکلیف خدا جانے کس مصلحت پر اٹھائی ہے؟ ورنہ آج تک ان سے پہلے کے علماء اسی چیز کو اسی تقریر سے آیت ﴿واولی الامر منکم﴾ (۳) سے ثابت کرتے رہے شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ آیت بھی زیر بحث مدتوں رہ چکی اور وہ وہ جوابات اس کے ہوئے کہ مولانا نے اب اسے پیش کرنا بے سود سمجھا، ورنہ ظاہر بات ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ذی علم

(۱) الفاظ یہ ہیں "اعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل" /ترمذی ج۲ باب مناقب معاذ بن جبل وزید بن ثابت ....../ مسند احمد ج۳ صـ ۱۸۴ صـ ۲۸۱ / ابن سعد ۳/ ۱۲۲ / حلية الاولياء لابی نعيم ۱/۲۲۸

(۲) معاذ بن جبل کے فضائل کے لئے دیکھئے۔ سیر اعلام النبلاء۔ مسند احمد و سیر انصار وغیرہ

(۳) آیۃ اولی الامر سے مراد یہ آیت ہے "یاایها الذين آمنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولی الامر منكم فان تنازعتم فی شیء فردوه الى الله والرسول ان كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر ذلك خير واحسن تاويلا (النساء ۴/۵۹)

ہونے کی حیثیت سے اور فرماں روا ہونے کی حیثیت سے یقیناً اولو الامر میں داخل تھے لیکن خدائے تعالیٰ نے اولوالامر کی مستقل اطاعت کا حکم ہی نہیں فرمایا، خود اسی آیت کے آخر میں فرمادیا ﴿فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذالک خیر واحسن تأویلا﴾ (۱)

جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہو یا کسی معاملے میں نزاع ہو تو اب اولوالامر کا فیصلہ کوئی وقعت نہیں رکھتا تو اس وقت شرط ایمان یہی ہے کہ اسے قرآن وحدیث سے فیصل کیا جائے، پس ائمہ کرام کے درمیان جو مسائل مختلف فیہ ہیں ان کا فیصلہ صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ہونا چاہئے، اور یہ دلیل بھی تقلید کو توڑنے والی ہے نہ کہ جوڑنے والی، پس اس آیت سے بہت ہی کم درجے کی دلیل کو تقلید کے اثبات میں پیش کرنا ہی گویا دبی زبان سے تقلید پر کسی دلیل کے نہ ہونے کا اعتراف کرنا ہے، کیونکہ اختلافی مسائل کو نہ تو ہم کسی کی رائے سے فیصل کر سکتے ہیں نہ کسی کے خواب سے، نہ کسی کے کشف سے، نہ کسی کے الہام سے، نہ کسی کی عقل سے، نہ کسی کے استحسان سے، نہ فقہ سے نہ رسم ورواج سے، نہ آبائی طریق سے، بلکہ شرط ایمان یہ ہے کہ ان مسائل کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ سے فیصل کیا جائے۔

۴۵- یہی حضرت معاذؓ ہیں جو عموماً فرمایا کرتے تھے احذر کم زیغة الحکیم فان الشیطان قد یقول الضلالة علیٰ لسان الحکیم وقد یقول المنافق کلمة الحق.(۲)

لوگو! فقہاء کی غلطیوں سے میں تمہیں الگ رکھنا چاہتا ہوں، ان کی زبان پر چڑھ کر شیطان گمراہی کی باتیں کہلوا دیتا ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ کبھی منافق شخص کی زبان سے کوئی حق کلمہ نکل جائے، پس کامل الایمان اور پورے علم والا غلطی کر جاتا ہے اور ناقص علم والا اور بے دین شخص حق بات بتادیا کرتا ہے، نہ تو کسی فقیہ،

(۱) النساء ۵۹/۴
(۲) اعلام الموقعین ج ۱ ص ۲۱۶

عالم، مجتہد کی ہر بات ٹھیک اور مطابق شرع ہوتی ہے، نہ کسی ادنیٰ آدمی کی ہر بات غلط اور خلاف شرع ہوتی ہے، حق والے کی بات میں ناحق کا اور ناحق والے کی بات میں حق کا احتمال ہے، پس اس قول معاذؓ سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ تقلید کرنا اپنے تئیں ضلالت میں ڈالنا ہے۔

۴۶- نہ حضرت معاذؓ کی ایسی سرداری تھی نہ وہ شان تھی جو حضرت عمرؓ کی تھی، اس پر بھی ان کی خلافت کے زمانے میں صحابہ ان کے فتوؤں کے خلاف فتوے دیتے تھے، سنن میں موجود ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ حج میں تمتع کرنے کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں تو ان سے حضرت ابراہیم فرماتے ہیں اپنے ان فتوؤں میں ذرا احتیاط کرو، امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسکے برخلاف فتوی دے رکھا ہے آپ جاتے ہیں امیر المومنین سے ملتے ہیں اور خود انہیں قائل کرتے ہیں۔(۱)

لیکن ان کی مخالفت سن کر نہ اپنے خیال سے ہٹتے ہیں نہ اپنے فتویٰ کو غلط کہتے ہیں نہ ان کی تقلید کرتے ہیں نہ خود امیر المومنین اسے برا مانتے ہیں نہ انہیں روکتے ہیں، پس اس پاکیزہ زمانے میں نہ مقلد تھے، نہ تقلید تھی، نہ کوئی اپنے تئیں تقلید کرانے کے لئے پیش کرتا تھا، نہ کوئی کسی کی تقلید کرنے کے لئے سامنے آتا تھا۔

۴۷- مولانا! کوئی شخص قرآن وحدیث بتلائے اس کے مان لینے میں تو کوئی کلام ہی نہیں اس میں اہل فقہ اور اہل حدیث متفق ہیں ہاں اختلاف ہے تو شخصی رائے قیاس کے ماننے میں ہے، مقلدین اس کے عشق میں مبتلا ہیں اور اہل حدیث اس کو جڑ سے اکھیڑنا چاہتے ہیں اور وہ صاف کہتے ہیں علی الاعلان کہتے ہیں کہ رائے دین اللہ میں کوئی چیز نہیں خدائے تعالیٰ نے آیت ﴿**الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا**﴾(۲) میں صاف فرمایا ہے کہ دین اسلام کامل ہو چکا ہے پس اگر رائے کو دین میں داخل سمجھا جائے تو

(۱) سنن ابن ماجه ج۲ باب التمتع والحج ج۲ ص۹۹۲
(۲) المائدہ ۳/۵

اس کے صاف معنی یہ ہونگے کہ دین خدا کامل نہیں ہوا تھا اور یہ آیت اتر آئی، اور اگر دین خدا میں داخل نہ سمجھا جائے تو جو چیز دین میں داخل ہی نہ ہو اس چیز کی حجت کے لئے بحث محض بے سود اور بالکل لا حاصل ہے۔ پس حضرت معاذؓ کا ایک مسئلہ قرآن حدیث سے بتانا اور دوسروں کا مان لینا امام صاحب کے قیاسات ورائے کے ہمیشہ کے لئے ہر مسئلے میں مانتے رہنے کی حجت نہیں ہوسکتا۔

۴۸- برادران! اللہ تعالیٰ نے مومن بندوں کو فرمادیا ہے ﴿ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبین والصدیقین والشہدآء والصالحین وحسن اولئک رفیقا﴾(۱)

یعنی جولوگ خدا کی اور رسول کی اطاعت کریں وہ نبیوں، صدیقین، شہداء، اور صالحین کے ساتھ ہوں گے جو بہترین رفیق ہیں، لیکن سارے قرآن میں حضرت معاذؓ حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عمرؓ کی بابت کہیں ایسا پیارا اور بااحترام وعدہ نہیں۔ پس آپ سے اپیل ہے کہ اتباع سنت اور اطاعت خدا کو ایمان اور ذریعۂ نجات سمجھو نہ کہ کسی کی تقلید کو۔

۴۹- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کی تقلید کا مولانا نے دلیل اول میں اثبات کیا ہے فرماتے ہیں

"العلم ثلاثة اشیاء کتاب ناطق وسنة ماضیة ولا ادری "(۲)

یعنی تین چیزیں علم ہیں قرآن۔ حدیث۔ اور یہ کہنا کہ میں نہیں جانتا ہوں، پس معلوم ہوا کہ تقلید علم میں داخل نہیں اور جہالت ممنوع و مذموم ہے، جناب فاروقؓ تقلید کو جو ان کے سوا ہے جہالت میں داخل فرماتے ہیں۔ امید کہ اس اثر کے ہوتے ہوئے ہمارے بھائی جہالت کو علم پر یعنی تقلید کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی اتباع پر ترجیح نہ دیں گے

(۱) النساء ۴/۶۹

(۲) اعلام الموقعین عربی ج ۱ ص ۲۰۱

۵۰- حضرت صدیقؓ و فاروقؓ کو جبکہ بعض مسائل نہ پہنچے اور بہت سی حدیثوں سے بے خبری رہی، اور بعض خلاف حدیث فتاوے ان سے سرزد ہوئے، جیسے کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ جناب معاذؓ ان سے معصوم محض ہوں اور ان سے کوئی امر دین اور کوئی حدیث رسول مخفی نہ رہی ہو، پس اس صورت میں بھی وہ قابل تقلید نہیں رہتے۔

خاتمہ: مولوی اشرف علی صاحب کی اس دوسری دلیل کے پچاس جوابات دے کر اب ہم آگے بڑھتے ہیں کہ کہیں زیادہ طوالت ناظرین کرام کی پریشانی کا باعث نہ ہو، اب آپ کی وارد کردہ ثبوت تقلید کی آخری تیسری دلیل مع اس کے جوابات ملاحظہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کی رہنمائی کرے۔

مولانا اشرف علی صاحب کا دل جانتا ہے کہ تقلید شخصی پر کوئی حقیقی دلیل قرآن حدیث سے نہیں، چنانچہ وہ خود اپنی اسی کتاب کے ص: ۲۰ پر اس بات کا اقرار اپنی زبانی ان الفاظ میں کرتے ہیں ''تقلید کے وجوب کیلئے نص پیش کرنے کی حاجت نہیں''

مولانا کے ان الفاظ کا مطلب بہت واضح ہے کہ تقلید شخصی کے وجوب کے لئے نہ تو نص ہے نہ وہ پیش کر سکتے ہیں، جب کہ کوئی چیز نص یعنی قرآن وحدیث سے صاف طور پر ثابت ہی نہ ہو پھر اسے ثابت ماننا اور اس کے وجوب کے قائل ہونا، خدا کے دین میں اصلاح دینے بیٹھنا نہیں تو اور کیا ہے؟ بہرصورت مولانا اس بات کو مانتے ہیں اور اپنی اس کمزوری کے قائل ہیں کہ نص قرآن وحدیث سے تقلید شخصی کا وجوب ثابت نہیں، اب اسے مانتے اور جانتے ہوئے جن نصوص کو آپ نے پیش کی ہیں وہ کہاں تک مفید مدعا ہوں گی اور کہاں تک دیانت کے ساتھ ہونگی؟ اسے ہر شخص سمجھ سکتا ہے، جب قرآن وحدیث سے وجوب تقلید شخصی صاف طور پر ثابت نہ ہو پھر وجوب تقلید شخصی کے لئے مخالف کے سامنے حدیثیں پیش کرنا اپنی کمزوری کا بآواز بلند اعتراف کرنا ہے۔ پہلے کی جو دو دلیلیں تھیں انہیں ناظرین

دیکھ چکے کہ فی الواقع انہیں تقلید شخصی سے دور کا بھی سروکار نہیں، چہ جائیکہ اس کے وجوب سے تعلق ہوا۔ اب تیسری دلیل کی جو ان سے بھی بیحد کمزور ہے حقیقت ملاحظہ ہو۔

تھانوی صاحب کی اثبات تقلید کی تیسری دلیل

تیسری دلیل آپ نے یہ دی ہے کہ حضرت ابوموسیٰؓ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا۔ پھر وہی مسئلہ حضرت ابن مسعودؓ سے پوچھا گیا تو آپ نے حضرت ابوموسیٰؓ کے فتوے کے خلاف فتویٰ دیا۔ جب اس کی خبر حضرت ابوموسیٰؓ کو دی گئی تو آپ نے فرمایا جب تک یہ عالم متبحر تم میں موجود ہیں مجھ سے کچھ مت پوچھا کرو۔(۱)

۱- مولانا! نہ تو یہ حدیث ہے نہ قرآن اور آپ دلیل دینے بیٹھے ہیں حدیثوں سے، پھر عوام کو مغالطہ دینے کی یہ کوشش کیا بار آور ہو سکتی ہے؟ ہر صحابی کی ہر بات کا مستقل حجت شرعی نہ ہونا متفق علیہ مسئلہ ہے، پھر صحابی کی ایک بات کو لے کر اس کا غلط مطلب بیان کر کے، اس سے بے جا استدلال کر کے اپنے کھوٹے کو کھرا کہنا کس طرح عقلمندوں کے نزدیک قابل قبول ہوگا؟ ہم تو صحابی کی تقلید کے قائل نہیں اور اگر آپ اس روایت سے تقلید صحابہؓ کے قائل ہو گئے ہیں تو ہمارا چیلنج ہے کہ تقلید صحابہ کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ صحابہ میں بھی آپس میں اختلاف تھا۔ مولوی صاحب اور ان کے ہم مذہب صحابہؓ کی تقلید کو چونکہ اماموں کی تقلید کی دلیل بتلاتے ہیں اس لئے ہم یہاں اس کی وضاحت کر دیتے ہیں تاکہ کوئی اس مغالطہ میں نہ پھنس جائے۔

اے صحابہ کی تقلید کرنے کا حکم اس حدیث سے سمجھنے والو! خدا کی قسم تم تقلید کر ہی نہیں سکتے۔ بتاؤ صحابہ میں وہ بھی ہیں جو دادا کو بھائیوں کے ساتھ ورثہ دلواتے ہیں اور وہ بھی جو نہیں دلواتے۔ اور صحابہ کی تقلید کا حکم ہے اب کس کی مانو گے؟ اور

(۱) صحیح بخاری ج ۲ صـ ۹۹۷ باب میراث ابنة مع ابنة

کس کی لوٹاؤ گے؟ کوئی کہتا ہے حرام کر لینا قسم ہے۔ کوئی کہتا ہے طلاق ہے کس کی تقلید کرو گے؟ اور کس کا خلاف کرو گے کس کی بات چھوڑو گے؟ کوئی کہتا ہے کہ دو بہنوں کو ایک ساتھ لونڈی بنانا حرام ہے، کوئی کہتا ہے حرام نہیں، بتاؤ تقلید ان کی کیسے کرو گے؟ اولوں کا کھانا روزے کی حالت میں کسی کے نزدیک جائز، کسی کے نزدیک حرام، تم تقلید کیسے کرو گے؟ کیونکہ بقول تمہارے صحابہؓ کی تقلید کا حکم ہے، پھر ان کے خلاف کے وقت دونوں جماعتوں کی ایک ساتھ تقلید فرض رہی، اس پر عمل کرو گے کیسے؟ عقلمندی کی باتیں کرو مجنونانہ بڑ سے کام نہ لو۔ ان صحابہ میں وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ جس عورت کا خاوند مر جائے اور وہ حاملہ ہو تو اگر چار ماہ دس دن سے پہلے بچہ ہو جائے تو بھی عدت میں بیٹھی رہے اور چار ماہ دس دن عدت پوری کرے اور اگر چار ماہ دس دن گزر جائیں اور بچہ نہ ہو تو جب تک بچہ نہ ہو عدت گزارے۔ ان میں وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ خاوند کی موت کے ایک دن بعد بلکہ ایک ساعت بعد بھی بچہ ہو گیا تو عدت سے نکل گئی، کہو تو دونوں کی تقلید ایک ساتھ کرو گے کیسے؟ کوئی کہتا ہے کہ احرام والے نے اگر احرام سے پہلے خوشبو لگائی ہے تو وہ لگائے رہے۔ کوئی کہتا ہے اسے صاف کر کے احرام باندھے، یہ حلال مانتا ہے وہ حرام مانتا ہے۔ کیسے تقلید کرو گے؟ صحابی یہ بھی ہے وہ بھی ہے تمہارے قول کے مطابق ہر صحابی کی تقلید واجب ہے اس وجوب پر ذرا عمل تو کر کے دکھاؤ۔ کوئی کہتا ہے ایک درہم کو دو درہم کے بدلے بیچنا حرام، کوئی کہتا ہے حلال، پھر تم پر واجب ہے اس کی تقلید بھی جو کہتا ہے کہ عضو کے ڈھیلا پڑ جانے پر گو انزال نہ ہو غسل فرض اور اس کی تقلید بھی جو کہتا ہے فرض نہیں۔ اس کی تقلید بھی جو بڑے آدمی کی رضاعت کو بھی موجب حرمت بتلاتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو اسے موجب حرمت نہیں بتلاتا، اس کی تقلید بھی جو ذوی الارحام رشتے داروں کو وارث ٹھہراتا ہے اور اسکی تقلید بھی جو انہیں وارث نہیں ٹھہراتا۔ اس کی تقلید بھی جو جنبی شخص کو تیمم سے منع کرتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو تیمم کو واجب بتلاتا ہے، اس کی تقلید بھی جو تین

طلاقوں کو ایک جانتا ہے اور اس کی بھی جو تین کو تین گنتا ہے۔ اس کی تقلید بھی جو حج کو عمرے کی طرف فسخ کرنا واجب کرتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو اس سے منع کرتا ہے، اس کی تقلید بھی جو گھریلو پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کہتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو اسے حلال جانتا ہے۔ اس کی تقلید بھی جو ذکر کو چھو لینے سے وضو ٹوٹا مانتا ہے، اور اس کی تقلید بھی جو اسے نہیں مانتا۔ اسکی تقلید بھی جو لونڈی کے بیچ ڈالنے کو طلاق مانتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو اسے طلاق نہیں مانتا۔ اس کی تقلید بھی جو ایلا کرنے والے کو کھڑا کرنا مانتا ہے اور جو اسے نہیں مانتا۔ اور بھی بہت سے مسائل اس قسم کے ہیں جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اختلاف کیا ہے۔ (۱)

اچھا اس حدیث کو مان کر کم سے کم اتنا تو کر لو کہ ایک قول کے مقابلے پر دوسرا قول بطور حجت کے پیش نہ کیا کرو۔ ایک مذہب کے مقابلے میں دوسرا نہ رکھا کرو بلکہ ہر شخص کو کم از کم یہ اختیار ہی دیدو کہ ان میں سے جس کا قول جس مسئلے میں چاہے لے لے لیکن تمہارا تو یہ حال ہے کہ تمہارے اپنے مدون مذہب کے خلاف جہاں کسی نے کسی صحابی کا قول پیش بھی کیا کہ تم چیچڑیوں کی طرح اسے چمٹ گئے اور لگے اس کا خون پینے، جب تم اتنی کم سے کم بات پر بھی اس حدیث کے عامل نہیں ہو تو کیا ہمیں حق نہیں کہ ہم علی الاعلان کہیں صاف صاف کہیں واقعہ کے مطابق کہیں اور بالکل سچ کہیں کہ اس حدیث کے پہلے اور پکے منکر تم ہو بلکہ اس کے مخالف اور اس کی ضد میں تم ہو۔ بتاؤ تم اس داغ کو کیسے دھو سکتے ہو؟ اور اس اعتراض کو کیونکر دفع کر سکتے ہو۔ ایک اور جواب اس کا یہ ہے کہ ان کی اتباع قرآن وحدیث ہی کی اتباع کا نام ہے۔ یہ سب ان ہی دو چیزوں کی دعوت دنیائے اسلام کو دیتے رہے۔ ان کی اقتدا کرنے والے پر تو تقلید حرام ہے وہ تو دلیل یعنی کتاب و سنت سے ہی حکم احکام جاری کرے گا۔ یہی دستور ان تمام بزرگوں کا رہا، اللہ ان

---

(۱) صحابہ رضی اللہ عنہم کے آپس کے مختلف فیہ مسائل جاننے کے لئے ملاحظہ فرمائیں (اعلام الموقعین عربی ج ۱ ص ۲۳۶ / اردو ج ۱ ۴۸۲

سے خوش رہے اور راضی ہو۔ پس دراصل یہ حدیث بھی ہماری دلیل ہے اور تمہاری تقلید کی گرد جھاڑتی ہے نہ کہ وہ تمہاری دلیل بن جائے۔

۲- حضرت ابوموسیٰ اس واقعہ سے پہلے بھی حضرت ابن مسعودؓ سے واقف تھے پھر بھی اس مسئلہ کا جواب آپ نے دیا۔ اگر وہ ابن مسعودؓ کے سوا دوسرے کسی کو فتویٰ دینے کا حقدار نہ جانتے ہوتے تو خود ہرگز فتویٰ نہ دیتے۔ پس حضرت ابوموسیٰ کا یہ فتویٰ دینا خود دلیل ہے تقلید نہ کرنے کی، اور حضرت ابن مسعودؓ کے مقلد نہ ہونے کی

۳- کس قدر ستم ہے کہ تحقیق کی ایک کھلی دلیل کو تقلید کی دلیل بتلائی جاتی ہے، خیال فرمایئے کہ ایک جلیل القدر صحابی سے مسئلہ پوچھا جاتا ہے اس کا جواب سن کر پھر دوسرے صحابی سے مزید تحقیق کی جاتی ہے پھر ان کا فتویٰ دوسرے مفتی کے سامنے پیش کیا جاتا ہے وہ اس کی تائید کرتا ہے۔ اب سائل کو تشفی ہوتی ہے۔ اس واقعہ کو جو تقلید شخصی کی جڑیں کھود رہا ہے اور تحقیق کی زبردست حمایت کر رہا ہے، دلیل بنا کر لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ بارہ سو سال پہلے ایک شخص کی جو قیاسی باتیں ہمارے بڑوں نے اپنے دفتروں میں بے سند لکھ رکھی ہیں ان پر آنکھیں بند کر کے عمل کیے چلے جاؤ۔ خبردار کسی سے بھی کسی مسئلہ کی بھی تحقیق کر لی اور غیر مقلد بن گئے۔

۴- حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ صرف یہ فرماتے ہیں کہ "جب تک یہ عالم متبحر تم میں موجود ہیں مجھ سے نہ پوچھو"۔ (۱) میں ان حضرات سے جن کو قدرت نے دل و دماغ دیا ہے۔ پوچھتا ہوں اس میں سے کس لفظ کا معنیٰ ہیں کہ "امام ابوحنیفہ کی تقلید کرو" زیر بحث چیز تقلید امام صاحبؒ ہے نہ کہ تقلید ابن مسعودؓ۔

۵- اگر اس دلیل سے تقلید ابن مسعود ثابت بھی ہو جائے تو ان کی تقلید کو تو ہم آپ دونوں ہی چھوڑ چکے، ہاں اگر آپ حنفیت چھوڑ مسعودیت اب اختیار کر لیں تو اس دلیل کو پیش فرمایئے۔

(۱) بخاری ج ۲ صـ ۹۹۷ باب میراث ابنۃ ابن مع ابنۃ

۶- حضرت ابو موسیٰ کے اس فرمان سے اگر حضرت ابن مسعودؓ کی تقلید ثابت بھی ہو جائے تو وہ مقید ہے اس قید کے ساتھ کہ "مادام هذا الحبر فیکم " جس کا ترجمہ آپ نے یوں کیا ہے کہ "جب تک یہ عالم متبحر تم میں موجود ہیں" پس اگر حضرت ابو موسیٰ کا مقصد اس جملے سے حضرت ابن مسعود کی تقلید کرنے کا حکم ہی مان لیا جائے تو بھی یہ تقلید ایک زندہ متبحر صحابی کی اس کی زندگی تک ہوئی۔ پھر اس کی کیا دلیل کہ ایک فوت شدہ غیر صحابی کی تقلید اس کے انتقال کے بارہ سو سال بعد واجب کہی جائے۔

۷- کیوں جناب! کیا حنفی مذہب کے اصول سے کوئی وجوب کسی صحابی کے کہنے سے ثابت ہو سکتا ہے؟

۸- کیا آپ ابن مسعودؓ کو تو متبحر مانتے ہیں اور ان کی موجودگی میں جو ان سے بھی زیادہ بزرگ صحابی موجود تھے انہیں متبحر نہیں مانتے؟ پس صحابہ میں سے جس میں تبحر علمی پایا جائیگا وہ آپ کی اس دلیل کو تسلیم کرنے کے بعد قابل تقلید سمجھا جائے گا، کیونکہ حضرت ابو موسیٰ تبحر علمی کو مسائل دریافت کئے جانے کی علت بتلاتے ہیں، پھر تقلید شخصی کی دلیل آپ کے ہاتھ میں کیا رہ گئی؟

۹- یہی حضرت موسیٰ جن کے قول سے آج آپ غلط مطلب لیکر امام صاحب کی تقلید ثابت کرنے بیٹھے ہیں وہ تو سوائے دلیل کے کسی کے قول ماننے کے وجوب کے ماننے کو تو کہاں؟ بلکہ بلا دلیل کچھ کہنے کو بھی حرام سمجھتے ہیں، فرماتے ہیں:

من كان عنده علم فليعلمه الناس وان لم يعلم فلايقولن ما ليس به علم فيكو ن من المتكلفين ويمرق من الدين (۱)

یعنی جس کے پاس علم (یعنی قرآن وحدیث) ہو اسے چاہئے کہ اس علم (یعنی قرآن وحدیث) کو لوگوں کو سکھائے اور جس کے پاس علم نہ ہو وہ اس مسئلہ میں کچھ نہ کہے جس کا اسے علم نہیں، اگر اس بارے میں بھی یہ کچھ کہے گا

(۱) اعلام الموقعین ج ۱ صـ ۲۰ / اردو صـ ۵۵

تو تکلف کرنے والوں میں ہو جائے گا اور دین سے نکل جائے گا،

پس معلوم ہوا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے نزدیک قیاس واٹکل سے مسائل دینی بتلانا اپنے تیئں ایمان سے خارج کرنا ہے، کسی شخص کی بتلائی ہوئی حدیث کو یا آیت قرآنی کو مان لیا جائے، یہ تو اختلافی چیز نہیں، ہاں اختلاف محمدی اور حنفی میں کسی خاص ایک شخص کی رائے قیاس کو دینی مسئلہ اور شرعی فرمان سمجھ کر آنکھیں بند کر کے ماننے میں ہے، پس اس کی تو حرمت حضرت ابوموسیٰ کے قول سے ثابت ہوتی ہے نہ کہ وجوب۔

۱۰- مندرجہ بالا مقولے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰؓ، حضرت ابن مسعودؓ کی ذات کو فتویٰ دینے کے لئے مخصوص نہیں کر رہے ہیں، بلکہ آپ اس منصب کو عام رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں جس کے پاس علم ہو وہ لوگوں کو سکھائے، پس حضرت ابوموسیٰ کی طرف اس بات کی نسبت کرنا کہ وہ لوگوں کو ابن مسعودؓ کی تقلید کی دعوت دیتے ہیں ایک مرحوم فوت شدہ بزرگ صحابی کے ذمے بہتان باندھتا ہے۔

۱۱- ان تمام باتوں سے بھی اگر قطع نظر کر لی جائے تو جانے دیجئے، سنئے خود حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں" ثم یحدث قوم یقیسون الامور برأیھم فینھدم الاسلام ویثلم"(۱)

یعنی وہ زمانہ بھی آنے والا ہے جس میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دینی امور میں رائے قیاس کو دخل دیں گے پس اسلام منہدم ہو جائے گا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، لیجئے جناب! جس کی تقلید کو آپ نے بڑی کدوکاوش سے ثابت کیا تھا وہ فرماتے ہیں کہ رائے قیاس دین اسلام کو ڈھا دینے والا ہے اور توڑ دینے والا ہے، پس آپ کو چاہئے کہ خدا سے ڈریں اور اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے نہ کریں، کسی امام کے قیاسی مسائل کو دین میں داخل نہ سمجھیں بلکہ رائے قیاس کو دین کا دشمن اور شریعت کے کاٹنے کا ایک تیز آلہ سمجھیں، مولانا خدائے واحد کی قسم! کہ فی

(۱) اعلام الموقعین عربی ج ۱ صہ ۲۰ / اردو صہ ۵۵

الواقع اسلام کے ٹکڑے اس رائے قیاس کی بدولت ہو گئے، واللہ اس رائے قیاس کی تقلید نے لوگوں کو قرآن حدیث سے کوسوں دور ڈال دیا، وہ وہ مسائل اختراع کئے جس کے سننے سے کلیجہ کانپنے لگے، جن کے تصور سے روح لرزنے لگے، جن کے خیال سے تہذیب شرمانے لگے، لیجئے میں آپ کو آپ ہی کی کتاب بہشتی زیور سے چند مسائل بطور نمونہ بتادوں۔

تھانوی صاحب کی کتاب کے چٹ پٹے قیاسی مسائل جوفقہ حنفیہ کانمونہ ہیں

پہلا مسئلہ : بہشتی زیور حصہ اول ص:۴۸(۱) میں ہے

''چھوٹی لڑکی سے اگر کسی مرد نے صحبت کی جوابھی جوان نہیں ہوئی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے، لیکن عادت ڈالنے کے لئے اس سے غسل کرانا چاہئے''۔

دوسرا مسئلہ: بہشتی زیور حصہ اول ص:۵۰(۲) مسئلہ میں ہے

'' بڑا بھاری حوض جودس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہواور اتنا گہرا ہو کہ اگر چلو سے پانی اٹھائیں تو زمین نہ کھلے یہ بھی بہتے ہوئے پانی کے مثل ہے، ایسے حوض کو دہ دردہ کہتے ہیں، اور اگر اس میں ایسی نجاست پڑ جائے جو پڑ جانے کے بعد دکھائی نہیں دیتی جیسے پیشاب، خون، شراب وغیرہ تو چاروں طرف سے وضو کرنا درست ہے جدھر چاہے وضو کر لے اور اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو دکھلائی دیتی ہے جیسے مردہ کتا تو جدھر پڑا ہے اس طرف وضو نہ کرے اس کے سوا اور جس طرف چاہے کرے، البتہ اگر اتنے بڑے حوض میں اتنی نجاست پڑ جائے کہ رنگ یا مزہ بدل جائے یا بد بو آنے لگے تو نجس ہو جائے گا۔

تیسرا مسئلہ: بہشتی زیور حصہ اول ص:۵۱(۳) میں ہے

''چھت پر نجاست پڑی ہے اور پانی برسا اور پرنالہ چلا تو اگر آدھی اور آدھی سے زیادہ چھت ناپاک ہے تو وہ پانی نجس ہے اور اگر چھت آدھی سے کم

(۱) بہشتی زیور حصہ اول ص:۴۷ مسئلہ نمبر ۵ (جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان کا بیان)
(۲) بہشتی زیور حصہ اول ص:۶۲ مسئلہ نمبر ۱۱ (کس پانی سے نہانا درست ہے اور کس سے نہیں)
(۲) بہشتی زیور حصہ اول ص:۶۲ مسئلہ نمبر ۱۳

ناپاک ہےتو وہ پانی پاک ہے اور اگر نجاست پرنالے کے پاس ہو اور اتنی ہو کہ سب پانی اس سے مل کر آتا ہے تو وہ پانی نجس ہے"

چوتھا مسئلہ : بہشتی زیور حصہ اول ص ۵۲ (۱) میں ہے

مردار کی کھال کو جب دھوپ میں سکھا ڈالیں یا کچھ دوا وغیرہ لگا کر درست کر لیں کہ پانی مر جائے اور رکھنے سے خراب نہ ہو تو پاک ہو جاتی ہے

۵- اس پر نماز پڑھنا درست ہے

۶- اور مشک وغیرہ بنا کر اسمیں پانی رکھنا بھی درست ہے لیکن سور کی کھال پاک نہیں ہوتی۔

۷- اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں مگر آدمی کی کھال سے کوئی کام لینا اور برتنا بہت گناہ ہے۔

آٹھواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ اول ص:۵۲ (۲) میں ہے

"کتا بلی بندر شیر وغیرہ جن کی کھال بنانے سے پاک ہو جاتی ہے بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے چاہے بنائی ہو یا بے بنائی ہو۔ البتہ ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا اور ان کا کھانا درست نہیں"۔

نواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ اول ص:۵۲ (۳) میں ہے

مردار کے بال اور سینگ اور ہڈی اور دانت یہ سب چیزیں پاک ہیں۔

(۱۰) اگر پانی میں پڑ جائے تو نجس نہ ہوگا، البتہ اگر ہڈی اور دانت وغیرہ پر اس مردار جانور کی کچھ چکنائی وغیرہ لگی ہو تو وہ نجس ہے اور پانی بھی نجس ہو جائے گا۔

---

(۱) بہشتی زیور حصہ اول ص:۶۳ مسئلہ نمبر ۲۲

(۲) بہشتی زیور حصہ اول ص:۶۳ مسئلہ ۲۳

(۳) بہشتی زیور حصہ اول ص:۶۳ مسئلہ نمبر ۲۴

(یادرہے کہ مردار عام ہے خواہ حلال جانور ہو یا حرام سب مردار کے بال اور ہڈی ان کے نزدیک پاک ہیں اور اس کے پانی میں پڑ جانے سے پانی نجس نہیں ہوتا)

یہی وہ مسائل ہیں جو موجودہ تقلید شخصی کی وجہ سے مقلدوں میں پیدا ہو گئے ہیں اور جن پر عمل کرنا آج تقلید کہا جاتا ہے اور جن کے نہ ماننے کی وجہ سے ہمیں غیر مقلد کہا جاتا ہے، جن مسائل کو تحقیق اور قرآن وحدیث سے کوئی دور کا بھی سروکار نہیں بلکہ عموماً یہ مسائل قرآن وحدیث اور طبع سلیم کے خلاف ہیں۔

چونکہ مولانا اشرف علی صاحب کی کتاب ''الاقتصاد'' کارد ہو رہا ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ مولانا ہی کی دوسری کتاب سے ایسے مسائل جمع کئے جائیں، بہشتی زیور جس میں سے ان مسائل کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے وہ کوئی معمولی کتاب نہیں، بلکہ آج گھر گھر یہ کتاب پہنچائی جارہی ہے بار بار چھپ رہی ہے اور مولانا نے تو شروع کتاب میں یہ منشا ظاہر کی ہے کہ تمام مدرسوں کے نصاب تعلیم میں یہ داخل ہو جائے، آپ نے مسلمانوں میں جس دینی کتاب کی کمی تھی اسے اپنی اس کتاب سے پوری کی ہے کتاب کے شروع میں یہ شعر ہے(۱)

سوئے حکم حق زناں را رہبر است

بہر مرداں حافظ از شور و شر است

یعنی یہ کتاب عورتوں کے لئے حکم حق کی رہبر ہے اور مردوں کے لئے شور و شر سے محافظ ہے۔ اس کتاب کو مولانا نے خاص عورتوں کے لئے لکھی ہے، میری غرض ان مسائل کو سامنے رکھنے سے یہ ہے کہ کیا عجب جس تقلید نے ایسے مسائل منوائے ہیں جب ان مسائل کی برائی ذہن نشیں ہو جائے تو اس تقلید کو خیر باد کہہ دی جائے اور جب مولانا جو اس وقت ہمارے مدمقابل ہیں، اس تقلید شخصی سے دست بردار ہو جائیں گے تو ان کے بہت سے مرید بھی ان کے ساتھ ہی بازگشت کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ پر یہ کام بھی کچھ مشکل نہیں۔

---

(۱) موجودہ نسخوں میں یہ شعر نہیں ہے

ہم اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا شکر کرتے ہیں کہ خود مولانا کے قلم سے اسی کتاب (بہشتی زیور حصہ اول ص ۲۷)(۱) میں یہ الفاظ نکل گئے ہیں کہ

"اللہ و رسول نے دین کی سب باتیں قرآن و حدیث میں بندوں کو بتلادیں، اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں ،ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں بدعت بہت بڑا گناہ ہے"

مولانا! آپ تھوڑی دیر ٹھنڈے دل سے غور کرلیں کہ جب حسب تسلیم آپ کے اللہ اور رسول نے دین کی سب باتیں قرآن وحدیث میں بتلا دی ہیں تو ذرا مہربانی فرما کر وہ آیت یا وہ حدیث بھی پڑھ دیجئے جس میں اللہ نے یا رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہو کہ امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرنا ،بس ادھر آپ نے یہ آیت وحدیث پیش کی ادھر ہماری گردن جھک گئی اور تقلید کا پٹہ ہم نے بخوشی گلے میں ڈال لیا، ذرا سا بھی تامل کریں تو سوختنی گردن زدنی ۔اور اگر پیش نہ کرسکیں تو کم ازکم اپنے لکھے کی لاج تو رکھ لیں، پھر دین میں تقلید جیسی نئی بات جو محض نادرست ہے کیوں نکالیں؟ اور کیوں بدعت جیسے بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہوں؟ یہ بات تو ضمناً تھی جو اصل مبحث سے تعلق رکھتی ہے اور جس سے خود تقلید پر کاری ضرب پڑتی ہے، لیکن اس وقت ہمیں کچھ اور بھی کہنا ہے یہ تو مولانا مانتے ہیں کہ اللہ ورسول نے دین کی سب باتیں قرآن وحدیث میں لوگوں کو بتلادی ہیں ،پس مہربانی فرما کر وہ مسائل جو آپ ہی کی کتاب سے اوپر بیان ہوئے اور ابھی بیان ہوں گے ان کی آیتیں اور حدیثیں فرفر پڑھنی شروع کردیجئے ، ہم بھی تسلیم کرلیں گے لیکن بخدا حشر تک ان مسائل کو اس طرح کسی قرآنی آیت میں یا کسی صحیح حدیث میں آپ نہیں بتلا سکتے، دراصل یہ مسائل حنفی مذہب فقہ کی کتابوں کے ہیں جن کے ایک ایک مسئلے کو آنکھیں بند کر کے اسلامی مسئلہ مان لینا ہی آپ کے نزدیک امام صاحب کی تقلید کرنا ہے، حالانکہ دراصل نہ امام صاحب تک ان مسائل کی سند پہونچتی ہے نہ امام صاحب

(۱) بہشتی زیور حصہ اول ص:۳۴

نے یہ مسائل ایجاد کیے، نہ امام صاحب نے ان مسائل کو اس طرح بے تحقیق مانتے چلے جانے کا حکم دیا، لیکن آپ ہی نہیں، کل حنفی دنیا ان ہی کتابوں پر ایمان رکھتی ہے، اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اپنے بھولے بھالے بھائیوں کو واقف کر دیں کہ جن کی تقلید کے تم دعویدار ہو اولاً تو یہ تقلید قرآن وحدیث کے خلاف ہے جنہیں ہم مشترکہ طور پر مانتے ہیں۔ پھر اگر تقلید ہی پر آپ کو اصرار ہو تو وہ تقلید بھی ان موجودہ کتب فقہ کے ایک ایک مسئلے کے آنکھ بند کر کے مان لینے کا نام نہیں۔ اس دوہری غلطی نے آپ کو جس پر خار، دہشت ناک اور ہیبت والے جنگل میں لا کھڑا کیا ہے، ہم اہل حدیث کی چاہت ہے کہ یہاں سے آپ کو نجات دلوا کر پھر سے گلشن وگلزار کتاب وسنت میں لا کھڑا کیا جائے۔

واللہ نہ ہمارے دل میں کسی امام کی دشمنی ہے نہ کسی امام کی توہین ہے، لیکن ہمارا یہ منشاء ہر وقت رہا اور اب بھی ہے کہ مسلمانان عالم مخلوق میں سے بجز حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے کسی اور کو اس قابل نہ سمجھیں کہ اس کی ہر بات شرعی مسئلہ ،اسلامی فتویٰ اور دین کی بات ہے اور یہ اصول وہ ہے جو ہم محمدیوں اور حنفیوں میں متفق علیہ ہے، لیکن عملی طور پر حنفی بھائی اسے ترک کر چکے ہیں۔ پس ہم جتا جتا کر، بتا بتا کر، جگا جگا کر، بار بار کھلم کھلا صاف صاف عیاں کر کے آپ کو یاد دلاتے ہیں کہ خدارا غور کرو۔ انصاف کرو اور قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے کسی اور کی بات کو دین کی بات، شریعت کا مسئلہ نہ سمجھو، میں اب اس متروکہ سلسلے کو شروع کرتا ہوں۔
واللہ المعین

گیارہواں مسئلہ: (بہشتی زیور حصہ اول ص: ۴۷)(۱) میں ہے

سنت یہی ہے کہ اسی طرح سے وضو کرے جس طرح ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور اگر کوئی الٹا وضو کر لے کہ پہلے پاؤں دھو ڈالے پھر مسح کرے پھر دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھوئے یا اور کسی طرح الٹ پلٹ کے وضو کرے تو

(۱) اشرفی بہشتی زیور حصہ اول ص: ۵۳ مسئلہ نمبر ۴ (وضو کا بیان) مطبوعہ فرید بک ڈپو دہلی

بھی وضو ہوجاتا ہے۔ لیکن سنت کے موافق وضو نہیں ہوتا اور گناہ کا خوف ہے

بارہواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ دوم ص:۴۴ (۱) میں ہے

اگر پیشاب کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جاویں کہ دیکھنے سے دکھائی نہ دیویں تو اس کا کچھ حرج نہیں دھونا واجب نہیں۔

تیرہواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ دوم ص:۱۶ (۲) میں ہے

ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی اس کو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہوجائے گا مگر چاٹنا منع۔

چودھواں مسئلہ: یا چھاتی پر بچہ کی قے کا دودھ لگ گیا پھر بچہ نے تین دفعہ چوس کر پی لیا تو پاک ہوگیا۔ (۳)

پندرہواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ دوم ص:۱۱ (۴) میں ہے

کتے کا لعاب نجس ہے اور خود کتا نجس نہیں،

(۱۶) سو اگر کتا کسی کے کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا، چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا، ہاں اگر کتے کے بدن پر کوئی نجاست لگی ہو تو اور بات ہے۔ (۵)

سترھواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ دوم ص:۲۹ (۶) میں ہے

اگر السلام علیکم ورحمتہ اللہ کے موقعہ پر سلام نہیں پھیرا بلکہ جب سلام کا وقت آیا تو کسی سے بول پڑی باتیں کرنے لگی یا اٹھ کے کہیں چلی گئی یا اور کوئی ایسا کام کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اس کا یہی حکم ہے کہ فرض تو اتر

---

(۱) بہشتی زیور حصہ دوم ص:۷۹ مسئلہ نمبر ۱۱ (نجاست کے پاک کرنے کا بیان)

(۲) بہشتی زیور حصہ دوم ص:۸۰ مسئلہ نمبر ۲۶

(۳) ایضاً

(۴) بہشتی زیور حصہ دوم ص:۸۰ مسئلہ ۴۱

(۵) ایضاً

(۶) بہشتی زیور حصہ دوم ص:۹۱ مسئلہ ۶

جائے گا لیکن نماز دہرانا واجب ہے پھر سے نہ پڑھے گی تو بڑا گناہ ہوگا۔

اٹھارہواں وانیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ دوم ص ۲۹ (۱) میں ہے

اگر کوئی رکوع سے کھڑی ہو کر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد۔ یا رکوع میں سبحان ربی العظیم نہ پڑھے۔

(۱۹) یا سجدے میں سبحن ربی الاعلیٰ نہ پڑھے یا اخیر کی بیٹھک میں التحیات کے بعد درود شریف نہ پڑھے تو بھی نماز ہو گئی لیکن سنت کے خلاف ہے، اسی طرح اگر درود شریف کے بعد کوئی دعا نہ پڑھی فقط درود پڑھ کر سلام پھیر دیا تب بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔

بیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ دوم ص: ۲۹ (۲) میں ہے

سجدہ کے وقت اگر ناک اور ماتھا دونوں زمین پر نہ رکھے بلکہ فقط ماتھا زمین پر رکھے اور ناک نہ رکھے تو بھی درست ہے اگر ماتھا نہیں لگایا فقط ناک زمین پر لگائی تو نماز نہیں ہوئی البتہ اگر کوئی مجبوری ہو تو فقط ناک لگانا بھی درست ہے۔

اکیسواں مسئلہ: بہشتی زیور ص: ۳۰ جلد دوم (۳) میں ہے

اگر پچھلی دو رکعتوں میں الحمد نہ پڑھے بلکہ تین دفعہ سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ لے تو بھی درست ہے، لیکن الحمد پڑھ لینا بہتر ہے اور اگر کچھ نہ پڑھے چپکی کھڑی رہے تو بھی کچھ حرج نہیں نماز درست ہے۔

بائیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ دوم ص ۳۰ میں ہے، (۴)

کسی نماز کے لئے کوئی سورت مقرر نہ کرے، بلکہ جو جی چاہے پڑھا کرے، سورت مقرر کر لینا مکروہ ہے۔

---

(۱) بہشتی زیور حصہ دوم ص: ۹۱ مسئلہ ۶

(۲) بہشتی زیور حصہ دوم ص: ۹۲ مسئلہ ۱۲

(۳) بہشتی زیور حصہ دوم ص: ۹۲ مسئلہ ۱۷

(۴) بہشتی زیور حصہ دوم ص: ۹۲ مسئلہ ۲۰

تئیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ دوم ص: ۳۰ میں ہے

سب عورتیں اپنی اپنی نماز الگ پڑھیں جماعت سے نہ پڑھیں۔(۱)

چوبیسواں مسئلہ: اور جماعت کے لئے مسجد میں جانا اور وہاں جا کر مردوں کے ساتھ نہ پڑھنا چاہیے۔(۲)

پچیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ چہارم (۳) میں ہے

جب تک اپنی بہن نکاح میں رہے تب تک نکاح بہنوئی سے درست نہیں البتہ اگر بہن مرگئی یا اس نے چھوڑ دیا اور عدت پوری ہو چکی تو اب بہنوئی سے نکاح درست ہے اور طلاق کی عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح درست نہیں

چھبیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ چہارم ص: ۸ (۴) میں ہے

کسی مرد نے کسی عورت سے زنا کیا تو اب اس عورت کی ماں اور اس عورت کی اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا درست نہیں۔

ستائیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ چہارم ص: ۴ (۵) میں ہے

کسی عورت نے جوانی کی خواہش کے ساتھ کسی مرد کو بد نیتی سے ہاتھ لگایا تو اب اس عورت کی ماں اور اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں، اسی طرح اگر کسی مرد نے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا تو وہ مرد اس کی ماں اور اولاد پر حرام ہو گیا۔

اٹھائیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ چہارم ص: ۴ (۶) میں ہے

---

(۱) بہشتی زیور حصہ دوم ص: ۹۲ مسئلہ ۲۲

(۲) ایضاً

(۳) بہشتی زیور حصہ چہارم ص: ۱۸۸ مسئلہ ۷

(۴) بہشتی زیور حصہ چہارم ص: ۱۸۹ مسئلہ ۱۷

(۵) بہشتی زیور حصہ چہارم ص: ۱۸۹ مسئلہ ۱۸

(۶) بہشتی زیور حصہ چہارم ص: ۱۸۹ مسئلہ ۱۹ (جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان کا بیان)

رات کو اپنی بی بی کو جگانے کے لئے اٹھا مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا یا ساس پر ہاتھ پڑ گیا اور بی بی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو اب وہ مرد اپنی بی بی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا، اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں ہے اور لازم ہے کہ یہ مرد اب اس عورت کو طلاق دیدے۔

انتیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ چہارم ص:۵(۱) میں ہے

کسی لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں پر بدنیتی سے ہاتھ ڈال دیا تو اب وہ عورت اپنے شوہر پر بالکل حرام ہو گئی، اب کسی صورت سے حلال نہیں ہو سکتی، اور اگر اس سوتیلی ماں نے سوتیلے لڑکے کے ساتھ ایسا کیا تب بھی یہی حکم ہے۔

تیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ چہارم ص:۵(۲) میں ہے

جس مرد کے نکاح میں چار عورتیں ہوں اب اس سے پانچویں عورت کا نکاح درست نہیں، اور ان چار میں سے اگر اس نے ایک کو طلاق دیدی تو جب تک طلاق کی عدت پوری نہ ہو چکے کوئی اور عورت اس سے نکاح نہیں کر سکتی۔

اکتیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ چہارم ص:۱۴(۳) میں ہے

کسی نے اپنی بی بی سمجھ کر غلطی سے کسی اور عورت سے صحبت کر لی تو اس کو بھی مہر مثل دینا ہوگا، اور اس صحبت کو زنا نہیں کہیں گے نہ کچھ گناہ ہوگا۔(۴)

---

(۱) بہشتی زیور حصہ چہارم ص:۱۸۹ مسئلہ ۲۰

(۲) بہشتی زیور حصہ چہارم ص:۱۸۹ مسئلہ ۲۵

(۳) بہشتی زیور حصہ چہارم ص:۱۹۶ مسئلہ ۱۶

(۴) اس کے آگے یہ عبارت بھی موجود ہے پڑھئے اور فقہاء کی فقاہت کی داد دیجئے۔

''بلکہ اگر پیٹ رہ گیا تو اس لڑکے کا نسب بھی ٹھیک ہے اس کے نسب میں کچھ دھبہ نہیں ہے اور اس کو حرامی کہنا درست نہیں، اور جب معلوم ہو گیا کہ یہ میری عورت نہ تھی تو اب اس عورت سے الگ رہے اب صحبت کرنا درست نہیں اور اس عورت کو بھی عدت بیٹھنا واجب ہے اب بغیر عدت پوری کئے اپنے میاں کے پاس رہنا اور میاں کا صحبت کرنا درست نہیں''۔

بتیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ چہارم ص: ۳۶ (۱) میں ہے

جس کا شوہر بالکل لاپتہ ہوگیا معلوم نہیں وہ زندہ ہے یا مر گیا تو وہ عورت اپنا دوسرا نکاح نہیں کر سکتی، بلکہ انتظار کرتی رہے کہ شاید آ جائے، جب انتظار کر تے اتنی مدت گذر جائے کہ شوہر کی عمر نوے برس کی ہو جائے تو اب حکم لگا دیں گے کہ وہ مر گیا ہوگا۔ سو اگر وہ عورت ابھی جوان ہو اور نکاح کرنا چاہے تو شوہر کی عمر نوے برس کی ہونے کے بعد عدت پوری کر کے نکاح کر سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس لاپتہ مرد کے مرنے کا حکم کسی شرعی حاکم نے لگایا ہو۔

مولوی صاحب کے جس رسالہ کا جواب اس وقت ہم لکھ رہے ہیں اس رسالے کا ماحصل مولوی صاحب کے نزدیک یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی خصوصیت سے یا تینوں اور اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید ضروری ہے وغیرہ، لیکن اس کے لئے جو دلیلیں مولانا نے وارد کی ہیں ان کی حقیقت ناظرین پر ظاہر ہو چکی ہے اور ظاہر ہو رہی ہے، مجھے اس وقت ایک ذرا سی بات بیچ میں اور کہنی ہے، مولانا نے اپنی کتاب بہشتی زیور حصہ اول کے ص: ۲۸ پر لکھا ہے: (۲)

"قرآن و حدیث کے کھلے کھلے مطلب کو نہ ماننا اور اینچ پینچ کر کے اپنے مطلب بنانے کو معنی گھڑ لینا بددینی کی بات ہے"

اب میں مولانا کو ان کے مریدوں کو اور عام حنفی بھائیوں کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے کہ "میرے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ کی اقتدا کرنا" امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کے وجوب کو ثابت کرنا اینچ پینچ کر کے اپنے مطلب بنانے کو معنی گھڑنا ہے یا نہیں؟ حضرت معاذؓ سے ورثے کے ایک مسئلے کے پوچھے جانے اور ان کے قرآن کی صریح آیت سے جواب دینے اور سائل کی تسکین ہو جانے کی روایت کو پیش کر کے اس سے امام صاحب کی تقلید کو ثابت کرنا اینچ پینچ کر

(۱) بہشتی زیور حصہ چہارم ص: ۲۱۵ باب ۲۲

(۲) بہشتی زیور حصہ اول ص: ۳۵

کے اپنے مطلب بنانے کا معنی گھڑنا ہے یا نہیں؟ حضرت ابوموسیٰؓ کے اس قول سے کہ جب تک یہ عالم متبحر تم میں موجود ہیں مجھ سے کچھ نہ پوچھو، امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کو ثابت کرنا، اینچ پینچ کر کے اپنے مطلب بنانے کو معنی گھڑنا ہے یا نہیں؟ تین روایتوں میں سے کسی ایک میں بھی نہ تو امام صاحبؒ یا اور تینوں اماموںؒ میں سے کسی کا نام اور نہ تقلید کا لفظ، پھر ان سے تقلید ثابت کرنا خدا تک پہونچنے کے لئے اینٹوں کا بالا خانہ بنانا ہے یا نہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ اب تو اس مسئلہ پر قلم پکڑنے والے ہاتھ کپکپانے لگتے ہیں اور ضمیر ملامت کرنے لگتا ہے کہ کیوں وہ چیز ثابت کرو جو ممنوع ہے۔ واقعہ یہی ہے سنئے! خود مولوی صاحب اپنے اسی رسالہ ''الاقتصاد'' ص ۵: میں لکھتے ہیں

> ''یہ عین مذہب محققین کا ہے کہ'' المجتهد يخطي ويصيب ''یعنی مجتہد کبھی صحیح سمجھتا ہے کبھی خطا۔

پس مولوی صاحب کے مریدوں سے اور جملہ حنفیوں سے ہم پوچھتے ہیں کہ امام صاحب مجتہد تھے یا نبی تھے؟ اگر مجتہد تھے اور یہی آپ کا بھی جواب ہوگا تو ظاہر ہے کہ آپ کے اس مسلمہ اصول کے ماتحت انھوں نے بہت سی غلطیاں کی ہوں گی، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ غلطی میں تابعداری حرام ہے تو امام صاحب کی تقلید یعنی ان کی سب باتوں کا ماننا جن میں صحیح غلط دونوں ہیں حرام ہوئی، کم سے کم اتنا تو ظاہر ہو گیا کہ امام صاحب کے اجتہاد میں صحیح بھی ہے اور غلط بھی، تو جب کھوٹا کھرا مل گیا پھر سب کو کھرا کہنا اپنے ضمیر کا خلاف کرنا ہے یا نہیں، اور اگر آپ کے نزدیک امام صاحب کے کل اجتہادی مسائل برحق ہیں تو فرمایئے پھر محققین کے عین اس مذہب کے کہ مجتہد سے غلطی ہوتی ہے کیا معنی ہوئے؟ پھر اگر امام ابوحنیفہؒ کے ایسے کل مسائل صحیح ہیں تو ان کے خلاف تین اماموں کا مذہب ہے ان کے یہ مسائل غلط ہوئے ، پھر چاروں مذہبوں کے برحق ہونے کے کیا معنی؟ مولانا! خدا کی قسم یہ گتھی تو آپ حضرات نے ایسی ڈال رکھی ہے جسے قیامت تک سلجھا نہیں سکتے اور میں کہتا ہوں

جب چاروں برحق ہیں تو ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرا مذہب قبول کر لینے سے آپ لوگ کیوں روکتے ہیں؟ درمختار میں تو ہے کہ ایسے شخص کو تعزیری سزا دی جائے (۱) اور خود آپ کی اسی کتاب میں علماء کا فرمان نقل کیا ہے کہ انتقال عن المذهب ممنوع ہے، الغرض اس مخمصے سے آپ لوگ نکلنا چاہتے ہیں لیکن نجات مشکل ہے۔

ناظرین کرام! پہلی دلیل سے مولانا صاحب نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ کے لوگوں کو تقلید کا پابند اور تقلید کے مامور ثابت کئے تھے اور دوسری دلیل سے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں حضرت معاذؓ کی تقلید کرنے کا سب کو محکوم بتلایا تھا۔ تیسری دلیل سے ابن مسعودؓ کو اس منصب پر مانا تھا۔ خلاصہ یہ تھا کہ اس زمانے کے لوگ صحابہ و تابعین پر بھی تقلید شخصی کرنے کا حکم تھا۔ لیکن خود اپنی اسی کتاب ''الارشاد'' کے ص:۳۵ پر لکھتے ہیں

''ان پر تقلید شخصی واجب نہ تھی''

بس مولانا آگے نہ بڑھئے! نہ ان پر واجب تھا نہ ہم پر واجب۔ وہ بھی قرآن حدیث میں سارا دین پاتے تھے ہم بھی پاتے ہیں۔ وہ بھی تقلید شخصی کی زنجیر سے جکڑے ہوئے نہ تھے ہم بھی اس قید میں پھنسنا نہیں چاہتے اور کہتے ہیں۔

اب کسی کا فعل ہو یا قول ہو چاہیے سنت سے اس کو تول لو
مولوی فاضل ہو، یا استاد، پیر یا ولی یا شیخ یا شاہ و فقیر
زندہ ہو مردہ ہو یا نزدیک و دور ہو ولایت یا کرامت کا ظہور
ہو رسالہ یا کہ ہو کوئی کتاب مجتہد ہو یا فقیہ لا جواب
گر اسے حسب سنت پایئے بے خطر اس کو عمل میں لایئے
گر نہ ہو سنت سے اس کو اتفاق چھوڑ دے اس کو، ہے کردار شقاق
ہے خطا کی پیروی کرنا خطا! یہ اجازت کب ہوئی ہم کو روا

(۱) درمختار ج ۱ ص ۳۳۰ مطبوعہ ایجوکیشنل پریس کراچی

مذہب ارباب سنت کر یقیں جز نبی معصوم عالم میں نہیں
جان و دل سے چاہئے کرنا قبول لطفِ قال اللہ اور قال الرسول

خیر یہ سب باتیں تو بطور تمہید تھیں۔ اس سے پہلے ہم نے ان خطرناک مسائل کا بیان شروع کیا تھا جو اس تقلید کی بدولت مانے جارہے ہیں اور انہیں ہم نے اپنے محترم مولانا ہی کی کتاب سے شروع کیا تھا جن کا سلسلہ بتیس تک پہنچ گیا تھا اب مزید سنئے

تینتیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ پنجم ص:۱۴(۱) میں ہے

بجز خنزیر کے دوسرے مردار کی ہڈی اور بال اور سینگ پاک ہیں، ان سے کام لینا بھی جائز ہے اور بیچنا بھی جائز ہے۔

چونتیسواں مسئلہ: بہشتی زیور جلد ۱۱ ص:۷(۲) میں ہے

چاند یا سورج کی طرف پائخانہ پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے۔

پینتیسواں مسئلہ: بہشتی زیور جلد ۱۱ ص ۱۳(۳) میں ہے

اگر کوئی مرد کسی کمسن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا۔ بشرطیکہ منی نہ گرے اور وہ عورت اس قدر کمسن ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے میں خاص حصہ اور مشترک حصہ کے مل جانے کا خوف ہو۔

چھتیسواں مسئلہ: بہشتی زیور جلد ۱۱ ص:۱۳(۴) میں ہے

اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ میں کپڑا لپیٹ کر جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا۔ بشرطیکہ کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اور جماع کی لذت اس کی وجہ سے محسوس نہ ہو۔

سینتیسواں مسئلہ: بہشتی زیور جلد ۱۱ ص:۱۳(۵) میں ہے

---

(۱) بہشتی زیور حصہ چہارم ص:۲۳۸ مسئلہ نمبر ۸ (۲) بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص:۶۲۳ مسئلہ نمبر ۳۵
(۳) بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص:۶۲۸ مسئلہ نمبر ۲ (۴) بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص:۶۲۸ مسئلہ نمبر ۳
(۵) بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص:۶۲۸ مسئلہ نمبر ۴

اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے کا جز مقدار سر حشفہ سے کم داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہوگا۔

اڑتیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ ا ص: ۱۳۰(۱) میں ہے

اگر کسی عورت کے بچہ پیدا ہوا اور خون بالکل نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔

انتالیسواں، چالیسواں اور اکتالیسواں مسئلہ:

بہشتی زیور حصہ ا ص: ۱۳۰ میں ہے(۲)

اگر کوئی چادر اس قدر بڑی ہو کہ اس کا نجس حصہ (اوڑھ کر نماز پڑھتے ہوئے) نماز پڑھنے والے کے اٹھنے بیٹھنے سے جنبش نہ کرے تو کچھ حرج نہیں۔ اور اسی طرح اس چیز کو بھی پاک ہونا چاہئے جس کو نماز پڑھنے والا اٹھائے ہوئے ہو۔ بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے رکی ہوئی نہ ہو۔ (درمختار وغیرہ) مثلاً نماز پڑھنے والا کسی بچے کو اٹھائے ہوئے ہو اور اس بچے کا جسم یا کپڑا نجس ہو اور وہ بچہ اپنی قوت سے رکا ہوا نہ ہو تب تو اس کا پاک ہونا نماز کی صحت کے لئے شرط ہے، اور خود اپنی طاقت سے رکا ہوا بیٹھا ہو تو کچھ حرج نہیں گو ناپاک ہو۔

۴۰۔ اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کبوتر وغیرہ آکر بیٹھ جائے اور اس کا جسم نجس ہو تو کچھ حرج نہیں۔ اس لئے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہے، پس یہ نجاست اسی کی طرف منسوب ہوگی اور نماز پڑھنے والے سے کچھ اس کا تعلق نہ سمجھا جائے گا، (بحرالرائق و مراقی الفلاح وغیرہ)

۴۱۔ اسی طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی ایسی چیز ہو جس کی نجاست اپنی جائے پیدائش میں ہو۔ اور خارج میں اس کا کوئی اثر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں (درمختار وشامی) مثلاً نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کتا بیٹھ جائے اور اس کے منہ سے لعاب نہ نکلتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

---

(۱) بہشتی زیور حصہ ا ص: ۶۲۸ مسئلہ نمبر ۴

(۲) بہشتی زیور حصہ ا ص: ۶۳۸ مسئلہ نمبر ۱

بیالیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص:۵۱(۱) میں استحقاق امامت کے اوصاف کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے، پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خوبصورت ہو، پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ شریف ہو، پھر وہ جس کی آواز سب سے عمدہ ہو، پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو، پھر وہ شخص جس کا سر سب سے بڑا ہو مگر تناسب کے ساتھ۔

تینتالیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص:۵۹(۲) میں ہے

فجر کی سنتیں چونکہ زیادہ مؤکد ہیں لہٰذا ان کے لئے حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکا ہو تب بھی ادا کر لی جائیں۔ بشرطیکہ قعدہ آخر مل جانے کی امید ہو۔(۳)

چوالیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص:۵۹(۴) میں ہے

اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت اگر نماز کے سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائے گی تو جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہئے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اقتصار کرے سنن وغیرہ کو چھوڑ دے۔ قنیہ

پینتالیسواں اور چھیالیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص:۶۱(۵) میں ہے

اگر مرد نماز میں ہو اور اگر عورت اس مرد کا حالتِ نماز میں بوسہ لے تو اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی، ہاں اگر اس کے بوسہ لیتے وقت شہوت ہوگئی تو البتہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار)

۴۶- اور اگر عورت نماز میں ہو اور کوئی مرد اس کا بوسہ لے لے تو عورت کی نماز جاتی رہے گی، خواہ شہوت سے بوسہ لیا ہو یا بلا شہوت، اور خواہ عورت کو شہوت ہوئی ہو یا نہیں،

(۱) بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص:۶۶۲ مسئلہ نمبر ۲
(۲) بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص:۶۶۸ مسئلہ نمبر ۶
(۳) موجودہ نسخہ میں عبارت اس طرح ہے (بشرطیکہ ایک رکعت مل جانے کی امید ہو اور اگر ایک کے ملنے کی بھی امید نہ ہو تو پھر نہ پڑھے اور پھر اگر چاہے بعد سورج نکلنے کے پڑھے۔
(۴) بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص:۶۶۸ مسئلہ نمبر ۷
(۵) بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص:۶۷۰ مسئلہ نمبر ۱۱

سینتالیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ ا ص:۶۳ (۱) میں ہے
امام کو اگر حدث ہو جائے اگر قعدہ اخیر ہو تو اس کو چاہیئے کہ فوراً سلام پھیر کر وضو کرنے کے لئے چلا جائے (۲) اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں جس کو امامت کے لائق سمجھتا ہو اس کو اپنی جگہ پر کھڑا کردے، مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے اگر مسبوق کو کردے تب بھی جائز ہے اور اس مسبوق کو اشارے سے بتلاوے کہ اتنی رکعتیں وغیرہ میرے اوپر باقی ہیں، رکعتوں کے لئے انگلی سے اشارہ کرے، مثلاً ایک رکعت باقی ہو تو ایک انگلی اٹھادے، دو رکعت باقی ہو تو دو انگلی، رکوع باقی ہو تو گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دے، سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر، قرأت باقی ہو تو منہ پر، سجدہ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر، سجدہ سہو کرنا ہو تو سینے پر جبکہ وہ بھی سمجھتا ہو ورنہ اس کو خلیفہ نہ بنائے۔

اڑتالیسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ ا ص:۶۵ (۳) میں ہے
اگر کوئی لڑکا عشاء کی نماز پڑھ کر سوئے اور بعد طلوع فجر کے بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے تو اس کو چاہیئے کہ عشاء کی نماز کا پھر اعادہ کرلے۔ (۴)

انچاسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ ا:۶۶ (۵) میں ہے

---

(۱) بہشتی زیور حصہ ا ص:۶۷ مسئلہ نمبر۲
(۲) موجودہ نسخہ میں "سلام پھیر" کر حذف کر دیا گیا ہے
(۳) بہشتی زیور حصہ ا ص:۶۷ مسئلہ نمبر۲
(۴) موجودہ نسخہ میں یہ مسئلہ اس طرح ہے "اگر کوئی نابالغ لڑکا عشاء کی نماز پڑھ کر سوئے اور بعد طلوع فجر کے بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے تو بقول راجح اس کو چاہیئے کہ عشاء کی نماز کا پھر اعادہ کرلے اور اگر قبل طلوع فجر بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے تو بالاتفاق عشاء کی نماز قضا پڑھے۔
(۵) بہشتی زیور حصہ ا ص:۶۷ مسئلہ۴

مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہئے کہ اپنی نماز اٹھ کر تمام کرے ۔اور اس میں قرأت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے۔(۱)

پچاسواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ ۱۱ص:۹۱(۲) میں ہے

نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے میں یہ خیال ہو کہ نماز جنازہ ختم ہو جائے گی تو تیمم کرلے۔

اکیاونواں مسئلہ: بہشتی زیور حصہ ۱۱:۱۰۳(۳) میں ہے

میت کے کفن پر بغیر روشنائی کے ویسے ہی انگلی کی حرکت سے کوئی دعا مثل عہد نامہ وغیرہ لکھنا یا اس کے سینے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور پیشانی پر کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) لکھنا جائز ہے مگر کسی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں۔

ناظرین کرام! یہ ہیں اکیاون مسائل جو بطور نمونہ فقہ اور بطور نمونہ مذہب حنفی آپ کے سامنے میں پیش کر کے آپ کے زندہ ضمیر سے اپیل کرتا ہوں کہ کیا انہیں سچا ماننے کو، انہیں تعلیم اسلامی کہنے کو، انہیں حنفی مذہب ماننے کو تیار آپ ہیں؟ اگر نہیں تو صاف اعلان کردو اور ہمارے ساتھ ہو جاؤ تا کہ صرف قرآن حدیث آپ کا مذہب رہ جائے اور کوئی چیز آپ کے مذہب میں داخل نہ ہو، ورنہ یاد رکھو کہ ہر جگہ یہ مسائل تمہیں سر مشار کریں گے، اب میں اصل بحث پھر شروع کرتا ہوں، واللہ الموفق۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی تیسری دلیل کے گیارہ جوابات بفضلہ تعالیٰ اس سے پہلے گذر چکے ہیں، فالحمد للہ! اب مولوی صاحب موصوف کی اس آخر میں دلیل کے اور جوابات ہدیہ ناظرین ہیں۔اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ

(۱) موجودہ نسخہ میں اتنا اضافہ بھی ہے اس لئے کہ وہ لاحق ہے اور قعدۂ اولیٰ اس مقتدی پر بھی متابعت امام کی وجہ سے فرض ہوگا۔

(۲) بہشتی زیور جلد ۱۱ص:۶۹۵ مسئلہ ۲ (۳) بہشتی زیور جلد ۱۱ص: ۷۰۶ مسئلہ ۱۴

تھانوی صاحب کی تیسری دلیل کا بارہواں جواب

۱۲۔ ہم بار بار کہہ چکے ہیں اور کوئی مانے یا نہ مانے ہمارا اپنا خیال تو یہ ہے کہ تقلیدی مولوی صاحبان خود جانتے ہیں اور بے شک وشبہ جانتے ہیں کہ تقلید پر دلیل لانا ریت میں سے تیل نکالنا ہے، اسی لئے انہیں بہت سے ہیر پھیر کرنے پڑتے ہیں، ہمیں افسوس ہے کہ ان چالاکیوں میں چھوٹوں سے لے کر بڑے تک حصہ لیتے رہتے ہیں اور ایسی کتر بیونت کرتے ہیں کہ ایک دین دار آدمی اس سے نفرت کرنے لگے، دیکھئے مولوی صاحب نے ایک مطول حدیث کو اس طرح مختصر کر کے دکھایا ہے کہ اصل مضمون تک کوئی نہ پہونچ سکے۔ اور مولوی صاحب کے الفاظ اس کے ذہن کو تقلید کی طرف لے بھاگیں اور پھر یہ تقلید کی مشروعیت کا قائل ہو جائے، اب پوری حدیث سنئے! پھر دیکھئے کہ اگر مولوی صاحب کی رنگسازی کو اس پر سے ہٹا دیا جائے تو صحیح سالم ذہن کبھی بھی اس جرم کا ارتکاب کرسکتا ہے؟ کیا اس حدیث سے تقلید کا شریعت میں داخل ہونا پایا جاتا ہے؟

مشکوٰۃ شریف جلد اول کے خاتمہ کے قریب باب الفرائض کی فصل ثانی میں یہ حدیث ہے الفاظ یہ ہیں

”عن هزيل بن شرحبيل قال سئل ابو موسىٰ عن ابنة وبنت ابن واخت فقال للبنت النصف وللاخت النصف وأت ابن مسعود فسيتا بعني فسئل ابن مسعود واخبر بقول ابي موسىٰ فقال لقد ضللت اذا وما انا من المهتدين اقضي فيها بما قضى النبي ﷺ للبنت النصف ولا بنة الابن السدس تكملة للثلثين وما بقي فللاخت فاتينا ابا موسىٰ فاخبرنا

بقول ابن مسعود فقال لا تسئلونی ما دام هذا الحبر فیکم ."(۱)

یعنی حضرت ابوموسیؓ سے سوال ہوتا ہے کہ ایک میت کی ایک لڑکی ہے ایک پوتی ہے ایک بہن ہے تو ورثہ کس طرح بٹنا چاہئے، آپ فرماتے ہیں آدھا بیٹی کا آدھا بہن کا، تو جا کر ابن مسعودؓ سے دریاف کر لے وہ بھی میری موافقت کریں گے، جب ابن مسعود سے پوچھا گیا اور حضرت ابوموسیٰؓ کا جواب بھی انہیں سنایا گیا تو آپ نے فرمایا میں اگر اس مسئلہ میں ابوموسیٰؓ کی مان لوں تو گمراہ ہو جاؤں اور ہدایت والوں میں میرا شمار نہ رہے۔ میں اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا کیا ہوا فیصلہ تم میں کر دیتا ہوں، لڑکی کو تو آدھا اور لڑکے کی لڑکی کو چھٹا حصہ تو دو تہائیاں پوری ہو گئیں اور جو بچا وہ بہن کا، ہم دوبارہ ابوموسیٰؓ کے پاس آئے اور ابن مسعود کا فیصلہ سنایا تو آپ نے فرمایا جب تک یہ زبردست علامہ تم میں موجود ہے مجھ سے نہ پوچھو، مقلد بھائیو! دیکھو تو اس حدیث میں تقلید کا کون سا لفظ ہے، چاروں مجتہدوں میں سے کس کا نام ہے، اس اتنی لمبی حدیث میں سے ایک ٹکڑا نقل کر کے اسے اپنی نو ایجاد تقلید کے ثبوت میں پیش کرنا محض ملمع سازی ہے یا نہیں؟

۱۳- مولوی صاحب اب ہم پوچھتے ہیں کہ آپ نے اس میں سے ابن مسعودؓ کی تقلید نکالی ہے اور بقول آپ کے ان کی تقلید کا حکم دینے والے حضرت ابوموسیٰ ہیں ، پس اصل تقلید ابن مسعودؓ کی تو اس صورت میں بھی جاتی رہی، کیونکہ ابن مسعودؓ کی تقلید ابوموسیٰ کے قول سے کی گئی، پس تقلید دراصل ابوموسیٰ کی ہوئی نہ کہ ابن مسعودؓ کی۔ افلا تعقلون۔

۱۴- مولانا یہ بھی فرمائیے کہ ابوموسیٰؓ کے اس قول سے پہلے تو ابن مسعودؓ کی تقلید نہ تھی تو اس وقت تک کے غیر مقلد لوگ اس فریضہ کی بجا آوری سے غافل رہ کر شریعت کے ایک حکم سے منکر یا غافل رہے؟ اور ان کی بابت آپ کا کیا فتویٰ ہے؟

---

(۱) صحیح البخاری ج ۲ ص ۹۹۷ کتاب الفرائض. مشکوٰۃ ص ۲۶۴

۱۵- جانے دیجئے صاحب، یہ تقلید ابو موسیٰؓ کے اس قول کے بعد سے شروع ہوئی، سب سے پہلے ابن مسعود کی تقلید ہوئی، پھر یہ ورثہ امام ابوحنیفہؒ تک کیسے پہنچا اور پھر حضرت ابن مسعودؓ کی یہ فضیلت یہیں کیوں ختم ہوگئی؟ امام صاحبؒ کے بعد یہ ورثہ بنا موقوف کیسے ہوگیا؟ مولوی صاحب بچوں کے بہلانے کی کہانیاں لکھتے تو اس سے کہیں زیادہ اچھا تھا کہ آپ تقلیدی مردے میں روح پھونکنے بیٹھ گئے،

ناظرین کرام! یہ ہے تقلیدی دلیلوں کی حقیقت، میں سچ کہتا ہوں تھپک تھپک کر، غلط طور سے بہلا بہلا کر، لوگوں کو اس تقلیدی دائرے میں پھانس رکھا ہے، ورنہ حقیقی دلیل اس پر ایک بھی نہیں، یہ ہیں حنفیوں کے بہت بڑے عالم، اور یہ ہے حال ان کی پیش کی ہوئی دلیلوں کا، یہ دلیلیں کیا ہیں؟ چند بے جان ہلکے پھلکے خس و خاشاک کے تنکے ہیں جو تحقیق کی باد صبا کے ایک جھونکے میں ادھر سے ادھر ہو جاتے ہیں۔ فاما الزبد فیذھب جفاء۔

۱۶- کیوں جی! حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت مسئلہ بتلایا اس وقت وہ ابن مسعودؓ کو قابل تقلید جانتے تھے یا نہیں؟ اگر جانتے تھے تو پھر مسئلہ کیوں بتلایا؟ اور اگر نہیں جانتے تھے تو اب ان کے پاس کون سی وحی آگئی کہ انھوں نے ابن مسعودؓ کی تقلید کا حکم دے دیا اور آپ کے پاس کون سی وحی آگئی کہ آپ نے ان کی حکم برداری کر لی؟ اور پھر کس وحی کی بنا پر انہیں چھوڑا؟ امام صاحب کی تقلید اختیار کر لی؟ حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابو موسیٰؓ اس سے بری تھے کہ وہ کسی کی تقلید کرنے کو کہیں اور حضرت ابن مسعودؓ بھی اس سے بہت دور تھے کہ وہ اپنی تقلید کرائیں، یہ تو سب دراصل آپ حضرات کی گھڑنت ہے جو ان بزرگوں کے سر تھوپ رہے ہو؟ فبئسما یأمر کم به ایمانکم۔

۱۷- حضرت ابن مسعودؓ نے تو اس واقعہ میں اپنی طرف سے، اپنی رائے سے، اپنے قیاس سے کوئی فتویٰ ہی نہیں دیا جس کے ماننے کا نام تقلید کسی طرح بھی ہو سکے۔ وہ تو ایک فیصلہ رسول اللہ ﷺ کا بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمان رسول

ﷺ کے ہاں لینے کا نام تقلید کیسے رکھ لیا؟ ان ھی الا اسمآء سمیتموھا انتم و آباؤکم

۱۸- مولوی صاحب! یہ جو آپ نے اس کے بعد لکھا ہے کہ ''یہی تقلید شخصی ہے کہ ہر مسئلہ میں کسی مرجح کی وجہ سے ایک ہی عالم سے رجوع کر کے عمل کیا جائے'' یہ تعریفِ تقلید کس کتاب میں ہے، اللہ سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ غلط بات کہہ کر دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنی تو پیروں اور مولویوں کا کام نہیں۔

۱۹- اچھا اور یہ بھی فرمائیے کہ آپ نے اور دنیا بھر میں جتنے حنفی ہیں انھوں نے کون سی وجہ ترجیح امام ابوحنیفہؒ میں دیکھ لی جو سب کے سب ان کے مقلد بن گئے، بندۂ خدا وجہ ترجیح تو ان مجتہدوں میں وہ معلوم کر سکتا ہے جو ان تمام مجتہدوں سے بھی کل علوم میں بڑھا ہوا ہو۔ ناظرین! سچ کہنا امتحان وہ لے سکتا ہے جو امتحان دینے والوں سے زیادہ علم والا ہو؟ یا وہ جو امتحان دینے والوں سے بھی کم علم ہو؟ عامی آدمی اور وہ مجتہدوں میں درجے قائم کریں، پھر ایک کو اوروں پر ترجیح دیں، اور پھر الٹی گنگا بہائیں یعنی جسے خود ترجیح دی ہے اس کی تقلید آپ ہی کرنے لگیں؟ اتعبدون ما تنحتون۔

۲۰- خود ہی امام ابوحنیفہؒ کو امام اعظم کا لقب دیا اور خود ہی مقلد بن بیٹھے۔ گو مشہور تو یہ ہے کہ یہ لقب حضرت امام ابوحنیفہ کا ہے۔ لیکن جو لوگ صرف شہرت کو اور عوام الناس کی زبانوں پر چڑھی ہوئی بات کو بے دلیل مان لینے کے عادی نہیں، جنہیں قدرت نے دور بین نگاہیں دے رکھی ہیں، جنہیں حق بینی کی نظر مبدأ فیاض نے عطا فرمائی ہے، جو حقیقت اور شہرت کے فرق کو جانتے ہیں، جو باریک بینی کے عادی ہیں، تحقیق کے شیدائی ہیں جو صحت کے فدائی ہیں، جو اصلیت کے خواہاں ہیں، جو حقانیت کے جویاں ہیں، جنہیں حق و باطل کی تمیز حاصل ہے، وہ عوام کی ہاں میں ہاں ملانے سے، بہت سی آوازوں میں اپنی آواز کو دبانے کی بدعات سے بہت دور رہا کرتے ہیں، انہیں کی تعریف میں فرمان قرآن ہے۔ ﴿یستمعون القول

فیتبعون احسنہ﴾(۱) بات کو سن تو لیتے ہیں لیکن پھر بھلائی برائی کی تمیز کرتے ہیں، اور برائی کو دھکے دے کر بھلائی کی اتباع میں لگ جاتے ہیں۔

۲۱- ہم عام مسلمانوں میں سے کسی سے بغض و بیر رکھنا، کسی کی توہین وحقارت کرنا، حرام سمجھتے ہیں، ہماری زبانوں پر اللہ عزوجل کی سکھائی ہوئی یہ دعا ہر دم رہتی ہے "لا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا" (۲) الٰہی ہمارے دلوں کو ایمانداروں کے کینے کپٹ، حسد وبغض، توہین وتحقیر سے پاک صاف رکھ، جب عام مسلمانوں سے محبت واخوت کے ہم مکلف ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ ائمہ مسلمین میں سے کسی سے ہم کوئی ہلکی سی عداوت بھی دل میں رکھیں؟ پس جو بھی ہم اہل حدیث کو دشمنان ائمہ سمجھے وہ فاش غلطی میں اور کھلی خطا میں ہیں خدا انہیں ہدایت کرے کہ وہ اس خطرناک روش سے جو مہلک ہے دور رہیں، اور ہماری طرف سے اس بدظنی کو دور کردیں، فرمان قرآن ہے﴿ اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم﴾(۳) کثرت گمان سے پرہیز کرو بدظنیاں بدترین گناہ ہیں۔

۲۲- اب ہماری سنئے! ہمارے نزدیک ایک امام ابوحنیفہؒ ہی نہیں، چاروں امام اور جملہ محدثین، مجتہدین، بزرگان دین سب سے بڑے بڑے امام ہیں، لیکن جن حضرات نے ان چاروں مشہور اماموں میں درجے قائم کر کے ایک کو امام اعظم کا لقب دیا ہے ان سے ہمارا سوال ہے کہ اول تو آپ ایسے ہوئے کب؟ کہ آپ کی سرکار سے ائمہ کو لقب ملیں؟ جب کہ آپ مقلد ہیں تو آپ تو علم سے کوسوں دور ہو گئے؟ پھر آپ نے کیسے جانچ لیا؟ کہ دنیا میں یہی چار امام گذرے ہیں؟ اور ان میں سے بھی امام اعظم امام ابوحنیفہ ہی ہیں؟ پاکی پلیدی کی بھی جنہیں تمیز نہیں وہ چلے ہیں اماموں کا لقب بانٹنے کو، ان میں درجے قائم کرنے کو، انہیں اعظم اور اصغر کہنے کو" مینڈکی کو زکام "فلیت النمل لم تطر

(۱) الزمر ۳۹/ ۱۸

(۲) الحشر ۵۹/ ۱۰ (۳) الحجرات ۴۹/ ۱۲

۲۳- اب ہم چند دلیلیں آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جن سے اگر کوئی امام اعظم کے لقب کے مستحق کو ان چاروں اماموں میں سے ممتاز کرنا چاہتا ہو تو کچھ نہ کچھ روشنی اس کے سامنے آجائے گی، والتوفیق بیداللہ۔

تبع تابعین کے زمانہ میں صرف دو امام دنیا میں آتے ہیں، ایک حضرت امام ابوحنیفہؒ دوسرے حضرت امام مالکؒ، امام اول کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی ہے اور امام ثانی کی پیدائش ۹۰ھ میں ہوئی ہے، گو دوسرا قول ۹۳ھ کا بھی ہے، الغرض دس بارہ برس کی چھوٹائی بڑائی عمر کے لحاظ سے ان دونوں بزرگوں میں تھی۔

شان خدا ہے ان چاروں کا سلسلہ ایک ہی ہے یعنی ان میں برابر استادی شاگردی کا سلسلہ قائم ہے، امام احمدؒ کے استاد امام شافعیؒ تھے اور امام شافعیؒ کے استاد امام مالکؒ تھے امام شافعیؒ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے ہیں اور امام احمدؒ کا سن پیدائش ۱۶۴ھ ہے پس ان دونوں بزرگوں کے استاد یہ تیسرے بزرگ حضرت امام مالک بن انسؒ رہے، چوتھے امام حضرت ابوحنیفہؒ خود مدعی ہیں کہ آپ نے بھی حضرت امام مالکؒ سے استفادہ کیا، چنانچہ الخیرات الحسان مطبوعہ مصر ص:۲۳ میں ہے اور تزیین الممالک مطبوعہ مصر کے ص:۵۹ میں ہے "قال الحنفية اجل من روى عن مالک ابو حنيفة" یعنی امام مالک کے بڑے زبردست شاگرد امام ابوحنیفہ ہیں، یہ قول حنفیوں کا ہے (وان كان فيه نظر) پس مشہور اور زبان زد عوام امام چار تھے۔ استادی شاگردی کے لحاظ سے ان میں سے تین ان میں کے چوتھے کے شاگرد ہیں، یعنی امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ تینوں حضرات امام مالک کے شاگرد ہیں اب سمجھ لیجئے کہ امام اعظم کسے کہنا چاہئے؟ اور اس لقب کا سچ مچ مستحق کون ہے؟

۲۴- آیئے اس بات پر آپ کو ان کی شہادت دلوائیں جو ہندوستان کے امام ہیں، حجۃ الہند حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے نام سے کون ناواقف ہے؟ آپ اپنی کتاب مسویٰ ص:۷ میں لکھتے ہیں:

"ومن تتبع مذ اهبهم و رزق الانصاف من نفسه علم لا محالۃ
ان المؤطا عدۃ مذهب مالک و اساسه، وعمدۃ لمذهب
الشافعی واحمد وراسه ومصباح مذهب ابی حنیفۃ و
صاحبیه ونبراسه وهذه المذاهب بالنسبۃ للمؤطا
کالشروح للمتون وهو منها بمنزلۃ الدوحۃ من الغصون"

یعنی جو شخص باریک بینی سے ان مذہبوں کا مطالعہ کرے گا اور مصنف مزاج بھی ہوگا یقیناً وہ اسی نتیجہ پر پہونچے گا کہ حضرت امام مالکؒ کی تصنیف کردہ مؤطا ان سب مذہبوں کی اصل ہے۔ مالکی مذہب کی تو روح رواں اور جسم جان یہ کتاب ہے ہی، لیکن شافعی مذہب کی جڑ اور اس کی اصل بھی امام مالک کی یہی کتاب مؤطا ہے اور حنفی مذہب کی چکی بھی اسی پر چل رہی ہے، پس یہ تینوں مذہب مثل ان چراغوں کے ہیں جن میں تیل امام مالک کا ہی خرچ ہو رہا ہے، کسی کتاب کی جیسے کوئی شرح اور تفسیر ہوتی ہے یہی حالت حنفی شافعی حنبلی مذہب کی ہے، امام مالک کی تصنیف کے سامنے گویا یہ تینوں شاخیں ہیں اصل امام مالکؒ ہی ہیں۔ یہ تینوں مذہب امام مالک کی کتاب مؤطا کی تفصیل ہیں، اس کے یہ محتاج ہیں، سب اسی سے لیتے ہیں یہ ماں ہے اور یہ بیٹے ہیں، یہ سب دودھ پیتے ہیں اور وہ ان کی دایہ ہے پس اس اعتبار سے بھی اس لقب "امام اعظم" کا صحیح مستحق کون ہے؟ آپ جان سکتے ہیں اور انصاف سے صاف صاف مان سکتے ہیں۔

۲۵- اب اور سنئے! شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی ایسی نہیں جن سے کوئی حنفی دیو بندی ہو یا بریلوی انکار کر سکے، اس لئے میں آپ کو شاہ صاحب کا ایک اور قول فیصل بھی سنا دوں آپ اپنی تصنیف کردہ کتاب المسوی کے ص۱۴ میں لکھتے ہیں "تیقنت انه لا یوجد الآن کتاب ما فی الفقه اقوی من مؤطا امام مالک"، یعنی میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ فقہ میں کوئی کتاب امام مالکؒ کی مؤطا سے زیادہ قوی نہیں۔

برادران! نہ اس گواہ پر آپ جرح کر سکیں نہ ان کے الفاظ کو کوئی ان کی کتاب سے مٹا سکے نہ ان الفاظ میں کسی تاویل وتحریف کا کوئی محل ہے، یہ تو کھلی اور صاف گھریلو اور معتبر شہادت ہے کہ حنفی شافعی اور حنبلی تینوں مذہبوں کی فقہ کی کتاب موطا امام مالک سے زیادہ قوت والی نہیں، پس تینوں مذہبوں کی فقہ سے اس مذہب کی فقہ زیادہ قوی ہوئی اور اس لحاظ سے کس مذہب کے امام کو ''امام اعظم'' کا لقب ملنا چاہئے؟ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ قوی کے مقابلہ میں ضعیف ہوا کرتا ہے، جیسے اعظم کے بڑے مقابلہ میں اصغر چھوٹا ہوتا ہے اب آپ اپنے ضمیر سے سوال جواب کر لیجئے کہ ترجیح کسے ہے؟

۲۶- چونکہ عوام کے قبول کردہ قول کے مقابلے میں کوئی قول کہنا ''کارے دارد'' ہے اور پھر اسے منوا لینا یہ اور کار دشوار ہے۔ اس لئے صرف اتنا لکھ کر چھوڑ دینا غالباً اس بحث کو نا تمام رکھنا ہے؟ گو میں اس وقت اس پر سیر حاصل بحث نہ کروں، لیکن تاہم اس کی اہمیت کے مطابق اس پر روشنی ڈالنا تو ضروری ہے، اس لئے آیئے! پھر میں آپ کو شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور پاکیزہ قول کی طرف متوجہ کروں، آپ اپنی کتاب مصفی ص:۶ ور میں لکھتے ہیں

> ''بالجملۃ ایں چہار اماماند کہ عالم را علم ایشاں احاطہ کردہ است امام ابوحنیفہ و امام مالک و امام شافعی و امام احمد، ایں دو امام متاخر شاگرد امام مالک بودند و مستمنداں از علم اور در عصر تبع تابعین نبودند'' مگر ابوحنیفہ و امام مالک'' آں یک شخصے (۱) است کہ روس محدثین مثل احمد و بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی یک حدیث از وے در کتابہائے خود روایت نکردہ اند و رسم روایت حدیث از وے بطریق ثقات جاری نشدہ'' و آں دیگر شخصے است کہ اہل نقل اتفاق دارند بر آنکہ چوں حدیث بروایت او ثابت شد بذروۂ اعلیٰ صحت رسید''

(۱) یہ طرز ادا یہ طرز تحریر بھی اپنے اندر ایک خاص معنی رکھتا ہے (فافهم وتدبر)

یعنی جن چار اماموں کے علم نے دنیا کو گھیر رکھا ہے یہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ ہیں۔ ان میں سے دونوں پچھلے یعنی امام شافعی اور امام احمد یہ تو حضرت امام مالک کے شاگرد ہیں ان کے علوم سے فیض یافتہ ہیں، ان دو پچھلوں سے پہلے دو اور امام یعنی امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ تبع تابعین کے زمانے کے ہیں، اس زمانے میں وہ دونوں پچھلے نہ تھے مگر ان دونوں میں سے یہ ایک وہ ہیں جن سے سرداران محدثین نے ایک روایت بھی اپنی کتابوں میں نہیں لی۔ مثلاً امام احمد، امام بخاری، امام مسلم امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام دارمی رحمہم اللہ ان میں سے کسی نے ان ایک سے یعنی امام ابوحنیفہؒ سے اپنی مستند اور مشہور زمانہ کتابوں میں سے کسی کتاب میں ایک حدیث بھی وارد نہیں فرمائی، بلکہ ثقہ راویوں کے طریق سے ان سے روایت حدیث کی رسم جاری ہی نہیں ہوئی، رہے دوسرے یعنی امام مالکؒ یہ وہ ہیں کہ تمام اہل نقل کا اتفاق ہے کہ جو حدیث ان کی روایت سے ثابت ہو جائے وہ صحت کی اعلیٰ چوٹی تک پہنچ گئی'' کیا اب آپ امام ہند حجۃ اللہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے اس قول کے بعد بآسانی یہ فیصلہ نہیں فرما سکتے؟ کہ'' امام اعظم'' کا لقب کسے پھبتا ہے؟ اور ترجیح کسے ہے؟

۲۷۔ کون نہیں جانتا کہ مذہب حنفی میں امام محمد کا درجہ قریب امام ابوحنیفہ کے ہے بلکہ مشہور ہے کہ اگر امام محمد نہیں ہوتے تو امام ابوحنیفہ کی اتنی شہرت بھی نہ ہوتی، مدار مذہب حنفی چار بزرگوں پر ہے یا یوں کہہ لو کہ حنفی مذہب کے ستون چار ہیں۔ ابوحنیفہ، محمد، ابو یوسف، زفر رحمہم اللہ تعالیٰ، علماء بخوبی جانتے ہیں کہ ان میں علمی اور فقہی احسان جس کا حنفی مذہب پر بھرپور ہے امام محمد ہیں، اب سنئے کہ امام محمد نے جو کچھ علمی خدمتیں کی ہیں ان سب میں وہ حضرت امام مالکؒ کے خوشہ چین ہیں، آپ مسویٰ کے حوالہ سے اوپر کی شاہ صاحبؒ کی یہ عبارت پڑھ آئے ہیں کہ ''مصباخ مذھب ابی حنیفه وصاحبیه ونبراسه''، اس میں بصراحت موجود ہے کہ حنفی مذہب کے ان دونوں ستونوں کا یعنی امام محمدؒ، امام ابو یوسف کا

چراغ راہ اور مشعل مذہب حضرت امام مالکؒ کی مؤطا ہے، مزید سنئے! یہی شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب مصفیٰ ص ۹ میں تحریر فرماتے ہیں

''محمد را در مبسوط وغیر آں سرمایۂ فقاہت مؤطا است والا آثاریکہ از امام ابو حنیفہ روایت کردہ است جمیع مسائل فقہ را کفایت نمی کنند ودر مؤطا بسیار جا میگوید وبہ اقول وبہ کان یقول ابوحنیفہؒ''

یعنی امام محمد کی فقہ کا تمام تر سرمایہ مؤطا امام مالکؒ ہے، اپنے استاذ سے تو بہت ہی کم روایت انھوں لی ہے مؤطا میں تو متعدد جگہ فرماتے ہیں کہ میں بھی یہی کہتا ہوں اور یہی امام ابوحنیفہؒ کہا کرتے تھے، پس بقول حضرت شاہ ولی اللہ مذہب حنفی جو کچھ ہے وہ سب رہین منت امام مالکؒ ہے کیا اب اس فیصلہ کے لئے کہ امام اعظم ''کون ہے؟ راستہ صاف نہیں ہو گیا؟

۲۸- دو امام یعنی حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد زمانے کے لحاظ سے اور دو اماموں سے مؤخر ہیں گو یہ بھی کوئی خاص فضیلت کی وجہ نہیں، محمد مصطفیٰ ﷺ حضرت عیسیٰ اور موسیٰ سے موخر تھے تاہم اماموں میں اعظم واصغر کا فیصلہ جو امور فقہیہ پر موقوف رکھا گیا ہے ان کی فقہی کتابوں سے ہو سکتا ہے۔ لیکن جب ہم نظریں ڈالتے ہیں تو سورج کی طرح ''مصفیٰ'' میں شاہ ولی اللہ صاحب کا آب زر سے لکھنے کے لائق یہ فرمان ہمیں چمکتا ہوا نظر آجاتا ہے۔ اب چاہو جتنی بھی نگاہیں دوڑاؤ اس میں کوئی داغ دھبہ نظر نہیں آتا بلکہ ''ینقلب الیک البصر خاسئا وھو حسیر'' آپ ص:۳۰ میں تحریر فرماتے ہیں

واز ائمہ فقہ امروز ہیچ کتابے کہ خود ایشاں تصنیف کردہ باشند بدست مرد ماں نیست الا مؤطا (امام مالک)

یعنی ائمہ فقہ کی تصنیفات میں سے ایک ورق بھی آج ہمارے سامنے نہیں، ان کی اپنی تصنیف کردہ کوئی کتاب مسلمانوں کے ہاتھوں میں نہیں ہے بجز مؤطا امام مالکؒ کے، اب فرمایئے کیا یہ فضیلت، یہ زندہ کرامت دیکھ لینے کے بعد ہم اس سے

امام اعظم کے لقب کے مستحق کو تلاش نہیں کر سکتے ؟

۲۹۔ چونکہ شاہ صاحب نے موطا محمد کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس لئے میں اس کی مزید تشریح کر دوں گویا ساری موطا محمد آپ کے سامنے رکھ دوں، سنئے :

عوام میں مشہور ہے کہ حنفی مذہب کے امام صرف امام ابوحنیفہؒ ہی ہیں، لیکن حنفی مذہب کی کتابیں اس پر متفق ہیں کہ حنفی مذہب کا یہ لفظ تین ہستیوں پر مشتمل ہے یعنی امام محمدؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام ابوحنیفہؒ کتب فقہ میں اکثر آتا ہے کہ ''عند ائمتنا الثلاثة'' تو ائمہ ثلاثہ سے یہی تینوں حضرات مراد ہوا کرتے ہیں، اس وقت ہم حنفی مذہب کے اماموں کو چھوڑ کر صرف امام محمد کی کی بابت اس مضمون میں کچھ لکھنا چاہتے ہیں آپ کا نام محمد ہے والد کا نام حسن بن فرقد ہے، آپ قبیلہ شیبان میں سے ہیں، عراق کے شہر واسط میں آپ پیدا ہوئے اور کوفے میں نشو ونما پائی، امام ابوحنیفہؒ کے اعلیٰ درجہ کے مشہور شاگرد اور ساتھی آپ ہی ہیں۔ خلیفہ ہارون رشید نے آپ کو ''رقہ'' کا قاضی مقرر کیا تھا پھر معزول کر دیا تھا آپ کا انتقال ''رے'' میں ۱۸۹ھ میں ہوا، میزان الاعتدال میں ہے کہ محدثین نے آپ کو حافظہ کا کمزور کہا ہے، (میزان الاعتدال)

۳۰۔ آپ کی سب سے زیادہ مشہور کتاب موطا ہے یہ کتاب مطبوعہ یوسفی چار سو صفحات میں ہے لیکن آپ تعجب سے سنیں گے کہ اس میں امام ابوحنیفہؒ کی روایت سے مرفوع موقوف اور آثار تابعین وغیرہ سب مل کر صرف تیرہ ہیں، باقی اکثر حصہ حضرت امام مالکؒ کی روایت کا ہے یعنی ایک ہزار پانچ روایتیں صرف امام مالکؒ سے لائے ہیں، اس کی اصل وجہ کیا ہے؟ اس پر ہمیں اس وقت بحث نہیں کرنی۔ یہ خود آپ سمجھ لیں، اس وقت تو صرف ہمیں اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ کیا یہ بھی ایک وجہ ''امام اعظم'' کا تمغہ ان چاروں بزرگوں میں سے ایک کو دینے کی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ چونکہ کلام یہاں تک پہونچ چکا ہے اس لئے آیئے ذرا لگے ہاتھوں تقلید کی حقیقت اور امام صاحب کے ان اعلیٰ درجہ کے شاگرد کی غیر مقلدی بھی

دیکھتے جایئے:

۳۱- ہمیں اس وقت یہ دکھانا ہے کہ امام محمدؒ بھی غیر مقلد تھے، سب سے پہلا باب باندھ کر پہلے ہی مسئلے میں امام صاحب کے قول کو چھوڑا ہے بلکہ اس کا خلاف کیا ہے یعنی کہا ہے کہ جب سایہ ایک مثل سے ذرا سا بڑھ جائے تو عصر کا وقت آ گیا اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جب تک دو مثل سایہ نہ ہو جائے عصر کا وقت نہیں ہوتا (۱) ص:۱۰۵ باب آمین فی الصلوٰۃ میں لکھتے ہیں امام کو بھی آمین کہنا چاہیئے گو امام صاحب فرماتے ہیں کہ نہ کہنا چاہیئے ص:۱۲۱-۲۲ اباب صلوٰۃ اللیل میں ہے کہ رات کی نماز (یعنی تہجد تراویح وغیرہ) دو دو رکعت کر کے پڑھنی چاہیئے۔ حالانکہ امام صاحب دو دو، چار چار، چھ چھ، آٹھ آٹھ کے بھی قائل ہیں بلکہ اس سے زیادہ کے بھی قائل ہیں۔ (۲)

ص: ۱۶۱ باب الاستسقاء میں لکھتے ہیں "اما ابو حنیفه رحمه الله فکان لا یری فی الاستسقاء صلوة واما فی قولنا یصلی بالناس رکعتین" یعنی ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ استسقاء میں نماز نہ پڑھنی چاہیئے لیکن ہم کہتے ہیں دو رکعت ضرور پڑھنی چاہیئے بلکہ با جماعت پڑھے۔ (۳) ص:۱۷۳ باب مایجب فیه الزکوٰۃ میں ہے زمین میں سے جو نکلے خواہ حد نصاب کو پہونچا ہو یا نہ پہونچا ہو اس میں عشر فرض ہے یہ تو مذہب ہے امام ابوحنیفہؒ کا۔ لیکن ہمارا مذہب یہ ہے کہ جب تک نصاب کو نہ پہنچے اس میں عشر فرض نہیں، ص:۱۷۷ باب زکوٰۃ الرقیق

---

(۱) موطا محمد مکتبه تهانوی ص ۴۲-۴۳ باب وقوت الصلوٰۃ

(۲) قال محمد صلوٰۃ اللیل عندنا مثنی مثنی وقال ابوحنیفہؒ صلوٰۃ اللیل ان شئت صلیت رکعتین وان شئت صلیت اربعاً وان شئت صلیت ستا وان شئت ثمانیا وان شئت ماشئت بتکبیرة واحدة وافضل ذلک اربعاً اربعاً) موطا ص ۱۲۱-۱۲۲

(۳) اس کے آگے عبارت یہ ہے "ثم یدعو ویحول رداله فیجعل الایمن علی الایسر والایسر علی الایمن ولایفعل ذلک احدالا الامام"۔

میں ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ان گھوڑوں کی زکوٰۃ دینی ہوگی جو چرتے چگتے ہوں اور نسل کے لائق ہوں، لیکن ہمارے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ ہے ہی نہیں خواہ وہ سائمہ ہوں یا غیر سائمہ۔ ص:۱۷۷ باب زکوٰۃ الرقیق میں ہے امام صاحب کا قول تو یہ ہے کہ شہد خواہ تھوڑا ہو خواہ بہت اس میں عشر فرض ہے لیکن میرا قول یہ ہے کہ جب تک نصاب کو نہ پہنچے زکوٰۃ نہ دو ص:۱۸۰ باب صدقة الزیتون میں ہے کہ امام صاحب کا فتویٰ ہے کہ زیتون تھوڑا ہو یا بہت ہو اس کی زکوٰۃ دو، لیکن میرا فتویٰ ہے کہ جب تک یہ نصاب کو نہ پہنچے یعنی پانچ وسق نہ ہو ہرگز نہ دو، ص:۲۰۳ باب من تطیب میں ہے کہ امام صاحب کا تو اجتہاد ہے کہ احرام سے پہلے خوشبو لگا کر بغیر نہائے احرام باندھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن میرا اجتہاد ہے کہ ہرگز ایسا نہ کرے ص:۲۳۳ باب تاخیر رمی الجمار من علة او غیر علة میں ہے امام صاحب کا حکم ہے کہ جو شخص حج میں شیطان کو کنکریاں مارنا ایک دن کی تاخیر کر کے دوسرے دن مارے تو اسے قربانی دینی پڑے گی، لیکن میرا حکم ہے کہ ایسا کر لینے میں کوئی قربانی نہ دے۔

سردست میں ان دس مسائل ہی پر اکتفا کرتا ہوں اور ہوشمند اشخاص سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ غیر مقلدین کو کوستے ہوئے ان کا یعنی پہلے غیر مقلد امام محمد کا بھی خیال فرمالیں جو بڑی جرأت کے ساتھ امام صاحب کا قول خود وارد کر کے توڑ دیتے ہیں اور ان کے خلاف اپنا فیصلہ بے باکانہ بیان کر دیتے ہیں۔

مقلد دوستو! سلامتی ایمان کی دلیل یہی ہے کہ آدمی امتی کو شارع نہ سمجھے، صرف ایک معصوم ذات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہی ہے، پس آؤ ہماری دعوت قبول کرو اور رایت محمدی تلے جمع ہو جاؤ۔

۳۲- بھائیو! یہ سب دل خوش کن باتیں ہیں آپ ان حضرات کو مقلد مان لو، ورنہ دلائل اس کے یکسر خلاف ہیں، ہاں ہاں چلتے چلتے یہ بھی سن جایئے کہ یہ جو آپ کے

کان میں صور پھونک رکھا ہے کہ ہم چاروں مذہبوں کو برحق مانتے ہیں، یہ بھی صرف ہاتھی کے باہر کے دانت ہیں ورنہ سنئے !در مختار مصری دارالکتب جلد ثالث باب التعزیر (۱) میں ہے"ارتحل الیٰ مذهب الشافعي يعزر"جو حنفی شافعی ہو جائے اسے تعزیری سزا دی جائے ،کیوں جناب! جب چاروں مذہب برحق ہیں پھر حق کو قبول کرنے سے سزا کیسے؟ پس بھائیو! چکنی چپڑی اور سطحی باتوں میں نہ آؤ مذہب کا معاملہ ہے،جس کا کام کل قیامت کے دن پڑیگا سوچ سمجھ کر اپنی غلطیوں کی اصلاح آج ہی کرلو،سچا مذہب صرف وہی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں اور خدائے واحد کی کتاب کے سوا تیسری چیز قابل عمل وعقیدہ مستقل طور پر ہے ہی نہیں اور یہی مذہب اہل حدیث محمدیوں کا ہے۔

۳۳- میں بہت دور نکل گیا معاف فرمایا جاؤں۔ میں نے اس مضمون میں کوشش کی ہے کہ حق حقدار کو پہنچے۔ اگر اس میں کوئی ایسی روشنی ہے جس میں "امام اعظم" کے لقب کے مستحق کا استحقاق وضاحت سے نظر آتا ہو تو عرض ہے کہ آپ بھی اس پر مزید غور فرمالیں، یہ کچھ ضروری نہیں کہ اگلوں نے جو لکیر قائم کی وہ خواہ مخواہ سیدھی ہی ہو،ضمناً کچھ تقلید کی بحث بھی آگئی ہے اس پر بھی کچھ کہہ دیا ہے، اس میں غور کر لیجئے کہ ایک طرف خدا رسول ہیں دوسری طرف امتی ہیں، دونوں کا فرق واضح ہے، یہاں بھی کوشش کر کے حق حقدار کو پہونچاؤ۔ والا مر بيد الله، کیا وجہ ترجیح اب تک وہی رہیں گی؟

۳۴- اس واقعہ کو ہی اگر بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تقلید دین کو الٹ پلٹ کر دینے والی چیز ہے، اگر ان سائلین کے دل میں تقلید ہوتی تو وہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ جیسے بزرگ صحابی سے مسئلہ دریافت کر کے ان کی تقلید کر لیتے اور حقدار اپنے

---

(۱) درمختار ج ۱ صـ ۳۳۰

حق سے محروم رہ جاتے، اسی طرح آج جو تقلید میں پھنسے ہوئے ہیں وہ واقعی حق کو نا حق کہنے پر مجبور ہیں، اگر باور نہ ہو تو میری کتاب ''سیف محمدی'' ملاحظہ فرمالیں، (۱) جس میں آپ دیکھیں گے کہ تقلید کی وجہ سے کس قدر دین خدا کو الٹ پلٹ کیا ہے۔

۳۵- حضرت ابن مسعودؓ کو دیکھئے وہ جانتے ہیں کہ میرا فتویٰ کوئی چیز نہیں، اس لئے مسئلہ دریافت کرنے والوں سے صاف فرمایا کہ اقضی فیھا بما قضی النبی ﷺ یعنی میں اس میں وہ فیصلہ سناتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے معلوم ہوا کہ اگر یہ فیصلہ حضور ﷺ کا نہ ہوتا تو انہیں فیصلہ سنانے میں تأمل رہتا۔

۳۶- یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اول سوال کئے جانے کے لائق تھے ورنہ وہ پہلے ان کے پاس نہ آتے، حضرت عبداللہؓ کے پاس تو وہ آپ کے بھیجے ہوئے جاتے ہیں اور چونکہ وہاں سے حدیث رسول پاتے ہیں اس لئے اپنے قصے کو ختم کر دیتے ہیں، پس دراصل حدیث رسول ﷺ پر عمل ہوتا ہے نہ کہ ابن مسعودؓ کے قول پر۔

۳۷- یہی ابن مسعود ہیں کہ ان سے ایک مسئلہ پوچھا جاتا ہے جس کے بارے میں انہیں کوئی حدیث یاد نہیں ہوتی تو ایک مہینے تک باوجود ان لوگوں کے سخت تقاضوں کے اور بار بار آنے جانے کے اور کئی کئی مرتبہ سوال کرنے کے اور معاملہ رکا ہوا ہونے کے فتویٰ نہیں دیتے، ڈرتے رہتے ہیں، آخر فتویٰ دیتے ہیں مگر یہ فرماتے ہیں کہ " فان یک صوابا فمن اللہ و ان یک خطا فمنی و من

(۱) یہ کتاب سیف محمدی بھی اہل حدیث اکیڈمی مئو سے تحقیق کے ساتھ شائع ہو چکی ہے اس میں فقہ کے تقریباً چھ سو مسائل فقہ کی معتبر کتابوں سے مع حوالہ صفحہ و کتاب عربی عبارتوں کے ساتھ نقل کئے ہیں پھر ان کا ترجمہ ہے پھر ان کا خلاف حدیث قرآن ہونا دکھایا ہے یہ کتاب گویا ایک آئینہ ہے جو تقلید کی خرابیوں کو ہر ایک پر ظاہر کر دیتا ہے، آپ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں، اسی طرح ''شمع محمدی'' کا بھی مطالعہ کریں جس میں ڈیڑھ سو حدیثیں ہیں جن کے خلاف فقہ کے مسائل ہیں۔

الشیطان واللہ و رسولہ بریان "(۱) اگر یہ ٹھیک نکلے تو اسے اللہ کی طرف سے سمجھا جائے اور اگر وہ خطا ہو تو وہ میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے سمجھا جائے اور خدا رسول کو اس سے بری سمجھا جائے، پس آپ اپنے ہر اس فتوے کو جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو اپنی اور شیطان کی طرف سے سمجھتے ہیں۔ اب جو ان کی خطا کو مانے اور اس پر عمل کرے وہ بقول آپ کے شیطان کا پیرو ہے اب جناب خیال فرمالیں کہ کسی کی زبان سے حدیث رسول سن کر اس پر عمل کرنا اور مان لینا تو تقلید ہے انہیں اس کی اپنی کہی ہوئی اس کی رائے کو تسلیم کر لینا یہ تقلید ہے جسے وہ بزرگ جن کی تقلید کے آپ دعویدار ہیں خود شیطان کی پیروی کہتے ہیں، یہ حدیث مطول ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ میں موجود ہے پوری حدیث یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص مر گیا ہے اس کی بیوی موجود ہے لیکن اس نے اس کا مہر مقرر نہیں کیا تھا اور اس سے دخول بھی نہیں ہوا تھا، تو اب فرمایئے کہ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے خاموشی اختیار کی اور فتوی نہ دیا مہینہ بھر تک وہ لوگ آتے جاتے رہے۔ آخر آپ نے مندرجہ بالا جملہ فرما کر فرمایا کہ اسے اس کے خاندان کی اور عورتوں کے مثل پورا مہر ملے گا، اسے عدت بھی گزارنی ہوگی اور میراث کی بھی وہ مستحق ہے، قبیلہ اشجع کے چند لوگوں نے اس کی موافقت کی اور فرمایا ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہی فیصلہ رسول اللہ ﷺ نے بروع بنت واشقؓ کے بارے میں کیا جن کے خاوند ہلال بن مرہ اشجعیؓ تھے یہ سن کر اور یہ معلوم کر کے کہ حضور ﷺ کا فیصلہ یہی ہے حضرت عبداللہؓ بہت ہی خوش ہوئے (۲) الغرض حضرت عبداللہؓ کسی کے غلط رائے قیاس کی پیروی کو شیطان کی پیروی کہتے ہیں

۳۸- مولوی صاحب اگر آپ اور آپ کے ساتھ کے حنفی، ابن مسعودؓ کی تقلید کے

(۱) اعلام الموقعین اردو ج ۱ ص ۵۹

(۲) ابوداؤد ج ۱ ص ۳۰۴ باب فیمن تزوج ولم یسم صداقاً

قائل ہیں تو آج سے آپ سورۂ قــل اعــو ذ بــرب ا لفلــق اور قــل اعــو ذ بــر ب الـــنا س کو قرآن میں شمار نہ کیجئے کیونکہ حضرت عبداللہ اسے قرآن میں نہیں گنتے (۱) اس کے کیا معنی کہ " لینے کے وقت مچھلی دینے کے وقت کانٹے" ہم سے تقلید منوانے کے لئے تو حضرت عبداللہ کو پیش کیا جائے اور خود آپ ان کی تقلید نہ کریں۔

۳۹- یہی حضرت عبداللہ فرماتے ہیں رکوع میں انسان گھٹنوں پر ہاتھ نہ رکھے بلکہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملا کر انگلیوں میں ڈال کر دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھ لے، (۲) کہو مقلد دوستو! تم اس مسئلہ میں حضرت عبداللہ کی تقلید کیوں نہیں کر تے؟ یہ کیا کہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھوتھو۔

۴۰- یہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب ایک امام اور دو مقتدی ہوں تو وہ دونوں امام کے پیچھے نہ کھڑے ہوں بلکہ امام کے دائیں بائیں کھڑے رہیں (۳) کہو مقلد دوستو! پھر تم اس مسئلے میں غیر مقلد کیوں بنتے ہو؟

۴۱- اسی طرح آپ کے اور مسائل بھی ہیں مثلاً وما خلق الذکر والانثی کو والذکر والانثی پڑھنا۔

۴۲- مفوضہ کا حکم (۴۳) جنبی کا تیمم (۴۴) صبح کی سنتوں کے بعد لیٹنے کا حکم

۴۵- دس ذی الحجہ کی صبح کی نماز کا وقت وغیرہ۔ (۴)

تھانوی صاحب کی تیسری دلیل تقلید کا چھیالیسواں جواب

۴۶- یہی حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعودؓ کی بابت فرماتے ہیں کہ

(۱) ملاحظہ ہو تاویل مختلف الحدیث ص ۳۲

(۲) ملاحظہ ہو تحفة الاحوذی ج ۲ ص ۹۴

(۳) ایضاً

(۴) تحفة الاحوذی ج ۲ ص ۹۴ نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۹۵

ہماری غیر حاضری کے وقت بھی یہ دربار رسول ﷺ میں حاضر رہا کرتے، اور جہاں جانے سے ہم روک دیئے جاتے تھے انہیں وہاں جانے کی اجازت ہوتی تھی۔ (اعلام)(۱) پس ظاہر ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی فضیلت کی وجہ علم حدیث کی زیادتی تھی نہ قیاس ورائے فقہ واٹکل۔

۴۷- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں تم پر جو سال آئے گا وہ گذشتہ سال سے برا ہوگا میرا یہ مطلب نہیں کہ سرداری کی حیثیت سے برا ہوگا پیداوار کے لحاظ سے برا ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ تمہارے فقہاء چل بسیں گے ان کے جانشین باقی نہیں رہیں گے۔ پھر وہ لوگ آئیں گے جو شرعی مسائل میں رائے کو دخل دیں گے اور روایت میں ہے کہ ان کے ہاتھوں اسلامی عمارت گر پڑے گی۔ آپ فرماتے ہیں تمہارے علماء مر جائیں گے پھر لوگ جاہلوں کو امام بنالیں گے جو امور دین میں رائے قیاس لگائیں گے۔(۲)

۴۸- ارشاد ہے کہ تجھے جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب سے سکھادے اس پر اللہ کی حمد و ثنا کر اور جو نہ آئے اسے اس کے جاننے والے کے حوالے کر اور خود تکلف کر کے گھڑ نہ لے دیکھ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتا ہے کہ لوگوں سے کہہ دو کہ میں تم سے اس پر کوئی عوض نہیں مانگتا اور نہ میں ایسا ہوں کہ تکلیف اٹھا کر کچھ کہہ دوں۔(۳)

۴۹- فرماتے ہیں یوں کہنے سے بچو کہ اگر یوں ہوتو ؟ اگر یوں ہوتو ؟ تم سے پہلے کے لوگوں کا ستیاناس اسی نے کیا ہے، کسی مسئلے میں قیاس نہ دوڑاؤ، ورنہ ثابت قدمی کے بعد بھی لغزش آجائے گی اگر کوئی ایسا مسئلہ پوچھا جائے جس کا تمہیں علم نہ ہوتو بے جھجک کہہ دو کہ میں نہیں جانتا، یادرکھو یہ بھی تہائی علم ہے۔(۴)

(۱) قال ابوموسی لقد کان یشھد اذا غبنا ویوذن له اذا حجبنا (اعلام ج ا صـ ۲۳۴ / صحیح مسلم ج۲ صـ ۲۹۳ باب فضائل عبداللہ بن مسعود

(۲) اعلام الموقعین عربی ج ا صـ ۲۰ / اردو صـ ۵۵

(۳) قل ما اسئلکم علیه من اجروما انا من المتکلفین صـ۳۸/۸۶

(۴) اعلام الموقعین اردو ج ا صـ ۵۶

مولانا تھانوی کی تیسری دلیل تقلید کا پچاسواں جواب

۵۰- یہی عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کونوا عالما او متعلما ولا تکونوا امعة (اعلام) یعنی عالم بنو یا طالب علم بنو مقلد نہ بنو۔(۱) پس آپ عام متعلم بننے کا حکم دیتے ہیں اور مقلد بننے کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اگر بقول آپ کے حضرت عبداللہؓ کی تقلید کرنی چاہیئے تو بھی اس فرمان سے آپ کی اور سب کی تقلید حرام ہوئی اور یہی ہماری منشا تھی فالحمدللہ۔

خاتمہ : مولانا نے تقلید میں یہی دلیل دی تھیں جن کے دوسو جواب ہو چکے اللہ تعالیٰ اس کتاب سے مسلمانوں کو نفع بخشے اور میرے لئے باقیات صالحات میں سے کر لے۔ آمین

محمد بن ابراہیم میمن مدرسہ محمدیہ صدر بازار دہلی

(۱) اعلام الموقعین اردو ج ۱ص ۴۳۰
حضرت عبداللہ بن مسعود نے مقلد کے لئے لفظ امعہ استعمال کیا ہے آپ سے اس لفظ کا معنی دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جاہلیت کے زمانہ میں امعہ اسے کہتے تھے کہ کسی کو کھانے کی دعوت دی گئی اس کے ساتھ ایک اور ہولیا، مراد ہماری اس سے یہ ہے کہ اپنے دین کے معاملے میں دوسرے کی صرف بات پر عمل ضروری قرار دینے والا۔